

مثنوی سیف الملوک و بدیع الجمال

سلسلۂ یوسفیہ

شمارہ (۶)

مثنوی

سیف الملوک و بدیع الجمال

سنہ ۱۰۳۵ھ

از

غواصی

مرتبہ

میر سعادت علی رضوی ایم اے

سنہ ۱۳۵۷ھ

مجلسِ اشاعتِ دکنی مخطوطات

سرپرست

عالیجناب نواب سالار جنگ بہادر

۱۔ مولوی سید محمد اعظم صاحب ام۔ اے۔ بی۔ ایس۔ سی۔ (کینٹب) پرنسپل سٹی کالج — صدر

۲۔ ڈاکٹر سید محی الدین قادری صاحب ام۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی (ریڈر اردو جامعہ عثمانیہ) — نائب صدر

۳۔ مولوی مرزا حسین علی خاں صاحب بی۔ اے (آنرز) پروفیسر انگریزی پرووسٹ جامعہ عثمانیہ — رکن

۴۔ مولوی عبدالمجید صاحب صدیقی ام۔ اے۔ ال۔ ال۔ بی۔ (لکچرار تاریخ جامعہ عثمانیہ) — "

۵۔ مولوی عبدالقادر سروری صاحب ام۔ اے۔ ال۔ ال۔ بی۔ (لکچرار اردو جامعہ عثمانیہ) — "

۶۔ مولوی سید محمد صاحب ام۔ اے۔ (لکچرار اردو سٹی کالج) — معتمد

۷۔ مولوی میر سعادت علی صاحب ام۔ اے۔ — شریک معتمد

پیش لفظ

اُردو یا ہندستانی کی ابتدائی تاریخ اور اس کے قدیم شعرا و مصنفین کے حالات و مقالات ایک عرصۂ دراز تک بالکل تاریکی میں رہے اور عام طور پر یہی سمجھا جاتا تھا کہ ولیؔ اورنگ آبادی جو گیارہویں صدی ہجری کے رُبع آخر میں گزرے ہیں، اس زبان کے سب سے پہلے شاعر تھے بلکہ بعض متاخر تذکرہ نویسوں نے ان کے کلام کو بھی جس میں قدیم زبان کی بہت زیادہ جھلک پائی جاتی تھی ٹکسال باہر قرار دے کر دلّی کے ان شعرا کو، جنھوں نے ولیؔ کی تقلید میں فارسی کی بجائے اُردو میں شعر کہنا شروع کیا تھا، اُردو کے اولین شعرا قرار دیا ہے۔ لیکن حالیہ تحقیقات نے اس حقیقت کو روز روشن کی طرح ثابت کر دیا ہے کہ ولیؔ اورنگ آبادی سے کئی سو برس پہلے اُردو زبان کی بُنیاد پڑ چکی تھی، اور دکن کی قدیم اسلامی سلطنت بہمنیہ کے

آخری زمانے میں اور اس کے بعد اس کی جانشین ریاستوں یعنے قطب شاہی اور عادل شاہی کے عہد میں اس زبان نے اس قدر ترقی کرلی تھی کہ نہ صرف عام بول چال اور تبادلۂ خیال کے لیے استعمال کی جاتی تھی بلکہ اس میں نظم ونثر کی متعدد اعلیٰ درجے کی کتابیں بھی لکھی گئیں خصوصاً قطب شاہی اور عادل شاہی خاندانوں کے علم دوست اور سخن گستر بادشاہوں کی خاص سرپرستی نے اس کی ترویج وترقی کی رفتار بہت ہی تیز کردی، اور ان کی شخصی دلچسپی سے جن میں بعض مثلاً محمد قلی قطبشاہ بانیٔ شہر حیدر آباد جو خود اعلیٰ درجے کے شاعر تھے، اس زمانے میں بہت سے بلند پایہ شعرا و مصنفین پیدا ہوئے۔ ان ریاستوں کی تباہی کے بعد اُردو زبان کی تیز رفتار ترقی ایک عرصے کے لیے کچھ رُک سی گئی، اور پھر سرکار دربار میں کچھ مدت کے لیے فارسی کا دور دورہ قائم ہوگیا، لیکن باوجود شاہی سرپرستی سے محروم ہونے کے اُردو زبان اپنی فطری موزونیت کے سبب برابر بڑھتی اور ترقی کرتی رہی اور رفتار زمانہ کے ساتھ ساتھ اس میں بہت سی تبدیلیاں ہوتی رہیں۔

اگرچہ محققین کی تحقیقاتی مساعی کی بدولت اُردو زبان وادب کی قدامت مُسلم ہوگئی ہے لیکن ان قدیم شاعروں اور نثر نویسوں کے گراں پایہ ادبی کارنامے جن پر اس زبان کی تمام تر ترقیوں کی بُنیاد قایم ہے اور جن کے مطالعے سے ہم نہ صرف اپنے قدما کے افکار وخیالات اور اسالیب بیان سے لُطف اندوز ہوسکتے ہیں بلکہ

اپنی گزشتہ عظمت سے بھی آگاہی حاصل کر سکتے ہیں، اب تک گوشۂ گمنامی میں پڑے ہوئے تھے، پیوستہ سال سٹی کالج میں دو صد سالہ جشنِ یادگار وؔلی کے موقع پر "دکن کے مخطوطات" کی جو نمایش منعقد کی گئی تھی، اس سے معلوم ہوا کہ کتنے ہی انمول جواہر پارے ایسے ہیں جن کی اشاعت سے نہ صرف اُردو ادب کے ذخیرے میں ایک بیش قیمت اضافہ ہوگا، بلکہ ان سے اُردو ادب کی ابتدائی ترقیوں، اس زبان کی عہد بہ عہد تبدیلیوں اور عہد گزشتہ کی تہذیب و تمدن کے متعلق نہایت کار آمد معلومات حاصل ہونگی۔ نیز اس عہد کی کتابوں کے مطالعے سے یہ حقیقت بھی آشکار ہوتی ہے کہ ابتدائی اُردو میں عربی اور فارسی کے الفاظ کے ساتھ ہندی کے الفاظ بھی برابر کے شریک تھے جو بعد کو رفتہ رفتہ زبان سے خارج ہو گئے۔ موجودہ زمانے میں بیرونی زبانوں کے غیر ضروری الفاظ اُردو سے خارج کر کے اس کو خالص ہندستانی بنانے کی جو کوشش کی جارہی ہے اس کے مدّنظر بھی ان کتابوں کی اشاعت بہت ہی کار آمد ثابت ہوگی۔ ان کے مطالعے سے اہلِ ذوق یہ معلوم کر سکینگے کہ کس طرح ہندی اور سنسکرت کے الفاظ بھی اُردو کی خراد پر چڑھ کر اُردو یا ہندستانی زبان کا جز بن سکتے ہیں۔

حسنِ اتفاق سے حیدرآباد کے مشہور علم دوست امیر عالیجناب نواب سالار جنگ بہادر مدفیوضہ، نے بھی جو جشنِ یادگار وؔلی کے صدر نشین تھے اس اہم ضرورت کو محسوس فرمایا

اور اپنے خطبۂ صدارت میں بدیں الفاظ توجہ دلائی :۔

"اس اہم اور دلچسپ کام کو اس تقریب کے ساتھ ختم نہ ہونا چاہیے۔ بلکہ مناسب یہ ہے کہ اس دو صد سالہ جشن ولی کی یادگار میں کوئی مستقل کام آغاز کیا جائے۔ میرے خیال میں اس سے بڑھ کر کوئی اچھا کام نہیں ہو سکتا کہ ولی کے معاصرین اور ان سے پہلے کے شاعروں اور صاحبانِ تصانیف کی اردو کتابیں مرتب اور شایع کی جائیں۔ ولی سے پہلے بھی ہمارے ملک میں بڑے بڑے شاعر اور انشا پرداز پیدا ہو چکے ہیں۔ خود طبقۂ فرماں روایان میں محمد قلی قطب شاہ اور علی عادل شاہ بلند پایہ شاعر تھے۔ پھر ان کے دربار کے ملک الشعرا وجہی، غواصی، نصرتی، رستمی، وغیرہ ولی سے کم نہ تھے۔ اور چونکہ ولی سے بہت پہلے گزرے ہیں اس لیے ان کے کلام اور بھی زیادہ قابلِ قدر رہیں۔ بہر حال اس اہم کام کی تکمیل کے لیے ایک جماعت منتخب کر لینی چاہیے۔"

نواب صاحب ممدوح نے قدر شناسی سے یہ بھی فرمایا کہ :۔

"مسرت کا مقام ہے کہ خود ہمارے ملک میں اب ایسے اصحاب موجود ہیں کہ ان قدیم کتابوں کے کلام اور زبان کو سمجھ کر ان کو جدید طریقوں پر مرتب کر کے

شایع کرسکتے ہیں۔ میں بھی اس مبارک اور اہم کام میں اس جماعت کا ہاتھ بٹانے تیار ہوں"

چنانچہ نواب صاحب مُعز کی اس علمی سرپرستی اور اعانت سے حسب ارشاد گرامی راقم کی صدارت میں حسب ذیل اصحاب کی ایک کمیٹی "مجلس اشاعت مخطوطات" کے نام سے قائم کی گئی اور قدیم ادبی جواہر پاروں کا ایک تفصیلی جائزہ لے کر ان کی اشاعت کے ابتدائی مراحل طے کیے گئے۔

(۱) ڈاکٹر سید محی الدین قادری صاحب زور ام، اے۔ پی ایچ ڈی (ریڈر اردو جامعہ عثمانیہ) نائب صدر

(۲) مولوی مرزا حسین علی خاں صاحب بی اے (آنرز) (صدر شعبۂ انگریزی جامعہ عثمانیہ) رکن

(۳) مولوی عبد المجید صاحب صدیقی ام، اے۔ ال ال بی۔ (لکچرار تاریخ جامعہ عثمانیہ) "

(۴) مولوی عبد القادر سروری صاحب ام، اے ال ال بی۔ (لکچرار اردو جامعہ عثمانیہ) "

(۵) مولوی سید محمد صاحب ام، اے۔ (لکچرار اردو سٹی کالج)..... معتمد

(۶) مولوی میر سعادت علی صاحب رضوی ام، اے۔ .... شریک معتمد

علمی نقطۂ نظر سے قدیم کتابوں کی اشاعت آسان اور ہر شخص کے بس کا کام نہیں۔ جن لوگوں کو اس سے سابقہ پڑا ہے وہ اچھی طرح اس حقیقت سے واقف ہیں کہ اس کام میں کس قدر دشواریاں پیش آتی ہیں۔ مختلف نسخوں کے باہمی مقابلے اور تصحیح کے علاوہ

بعض دفعہ ایک ایک لفظ کے لیے کئی کئی روز چھان بین کرنی پڑتی ہے، اور بظاہر یہ مثل صادق آتی ہے کہ "کوہ کندن وکاہ برآوردن"۔ نسخے اکثر بدخط اور بعض غلط درغلط بھی ہوتے ہیں۔ ان تمام مراحل کو صبر وسکون اور محنت وہمت سے طے کرنے کے بعد کتاب قابل اشاعت بن سکتی ہے۔ مجلس ہذا کے مستعد اور علم دوست ارکان نے جس محنت اور توجہ سے اس ہفت خوان ادب کو طے کیا ہے وہ ان کی مساعی کے نتائج سے ظاہر ہے اور توقع ہے کہ وہ ارباب ذوق کی پسندیدگی حاصل کرینگے۔

ڈاکٹر سید محی الدین قادری صاحب نے سلطان محمد قلی قطبشاہ کے نہایت ضخیم کلیات کی ترتیب کے صبر آزما کام کو اپنے ذمے لینے کے علاوہ مجلس کا مختلف طریقوں سے جو ہاتھ بٹایا ہے اس کا اعتراف نہایت ضروری ہے۔

یہ پیش لفظ نامکمل رہ جائیگا اگر میں عالیجناب نواب سالار جنگ بہادر کی فیاضی سے کہیں زیادہ اس ذاتی دلچسپی اور توجہ کا شکریہ ادا نہ کروں جو نواب صاحب ممدوح نے شروع ہی سے مجلس کے کاروبار میں فرمائی ہے فی الحقیقت نواب صاحب کے اس انہماک اور سرپرستی کے بغیر یہ مشکل کام انجام نہیں پاسکتا تھا۔

سید محمد اعظم



سلطان عبداللہ قطب شاہ

مُقدّمہ

(۱) حالاتِ زندگی

ایک ملک الشعراء ہونے کے باوجود قطب شاہی تاریخیں اور تذکرے ملاّ غوّاصی کے تفصیلی حالات سے بالکل خالی ہیں۔ ہمعصر شعراء اور خود غوّاصی کے کلام سے جو اندرونی شہادتیں اُس کی زندگی سے متعلق اخذ کی جا سکتی ہیں انہی کو فی الحال معتبر و مستند سمجھا جاتا ہے۔

غوّاصی کی تاریخ پیدائش کا علم نہیں۔ قرین قیاس یہ ہے کہ وہ سلطان ابراہیم قطب شاہ کے عہد میں پیدا ہوا ہوگا اور محمّد قلی قطب شاہ کے زمانے میں شاعری شروع کی ہوگی۔ اس کی ابتدائی زندگی عسرت میں بسر ہوی۔ وہ سرکاری مُلازم تھا اور یہی اس کی گذر اوقات کا ذریعہ تھا۔

باوجود کوشش کے اُسے دربار شاہی میں کوئی جگہ نہ مل سکی ۔ سلطان محمد قطب شاہ کا عہدِ حکومت بھی یوں ہی گذر گیا حالانکہ اس نے اپنی پہلی طویل نظم مثنوی سیف الملوک بدیع الجمال اسی عہد میں لکھنی شروع کی تھی جس وقت کہ وہ ایک تجربہ کار اور کہنہ مشق شاعر بن چکا تھا۔

سُلطان عبداللہ کے تخت نشین ہونے ہی اُسے آثار و قرائن سے یہ معلوم ہونے لگا کہ اب اس کی دیرینہ آرزو برآنے کا وقت آچکا ہے چنانچہ اس نے سیف الملوک ختم کی اور خاتمہ پر اپنی تمنّا کا اظہار سُلطان عبداللہ کو مخاطب کرکے اس طرح کیا :۔

جو سُلطان عبداللہ انصاف کر — میرے جوہراں پوتے دل صاف کر
دیوے داد میرا بھوت مان پانوں — اُمس دورتے تا گریبان پانوں
کہ یو شاہ میرا خریدار ہوئے — تو تازا میرا طبع گلذار ہوئے
کہ غمگیں ہوں میں سخت سنسار تے — دھروں غدغے لاک اس آزار تے
پریشانگی میں جمیا خیال میں — لے آیا ہوں ایسے رتن ڈھال میں
بہر حال یو نظم الہام سوں — کیا میں نول شاہ کے نام سوں (سیف الملوک)

اس سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ۱۰۳۵ھ تک غواصی عسرت ہی کی زندگی بسر

کرر ہا تھا۔ رفتہ رفتہ اس کی قسمت موافق ہوتی گئی ۔ دربار شاہی میں رسوخ حاصل ہوا اور دس سال کے عرصہ میں وہ ملک الشعراء کے درجہ تک پہنچ گیا ۱۰۴۵ھ میں بہ حیثیت شاہی سفیر کے دربار بیجاپور میں جانے کے قابل سمجھا گیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس کی ترقی اس قدر سرعت کے ساتھ ہوی کہ پندرہ سال کی مدت میں جس قدر دینوی مراتب واعزاز کی اسے خواہش تھی وہ سب حاصل ہو گئے کیونکہ وہ اپنی دوسری طویل نظم طوطی نامہ (سنہ تصنیف ۱۰۴۹ھ) کے آخر میں اپنے دنیادار ہونے پر اپنے آپ کو ملامت کرتا ہے اور بقیہ عمر عبادت میں بسر کرنے کا تہیّہ کر لیتا ہے ۔ اس کا دل دنیا کے ساز و سامان۔ عیش و عسرت ۔ مال و دولت سے سیر ہو چکا ہے اور اب وہ تنہائی کی زندگی بسر کرنے کا آرزو مند ہے ۔ غوّاصی کا یہ خیال اسی کی زبان سے سنئے:۔

غوّاصی اگر توں ہے سچلا غواص — لگا عِشق اپنے خدا سات خاص
چلیگا کتا نفس کے کئے منے — کتا ہوئیگا ناوں کے پئے منے
اچھیگا کتا در ریائی ہنوز — کریگا کتا خودنمائی ہنوز
ہو بیدار یکبار اس خواب تے — نکل بھار اس غم کے گرداب تے
جو ہے رہنما پیر حیدر ترا — ہم اللہ وہے ہم پیمبر ترا

جکچ خواست تیرا ہے سب اسیں پوچھوڑ　　دنیا کے علاقے تے لے دل کوں توڑ

نہ کر اعتماد اس گذرگاہ کا　　یو پھاندا ہے درویش ہور شاہ کا

سنبھال اپیں اے یار اس دام تے　　نکو غافل اچھ آپنے کام تے

اُچا دم جم اللہ کے نام سوں　　متارہ سدا عشق کے جام سوں (طوطی نامہ)

یہ کسی طرح نہ معلوم ہو سکا کہ غواصی کو دربار میں رسائی کیونکر حاصل ہوی اور ملک الشعراء کا خطاب کس سلسلہ میں عطا ہوا۔ درباری شاعر ہونے کے باوجود اب تک یہ پتہ نہیں چلا کہ سلطان عبداللہ کی سالگرہ کی تقریب یا عیدین کے موقع پر غواصی نے کوئی تہنیت کا قصیدہ کوئی تاریخی قطعہ کہا ہو البتہ تاریخ حدیقۃ السلاطین میں ایک واقعہ درج ہے کہ سلطان عبداللہ کو ۱۰۴۱ھ میں جب لڑکا پیدا ہوا تو وجہی اور غواصی نے تاریخ ولادت کہی۔ اصل عبارت اس طرح ہے :۔

"اول تاریخ کہ ملا وجہی شاعر دکنی یافتہ است "آفتاب از افتاب (۱۰۴۱)
آمد پدید" وملا غواصی کہ در شعر دکنی از امثال خود ممتاز است ایں کلمہ را
مادۂ تاریخ ساختہ است 'محفوظ باد' (۱۰۴۱)۔"

اس ذکر سے ہم یہ تصفیہ نہیں کر سکتے کہ حقیقتاً غواصی نے سوائے دو مثنویوں کے قصائد اور تاریخی قطعات یا غزل مرثیہ وغیرہ کچھ بھی نہ کہا۔ بہت ممکن ہے کہ

آئندہ ادبی تحقیق کرنے والوں کو اس کا ذخیرہ بھی دستیاب ہو جائے۔ البتہ اتنا ضرور قیاس کیا جا سکتا ہے کہ دربار کی رسائی کے بعد غواصی صرف ایک شاعر ہی کی حیثیت نہ رکھتا تھا بلکہ معاملات سلطنت میں بھی دخیل تھا چنانچہ ۱۰۴۵ھ میں اس کا بہ حیثیت شاہی سفیر کے دربار محمد عادل شاہ میں جانا اس کا ثبوت ہے جس کی صراحت یہ ہے کہ ۱۰۴۵ھ میں محمد عادل شاہ بیجاپور نے اپنے درباری شاعر ملک خوشنود کو گولکنڈہ روانہ کیا تھا تاکہ منجانب محمد عادل شاہ سلطان عبداللہ کی اس مدد کا شکریہ ادا کرے جو خواص خاں کو بیجاپور کی حکومت سے بے اقتدار کرنے کے لیے روانہ کی گئی تھی۔ ملک خوشنود جب بیجاپور واپس ہونے لگا تو "بعد از یک چندے ملا غواصی شاعر دکنی را رفیق او ساختہ با تحفہ و یادگار روانہ بیجاپور ساختند" غواصی کی دربار عادل شاہ میں خوب آؤ بھگت ہوی اور مراجعت کے وقت "حضرت عادل شاہ میر زین العابدین پسر شاہ ابوالحسن حاجب مقیمی را ہمراہ ملا غواصی شاعر نمودہ دو زنجیر فیل بزرگ و شش سر اسپ عراقی و دو صندوق مقفل از تحف و ہدایا ارسال داشتند" (حدیقۃ السلاطین)

غواصی نے جس طرح طوطی نامہ کے آخر میں تارک الدنیا ہونے کا

ارادہ ظاہر کیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اسی طرح عمل بھی کیا اسی لیے اس کی آخری زندگی بالکل گمنام ہے یہاں تک کہ تاریخ وفات کا بھی علم نہیں قرین قیاس یہی ہے کہ اس کا سلطان عبداللہ ہی کے زمانے میں انتقال ہوا ہوگا۔

(۲) غوّاصی کی شاعری

قدیم دکنی شاعروں کے متعلق یہ معلوم کرنا کہ انہیں کس سے تلمذ حاصل تھا قریب قریب ناممکن ہے۔ غوّاصی کے متعلق بھی نہیں کہا جا سکتا کہ اس نے کسی کی شاگردی کی یا خود ساختہ شاعر تھا۔ مثنوی سیف الملوک کے شروع میں اس نے اپنی خوب ہی خودستائی کی ہے چنانچہ کہتا ہے :۔

بچن کے سمند کا ہوں غوّاص میں ۔۔۔ دھر بھار ہوں موتیاں خاص میں
جگت جوہری سب میرے پاس آئے ۔۔۔ میرے خاص موتیاں کوں جو کر لجائے
چڑے ہات موتی یو جس راج کے ۔۔۔ تو سر پر رکھے جوڑ اوپر تاج کے

ان کا بہا کوئی دے نا سکے — بغیر راج بھی کوئی لے نا سکے

نکل آ فصاحت کے میدان توں — بچن کے ترنگ کوں دے جولان توں

کہ اس ٹھار تج بن نہیں کوئی اب — لجا توں بلاغت کیرا گوئے اب

مرا دل خزینہ جوں معمور ہے — بچن کے جواہر سوں بھرپور ہے

میر اگیان عجب شکرستان ہے — جو اس تے میٹھا سب ہندستان ہے

جتے ہیں جو طوطی ہندستان کے — بھکاری ہیں منج شکرستان کے

شکر کہا میرے شکرستان تھے — میٹھے بول اُٹھے او اَیس گیان تھے

لطافت منے میں سخن سنج ہوں — دہر بھار لک غیب کے گنج ہوں

جو میں ہم سوں طبع آزمائی کروں — تو ساریاں اوپر پیشوائی کروں

سکے کوں ملنے میرے طور میں — کہ رستم ہوں میں آج کے دور میں

عطارد سو ہے کلک مج ہات کا — دوات ہے سو میرا چندرات کا

گگن سا تو دفتر مرے شعر کے — ستارے سو جوہر مرے شعر کے

ان اشعار سے ظاہر ہے کہ باوجود تنگدستی اور افلاس کی حالت میں بسر کرنے کے وہ شاعری میں اپنا مد مقابل کسی کو نہیں سمجھتا صرف دکن کی حد تک نہیں بلکہ سارے ہندستان میں اپنا نظیر نہیں رکھتا۔ دوسرے شعراء کو اپنا

خوشہ چین سمجھتا ہے اکثر دکنی شعراء نے اپنے اپنے تصانیف میں اپنے ہمعصر یا گذرے ہوئے شاعروں کا ذکر کیا ہے اور ان کی تعریف کی ہے مثلاً امین نے مقیمی کا ذکر کیا ہے ۔ نصرتی نے خود غواصی اور اپنے ہمعصر باکمال شاعر شاہ ابو المعالی کا حال لکھا ہے ۔ وجہی نے باوجود غواصی کی طرح اپنی خودستائی کرنے کے قطب مشتری میں گذرے ہوئے دو شاعروں فیروز و محمود کی تعریف کی ہے ان کو کامل الفن سمجھتے ہوئے اپنی مثنوی کی داد دینے کے قابل سمجھا ہے اسی طرح ابن نشاطی نے فیروز کو استاد فن کے لقب سے یاد کیا ہے لیکن غواصی نے اپنی تصانیف میں کسی ہمعصر شاعر کا ذکر کیا ہے نہ متقدمین کا اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو فن شعر میں کس قدر اعلیٰ اور اکمل سمجھتا تھا۔ اس واقعہ سے ایک مبہم قیاس کیا جاسکتا ہے کہ اس نے کسی کی شاگردی نہیں کی۔

غواصی کی اس تعلی اور ہمہ دانی کا ثبوت اس وقت تک صرف دو کتابیں دریافت ہوی ہیں مثنوی سیف الملوک بدیع الجمال اور طوطی نامہ لیکن افسوس یہ ہے کہ یہ کوئی فیصلہ کن ثبوت نہیں کیونکہ یہ دونوں کتابیں اتفاق سے فارسی کے ترجمے ہیں کوئی اپچی تصنیف نہیں ۔ ترجمے سے کسی شاعر کے قوت تخیل اور تصرف الفاظ کا صحیح اندازہ نہیں لگایا جاسکتا البتہ اس کی کہنہ مشقی ثابت ہوسکتی ہے۔

حدیقہ السلاطین کے الفاظ "ملّا غوّاصی کہ در شعر دکنی از امثال خود ممتاز است"
یہ بتاتے ہیں کہ غوّاصی نے حقیقتاً ایک بلند پایہ شاعر کی حیثیت سے کافی شہرت
حاصل کرلی تھی اور صحیح معنی میں اپنے وقت کا ملک الشعراء تھا محمد قلی قطب شاہ
کے دربار کا ملک الشعراء وجہی اگرچہ سلطان عبداللہ کے زمانے تک زندہ تھا
لیکن غوّاصی کی بڑھتی ہوی شہرت نے وجہی کو گمنام بنادیا تھا۔ وجہی باوجود
غوّاصی پر طعنہ زنی کرنے کے اس کی روز افزوں شہرت سے خائف تھا یہی وجہ
ہے کہ خود ایک کہنہ مشق بلند پایہ شاعر ہونے پر بھی اس نے سلطان عبداللہ کی
فرمایش پر اپنی قابلیت کا ثبوت بجائے نظم کے ایک بلند پایہ نثر "سب رس"
کی شکل میں دیا۔

غوّاصی نے اپنا پورا کمال ان ترجموں میں دکھایا ہے یہاں تک کہ ترجمہ نے
اصل کی صورت اختیار کرلی یہ اس کی قادر الکلامی کا ثبوت ہے۔ وہ نہایت پرگو
شاعر تھا چنانچہ مثنوی سیف الملوک جس میں دو ہزار سے زیادہ اشعار ہیں اس نے
صرف ایک مہینے کی قلیل مدت میں تمام کی چنانچہ وہ خود کہتا ہے :۔

"برس ایک ہزار ہور پنج تیس میں   کیا ختم یو نظم دن تیس میں"

مثنوی سیف الملوک سے بعض ایسے مقامات ذیل میں نقل کیے جاتے ہیں

جن سے غواصی کے تخیل ۔ بلند پروازی ٔ مبالغہ ۔ حسن تعلیل ۔ تشبیہ اور رزمیہ نگاری پر روشنی پڑے ۔

مثنوی کے تمہیدی حصّہ میں غواصی نے 'سخن' کی تعریف میں جو اشعار کہے ہیں ان کا تسلسل اور روانی قابل داد ہے ۔ وہ کہتا ہے کہ تخلیق عالم میں پہلا نمبر سخن کا ہے یہی ایک صفت انسان وحیوان میں ما بہ الامتیاز ہے ۔ سخن کی فضیلت وہ ہے جس کی حد کو کوئی نہیں پہنچ سکتا ۔ دنیا کے تمام کام اسی سخن سے چلتے ہیں ۔ خدا کی تعریف ۔ نعت ومنقبت ۔ سوال جواب ۔ فتح وشکست ۔ شہرت ۔ نیک وبد کا امتیاز سب سخن ہی سے وابستہ ہیں ۔ آخری فیصلہ کن شعر اس نظم کا حسب ذیل ہے :۔

بچن تے چلے دین و دنیا تمام   بچن کے ہیں محتاج سب خاص و عام

ان اشعار میں آمد کی شان نظر آتی ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاعر سخن کے متعلق ابھی اور کہنا چاہتا ہے یا کہہ سکتا ہے لیکن طوالت کے خیال سے مجبوراً اپنی طبیعت کو روک رہا ہے ۔

غواصی کے کلام میں دکنی الفاظ کا عنصر بہ نسبت فارسی کے بہت زیادہ ہے لبعض مقامات پر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ عمداً دکنی لفظ استعمال کر رہا ہے ۔ چنانچہ اسی نظم میں جو تعریف سخن کے عنوان کے تحت ہے وہ بجائے 'سخن' کے

'بچن' کا لفظ استعمال کرتا ہے اسی طرح - جیو - جیب - بھومان - جگت - گڑان - فام - رتن - کہان - بہان - وغیرہ - دکنی الفاظ کی ہر جگہ بہتات ہے اور غواصی بے تکلف استعمال کرتا چلا جاتا ہے -

عشقیہ مثنویوں میں عموماً معشوق کا سراپا لکھتے وقت شاعر کے پیش نظر یہی ہتا ہے کہ معشوق کو حسن و خوبصورتی کا مجسمہ بنا کر پیش کرے - یہی مقام ہے جہاں تقریباً تمام شاعر مبالغہ کر جاتے ہیں لیکن غواصی نے ایک نہایت بدصورت حبشن کے سراپا کی صراحت میں زورِ قلم صرف کیا ہے اور اس کے سراپا کا بیان اس طرح کیا ہے کہ پڑھنے والے کے چشم تصور کے آگے ایک تصویر کھنچ جاتی ہے مثالاً یہاں چند شعر نقل کیے جاتے ہیں - جس سے غواصی کی قادر الکلامی ثابت ہوتی ہے -

کہ زشتاں منے سخت و زشت تھی — بیٹ روسیاہی میں انگشت تھی
کہ تھا تھوبڑا اس کا جیوں فیل کا — سر اُس کا سو کالا رنجن نیل کا
انکھیاں ڈونگیاں جیوں کھڈی سار کے — دو دیدہ بہتر جوں پتھر گار کے
چڑیا ہونٹ اُپرال کا ناک پر — تھوڈی پر پڑیا ہے تلیں کا اوتر
لٹکتی جو چیتڑاں پہ چوٹی دسے — سو جیوں جھاڑ کی پیڑ موٹی دسے
سوئے سار پنڈلیاں او پر تیز بال — نہ تھی جگ میں ڈائن کوئی اُس کے مثال

گندی پیاز کے ڈل پر و ہیل کر گلے میں حمائل ہمن ہیل کر

اسی کے ساتھ ساتھ بدیع الجمال کے حسن کی تعریف میں بھی غواصی نے کمی نہیں کی :۔

عجب نور کیرا اتھا مکھ پہ تاب که قربان اس مکھ پہ لک آفتاب
سمن پت بھری ہو ادیک نازنن سہیلی کنول سوں ہے نازک بدن
دیکھیا جو چندر اُس موںڈی کاڑ کر سٹیا پیرہن اسمان کے پھاڑ کر
ستارے دیکھ اس کا نجھل نور سب لئے ہات شرمندہ ہو چور سب
کلیاں سب چمن کے دیکھ اس بھان کوں کیاں چاک اپنے گریبان کوں
دیکھ اس کے نین بن کے نرگس تمام ہو بیہوش لڑتے تھے کھس کھس تمام
دیکھت اس کے پیچاں بھرے کنڈلاں سب آئے تھے کل برزمیں سنبلاں
کہ وو نار اوتار کچ حور تھی نہ کچ حور وو عین سمدور تھی

ان اشعار میں تشبیہہ استعارہ اور حسن تعلیل کی اچھی اچھی مثالیں موجود ہیں۔ رزمیہ نگاری میں غواصی کی طبیعت کچھ کند نظر آتی ہے وہ بزم کے میدان کا شہسوار ہے مثنوی سیف الملوک میں دو ایک مقام پر جنگ کا سماں اس نے باندھا ہے جو دوسرے مناظر کے مقابلہ میں کمزور سا ہے البتہ شہپال اور

بادشاہ دریائے قلزم کی لڑائی کے سین میں ایک جگہ اس نے ایک نئی اور اچھی تشبیہہ دی ہے جو قابل نوٹ ہے۔ دریائے قلزم کے کنارے یہ لڑائی ہو رہی ہے۔ دیووں کے سر کٹ کٹ کر پانی میں گرتے جا رہے ہیں اور جسم الگ دریا میں ڈوب رہے ہیں اس کی تصویر غواصی نے اس طرح کھینچی ہے :—

جو دریا لہو ہو اُبلنے لگیا — گگن اُس پو کشتی ہو چلنے لگیا

سَراں تیرتے لہو کے سمدورتے — جو دستے انھے بڑ بڑے دور تے

دَھڑاں سب ہنپٹ موج کے لوٹ مار — تھے ڈبتے نکلتے نہنگاں کے سار

ڈوبتے ہوئے سر دور سے پانی میں حُباب کی طرح نظر آتے تھے اور جسم مگرمچھ کی طرح سطح آب پر نمایاں ہوتے اور ڈوبتے تھے۔ یہ تشبیہہ بہت لطیف اور انوکھی ہے۔

---

(۳) زبان اور طرزِ بیان

غواصی کے کلام میں ہندی الفاظ زیادہ پائے جاتے ہیں۔ کلام سادہ اور تصنع سے پاک ہے۔ مبالغہ آمیز تخیل بہت کم ہے۔ غواصی کی زبان تین سو برس پہلے کی خالص دکنی ہے اکثر الفاظ اور محاورے آج کل متروک ہیں جنہیں

دکنی لوگ بھی مشکل سے سمجھ سکتے ہیں ۔ فارسی اور عربی الفاظ کے ساتھ کہیں کہیں سنسکرت اور ہندی کے لفظ بھی مخلوط ہیں ۔ مثنوی سیف الملوک کا ابتدائی حصّہ غواصی کی اچھی پیداوار ہے ۔ حمد نعت اور منقبت کے بعد اس نے سلطان عبداللہ اور 'سخن' کی تعریف میں جو اشعار کہے ہیں ان کا اسلوب دلکش اور شاندار ہے جیسا کہ مدحیہ قصائد کا ہونا چاہیے ۔ چند شعر بطور نمونہ نقل کیے جاتے ہیں :۔

چندا جو دواں خسروی بُرج کا ۔۔۔ امولک رتن حُسن کے درج کا

جلالت بھریا حال دیکھ شاہ کا ۔۔۔ کلیجا پھٹے مہر ہور مَاہ کا

کیے عدل یو شہ ہریک ٹھاؤں سوں ۔۔۔ کہ نوشیرواں کا چھپیا ناؤں سوں

دسے شہ کوں یوں ہات تیغ آبدار ۔۔۔ کہ حیدر کے جیوں ہات میں ذوالفقار

جم اُس شہ کوں یو کامرانی سجے ۔۔۔ عدالت میں نوشیروانی سجے

اگر علم کی بات پوچھے سبب جسے ۔۔۔ اندازا نہیں مارتے دم کِسے

منگے ٹک جو دل شاہ گنبھیر کا ۔۔۔ پَوَن پر بندھاوے محل نیر کا

نہ شہ سار سورج کس آسمان میں ۔۔۔ نہ شہ سار تن ہے کسی کھان میں

قلم کاف و نون سے جو نکلیا بہار — سو پہلے بچن کوں کیا آشکار
بچن تے سدا جیب کوں روچ ہے — بچن تیج بھرپور سب کچ ہے
بچن عرش کرسی پوتے دھائے ہیں — بچن آدمی کے بدل آئے ہیں
بچن تیج ہووے خدا کا صفت — بچن تیج ہووے نعت ہور منقبت
بچن تے سوالاں جواباں ہوویں — بچن تے حساباں کتاباں ہوویں
بچن تے ہوی خام نیکی بدی — بچن تے ہوئے منتہی مبتدی
بچن تے چلے دین و دنیا تمام — بچن کے ہیں محتاج سب خاص و عام
بچن غیب کے ہیں عجب جوہراں — بچن کے سو ہیں جوہری شاعراں

ان اشعار سے غواصی کے طبیعت کی روانی ظاہر ہوتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ اپنا ما فی الضمیر ادا کرنے میں اسے کوئی دقت محسوس نہیں ہوتی وہ قلم برداشتہ لکھتا ہے اور سادے الفاظ کو زیادہ پسند کرتا ہے۔ غواصی کے عہد کی زبان کے قواعد اور اصول موجودہ اصولوں سے مختلف نظر آتے ہیں۔ ذیل کی چند مثالیں اس کو اچھی طرح واضح کرسکتی ہیں :-

(ا) عربی۔ فارسی اور ہندی کے اکثر الفاظ جو آج کل مؤنث استعمال ہوتے ہیں غواصی نے مذکر استعمال کیے ہیں۔ مثلاً۔ مناجات۔ ہتیلی۔ یاد۔ شجاعت۔

روح وغیرہ کو مذکر لکھا ہے :۔

مُناجات غوّاص کا کر قبول '، ہتیلی تیرا لوح انگلی قلم '، شجاعت تیرا سن ملک گڑبڑائے '، 'تیرا یاد دائم ہے چارا اُسے '۔ 'میرا روح پروانہ کے سار کا '۔

(۲) دکنی جمع بنانے کا طریقہ وہی فارسی کے تتبع میں بالعموم ا۔ن کے ساتھ ہے مثلاً

بُنیاں ہور بعضے لیاں ہیں جتنے '۔ 'دیو نہار ساریاں کوں ایماں توں '

'زباں دیوے توں ے زباناں کے تئیں فرح بخش جیواں کے کاناں کے تئیں '

(۳) فارسی میں علامت اضافت 'زیر' ہے اور جہاں تکرار لفظ درکار ہو اسی لفظ کو بجنسہ دو مرتبہ لکھا جاتا ہے لیکن غوّاصی نے ان دونوں موقعوں پر (ی) کا استعمال کیا ہے۔ مثلاً

'جو شاہے ین شہر سنگار سب '، ۔ 'نپٹے نپٹ جنگلے جنگل جھاڑے جھاڑ '

(۴) **الفاظ کا تلفظ اور وزن** ۔ غوّاصی کے کلام سے اس کا اندازہ نہیں ہوسکتا کہ اس زمانے میں الفاظ کا صحیح تلفظ اور وزن کیا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ضرورت شعری یا بحر کی وجہ سے شاعر لفظ کو جس طرح چاہتا تھا مسخ کرسکتا تھا۔ اس کی متعدد مثالیں اس مثنوی میں ملتی ہیں مثلاً :۔

'سچا توں محمد سچا مصطفیٰ '، 'زمیں تے عرش پر گئے تہ سوار '، 'سُرج نے گرم دھوپ توں پاڑتا '۔

'جکبُئی نج ولایت منے شک جولائے'۔ 'بچن میچ تے بَہارؔ آتے اہیں'۔
'خوشیاں ساتھ گھر میں تے نکلیا بَہارؔ'۔

(۵) ضمائر کا طریقہ بھی موجودہ قواعد سے مختلف ہے مثلاً:۔
'سو دفتر اُنن عشق کا کھول توں'۔ کہ دیتا نہیں ہے کسے (کسی کو) جاب تو'۔
'تون آپس (اپنے آپ کو) کوں (اُن کے) یہاں تے بہت لے سنبھال'۔

(۶) حصر یا تاکید کے لیے بجائے 'ہی' کے حرف 'چ' لفظ کے آخر میں
لگا دیا جاتا ہے:۔
'بچن تیچ (ہے ہی) بھرپور سب کو چ ہے'۔ کہ بہو تیچ (بہت ہی) پکڑیا ہے ہنج دل اُچاٹ'۔
'حکومت اُنن کاچ (کا ہی) ہے ٹھار ٹھار'۔

(۷) اکثر الفاظ کا املا بدلا ہوا ہے یعنے جس طرح بولا جاتا تھا اسی طرح لکھا بھی جاتا تھا جیسے:۔
نفع کو نفا۔ وضع کو وضا۔ واقعہ کو واقا۔ اور معنی کو مانا۔
کہیں مصرع کے آخر میں اگر ایسا لفظ آجائے تو اس کا قافیہ بھی صوتی لحاظ
سے کیا جاتا ہے مثلاً وضا اور قضا ہم قافیہ ملتے ہیں:۔

'کہ مج تے بچھڑ توں بھر پاکس وضا | کھڑیا آ تیرے سر اوپر کیوں قضا'
'بہت دن بہت ٹھار واقے دیکھیا | کہیا جائے نا ایسے واقے دیکھیا'

(۴) مثنوی سیف الملوک بدیع الجمال

(قصہ کا ماخذ)

غواصی نے مثنوی میں کہیں قصہ کے ماخذ کا ذکر نہیں کیا اور نہ یہ بتایا ہے کہ یہ ایک فارسی نثر کا دکنی منظوم ترجمہ ہے بلکہ اس کے برخلاف اپنی تخلیقی نظم بتائی ہے۔ تمہیدی اشعار میں کہتا ہے۔

"ہوا عقل کا دست مایا مجے — تو اس دھات خاطر میں آیا مجے
کہ بنجاؤں نا دل تے تاز انگار — جو دنیا میں اپنا اچھے یادگار
(بنیاد کرو)
کہ سیف الملوک ہور بدیع الجمال — یو دونوں ہیں عالم منے بے مثال
ان دوئی کا داستاں بول توں — سو دفتر ان عشق کا کھول توں
ترے تائیں آیا ہے یو داستاں — ظفر تج کوں لیایا ہے یو داستاں
کہیا میں جو کچھ آئی سو فام میں — کیا ناؤں یک روم ہور شام میں
اُچایا طرز ایک تاز امتھا — جگت بیچ پاڑیا آواز امتھا"

یہ قصہ الف لیلہ کے فارسی ترجمہ کا ایک مشہور افسانہ ہے۔ اس میں مصر کے شہزادہ سیف الملوک اور اجنہ کی شہزادی بدیع الجمال کے حسن و عشق کی داستان مذکور ہے۔ غواصی نے اسی فارسی نثر سے دکنی نظم میں ترجمہ کیا ہے۔ ایک عرصہ کے بعد عہد اورنگ زیب عالمگیر میں مرزا بدیع اصفہانی نے شمشیر خاں کی فرمائش پر اس قصہ کو فارسی میں نظم کیا اور "گلدستہ عشق" نام رکھا۔ غواصی کی مثنوی ۱۲۹۰ھ میں بمبئی کے کسی مطبع سے طبع ہو کر شائع ہو چکی ہے جس کے نسخے اب کمیاب ہیں۔

اس قصہ کے ماخذ کے متعلق مولوی نصیر الدین صاحب ہاشمی نے اپنی تصنیف "یورپ میں دکھنی مخطوطات" میں لکھا ہے کہ ریو مصنف کیٹلاگ برٹش میوزیم اور ایتھے مصنف کیٹلاگ انڈیا آفس نے اس داستان کے متعلق جو صراحت کی ہے اس کے پیشتر ایک تمہیدی دیباچہ بھی لکھا ہے جس میں یہ بتایا ہے کہ یہ قصہ کیوں لکھا گیا:۔

"بیان کیا گیا ہے کہ سلطان محمود غزنوی کو قصوں کا بڑا شوق تھا۔ جو شخص ایک دلچسپ قصہ پیش کرتا انعام پاتا۔ چنانچہ حکیم عنصری نے بھی ایک قصہ کے معاوضہ میں ہزار دینار حاصل کیے۔ حسن میمندی جو سلطان محمود کا وزیر تھا اس بے جا خرچ پر

متاثر ہوا اور خود ایک بے مثال قصہ پیش کرنے کا دعویٰ کیا۔ سُلطان محمود نے منظور کیا اور اس کے معاوضہ میں ایک شہر انعام دینے کا وعدہ کیا اور قصہ نہ پیش کرنے کی صورت میں شہر بدری کا حکم دیا۔ حسن ایک سال کی مہلت لے کر سفر کو روانہ ہوا اور تلاش کرتے کرتے سُلطان دمشق کے دربار میں پہنچا۔ وہاں اس کو پتہ چلا کہ سلطان کے پاس ایک نایاب کتاب ہے جس میں اچھے اچھے قصے مرقوم ہیں۔ حسن نے بیش بہا تحفہ پیش کر کے وہ کتاب حاصل کی اور سُلطان محمود کو دے کر حسبِ وعدہ انعام پایا۔ اس کتاب میں تین قصے تھے۔ قصہ بوستانِ ارم۔ قصہ سیف الملوک اور قصہ شاہ پال بن شاہ رخ۔"

راقم کو اتفاقاً ایک کتب فروش کی دوکان سے داستانِ سیف الملوک کا ڈرامہ مطبوعہ دستیاب ہوا جو لاہور کے جے۔ ایس۔ سنت سنگھ پبلشرز کی طرف سے شایع ہوا ہے۔ اس کتاب کے دیباچے میں مصنف ڈرامہ اختر سہارنپوری نے جو ماخذ بیان کیا ہے اس میں اور ہاشمی صاحب کے پیش کردہ ماخذ میں کچھ تھوڑا سا اختلاف ہے۔ اختر صاحب نے لکھا ہے کہ "سُلطان

محمود غزنوی نے ایک کتاب 'مجمع الحکایات' سے سیف الملوک کا نا تمام قصہ سن کر یہ اعلان کرایا کہ جو شخص مکمل قصہ پیش کریگا انعام خطیر پائیگا۔ اس پر حسن میمندی نے وعدہ کیا اور سفر کرتے ہوئے یہ معلوم کرکے کہ ایسی ایک کتاب جس کا نام 'زبدۃ الجواب' ہے سُلطان دمشق کے خزانہ میں محفوظ ہے۔ دمشق پہنچا اور دربار سلطانی میں رسائی حاصل کرکے بادشاہ کو اپنا گرویدہ بنالیا لیکن عرض مدعا پر جواب پایا کہ وہ کتاب بزرگوں کی عطا کی ہوی ہے کسی کو نہیں دی جاسکتی اور نہ نقل کرائی جاسکتی۔ سال میں ایک دفعہ ماہ رمضان میں باہر نکالی جاتی اور خلوت میں قصّے پڑھ کر سُنائے جاتے ہیں۔ حسن نے وقت مقررہ کا انتظار کیا اور جب وہ کتاب پڑہی گئی تو پس پردہ دو زود نویسوں کو بٹھا کر اس کی دو نقلیں کروالیں۔ یہی نقلیں اس نے سلطان محمود کو نذر دیں اور انعام حاصل کیا۔" ایک داستان کی حیثیت سے قصّہ سیف الملوک کے ماخذ کا واقعہ بھی دلچسپی سے خالی نہیں۔ اختر صاحب یہ بھی لکھتے ہیں کہ سلطان محمود نے اس قصّہ کو فارسی میں تالیف کرایا اور حال میں پیر محمد بخش صاحب نے پنجابی نظم میں اس کا ترجمہ کیا ہے۔

غواصی کا ترجمہ لفظی نہیں ہے بلکہ چیدہ چیدہ واقعات اور اصل قصّہ کے

حالات نظم کیے گئے ہیں۔ اکثر نام بھی غواصی نے بدل دیے اور بے ضرورت طولانی واقعات حذف کر دیے۔ بہ ایں ہمہ تصرف غواصی نے ترجمہ کو اصل بنانے کی نہایت کامیاب کوشش کی ہے اور ایک حد تک اچھا قصّہ بنا دیا ہے۔

(قصّہ کا خلاصہ)

ناظرین کی دلچسپی کے لیے اس قصّہ کا خلاصہ درج ذیل کیا جاتا ہے:۔

کہتے ہیں کہ کسی زمانے میں شہر مصر کا ایک بادشاہ عاصم نول نامی تھا۔ کئی ایک چھوٹے چھوٹے شہر اُس کے تحت حکومت تھے۔ عاصم نول ہمہ صفت موصوف تھا۔ دولت وحشمت خیل وسپاہ کسی چیز کی کمی نہ تھی لیکن دولتِ اولاد سے محروم تھا۔ اولیاء اللہ کی خدمت کرتا خدا سے دعا کرتا لیکن اولاد نہ ہوئی آخر مایوس ہوکر گوشہ نشینی اختیار کی۔ وزرائے سلطنت نے باہم مشورہ کرکے بادشاہ کے ستارے دکھوائے اور خوشخبری لے کر ایک روز بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ نجومیوں نے کہا کہ اگر بادشاہ یمن کے راجا کی بیٹی سے عقد کرے تو اُسے اولاد ہوگی۔ یہ مژدہ سن کر عاصم نول بہت خوش ہوا اور تحفہ وتحائف کے ساتھ اپنے ایک سفیر کو شاہِ یمن کے پاس بھیجا کہ لڑکی کی خواستگاری کرے۔ شاہ یمن نے بہ خوشی قبول کیا

اور بڑے تزک و احتشام کے ساتھ شادی ہوگئی۔ جیسا کہ نجومیوں نے پیشین گوئی کی
تھی بادشاہ کو اسی سال ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام سیف الملوک رکھا گیا۔ اتفاقاً
اسی روز عاصم نول شاہ کے ایک وزیر صالح نامی کو بھی ایک لڑکا ہوا جس کا نام
ساعد رکھا گیا۔ بادشاہ نے ان دونوں کی پرورش ایک ہی جگہ رکھ کر کی۔ چند سال
میں سیف الملوک اور ساعد پڑھ لکھ کر فارغ ہوئے اور فنون سپہ گیری وغیرہ میں
کمال حاصل کر لیا۔ جب یہ دونوں سنِ رشد کو پہنچے تو ایک روز عاصم نول شاہ
نے دونوں کو دربار میں طلب کیا اور خزانے سے ایک صندوق منگوا کر اس میں
سے ایک انگشتری اور ایک زرین کپڑا نکال کر سیف الملوک کو عطا کیا ایک
خوبصورت گھوڑا بھی عنایت کیا اور کہا کہ "یہ تحفے حضرت سلیمان نے مجھے دیے
تھے جسے میں نے آج تک بہت حفاظت سے اُٹھا رکھے اور اب چونکہ میرا کوئی
اور وارث نہیں ہے اس لیے تجھے دیتا ہوں۔" سیف الملوک یہ تحفے لے کر اپنے
مقام پر آیا رات بھر جشن منایا اتفاق سے اس زرین پارچہ کو کھول کر دیکھا تو
اس میں ایک عورت کی تصویر نظر پڑی جسے دیکھ کر غش کر گیا اور دیوانہ وار
عاشق ہو گیا۔ بادشاہ کو جب خبر ہوئی تو اس نے ساعد کو بلا کر اس کپڑے اور
انگشتری کے ملنے کا واقعہ اس طرح بیان کیا کہ "ایک روز میں تخت پر بیٹھا تھا کہ

ایک طوفان گرد و غبار اٹھا اور چند پریاں یہ چیزیں لے کر میرے سامنے حاضر ہوئیں اور یہ بیان کیا کہ سلیمان نے میرے پاس تحفتاً بھیجا ہے اس پارچے میں شہپال ابن شاہ رخ بادشاہ اجنہ کی بیٹی بدیع الجمال کی تصویر ہے جو گلستانِ ارم میں رہتا ہے۔ اس لڑکی کو پانا بہت مشکل ہے۔" بہرحال شہر کے تجربہ کار حکماء علاج میں مصروف ہوئے لیکن کوئی دوا کارگر نہ ہوی آخر بادشاہ عاصم نول نے شہزادہ کو دلاسا دیا اور لوگوں کو گلستانِ ارم کی تلاش میں روانہ کیا۔ ایک سال کے بعد وہ لوگ بے نیل و مرام واپس ہوئے آخر شہزادہ باپ سے اجازت حاصل کرکے خود ساعد کے ہمراہ گلستان ارم کی جستجو میں روانہ ہوا۔ پہلے سیف الملوک ملک چین میں پہنچا یہاں کے بادشاہ نے خاطر و مدارات کی اور شہزادے کی آرزو برلانے کے لیے گلستان ارم کا پتہ دریافت کرایا۔ ایک سو ستر برس کے ایک بوڑھے نے کہا کہ وہ تمام دنیا کی سیاحت کر چکا ہے لیکن اس نام کا کوئی شہر نہ دیکھا نہ سنا۔ شہر قسطنطنیہ چونکہ بہت بڑا تجارت گاہ ہے جہاں دنیا کے لوگ جمع ہوتے ہیں ممکن ہے کہ وہاں اس کا پتہ مل سکے شہزادہ یہ سنتے ہی بادشاہ چین سے رخصت ہو کر قسطنطنیہ کی طرف روانہ ہوا۔ اثنائے راہ میں ایک ایسا زبردست طوفان آیا کہ تمام کشتیاں غرق آب ہو گئیں سیف الملوک اور ساعد علیحدہ ہو گئے

شہزادہ ایک تختہ پر بہتے ہوئے ایک جزیرے میں پہنچا جہاں تمام زنگی رہتے
تھے۔ یہ لوگ شہزادہ کو پکڑ کر اپنے بادشاہ کے پاس لے گئے۔ بادشاہ نے اس کو
اپنی لڑکی کے پاس بھیجا کہ بھون کر کھا جائے۔ وہ حبشن اس پر عاشق ہو گئی
وصال کی طلبگار ہوئی۔ شہزادہ اس کی ڈراؤنی شکل سے گھبرا کر انکار کیا حبشن نے قید کر دیا۔
کسی طرح شہزادہ قید سے نکل بھاگا اور ایک ایسے جزیرے میں پہنچا جہاں
بڑے بڑے دریائی جانور رہتے تھے۔ رات کسی طرح گذار کر وہاں سے بھی کوچ
کیا اور جزیرۂ کفتاراں میں پہنچا یہاں کی شہزادی بھی اس کے وصل کی خواہشمند
ہوئی۔ شہزادہ وہاں سے بھی جان بچا کر نکلا تو سنگساروں کے شہر میں آپھنسا۔
یہاں کے بادشاہ نے اُسے ایک عجیب جانور سمجھ کر قید کر رکھا۔ اتفاقاً زرکاس لوگ
بھی شہزادے کی تلاش میں آپہنچے اور سنگساروں سے خوب لڑائی ہوئی اس
موقع کو غنیمت جان کر شہزادہ قید سے نکل بھاگا اور ایک ایسے جزیرے میں
پہنچا جہاں تسمہ پالوگ رہتے تھے۔ یہاں مصیبتیں اٹھا کر کسی طرح رہائی پائی اور
شہر قیصریہ میں آپہنچا۔ اس ملک میں تمام بندر رہتے تھے صرف ایک انسان
تھا جو ان کا بادشاہ تھا اس نے سیف الملوک کی خاطر تواضع کی اور کئی روز مہمان
رکھا وہاں بھی مقصد براری نہ ہونے پر شہزادہ رخصت ہوا ایک جزیرے میں

آیا جہاں ہاتھی کے اتنے مکوڑے دیکھے ڈر کے مارے ایک جھاڑ پر چڑھ بیٹھا ایک شتر مُرغ کو دریا کے کنارے بیٹھا دیکھ کر اُس کے پاؤں پکڑ لیے۔ وہ شہزادے کو لے کر اُڑا اور اپنے آشیانے میں لے گیا۔ شہزادے کو اپنے بچّوں کی غذا بنانا چاہتا تھا کہ ایک بڑا سیاہ اژدہا اُس کے بچّوں کو نگل گیا شہزادہ وہاں سے بھاگا ایک چشمے کے کنارے پہنچ کر دم لیا وہاں ایک انار شیریں پڑا ملا جسے کھا کر شہزاہ بحال ہوا۔ اتنے میں ایک پرندہ جو وہیں درخت پر بیٹھا تھا دوسرے سے کہنے لگا کہ شہزادہ نے جو انار کھایا وہ ایک دیو کا تھا جس کی تلاش میں اس نے بڑی مصیبت اٹھائی تھی یہاں پانی پینے کی غرض سے آیا تھا انار بھول کر چلا گیا مگر ابھی آئیگا اور شہزادے کو کچا چبا جائیگا۔ شہزادہ اس دیو کے پنجے سے بھی سلیمان کی انگشتری کے سبب سے نجات پایا اور آگے روانہ ہوا۔ جزیرہ اسفند میں پہنچا جہاں اس کی ایک شہزادی سے ملاقات ہوی۔ ایک دیو شہزادی کو سراندیل سے اٹھا لایا تھا اور یہاں قید کر رکھا تھا۔ شہزادے نے حکمت عملی اور انگشتری سلیمان کی مدد سے اس دیو کو مار ڈالا اور شہزادی کو لے کر چلا۔ اسی شہزادی سے سیف الملوک کو بدیع الجمال کا پتہ معلوم ہوا۔ شہزادی کو اس کے چچا تاج الملوک کے پاس لاکر شہزادہ

بہت خوش ہوا یہاں سے یہ دونوں سراندیل پہنچے۔ شہزادی نے سیف الملوک سے وعدہ کیا کہ وہ اس احسان کے بدلے میں اسے بدیع الجمال سے ضرور ملائیگی کیونکہ وہ (یعنے بدیع الجمال) اکثر سراندیل آیا کرتی ہے۔ شہزادہ خاطر جمع ہوکر خوشحال پھرنے لگا۔ یہیں اس کی بازار میں ساعد سے ملاقات ہوی دونوں بچھڑے ہوئے رفیق دوبارہ مل کر بہت خوش ہوئے۔ اتفاقاً انہی دنوں بدیع الجمال بھی آپہنچی اور حسبِ وعدہ شہزادی اور اس کی ماں نے سیف الملوک سے اس کی ملاقات کرادی۔ بدیع الجمال بھی شہزادے پر دل سے فریفتہ ہوگئی لیکن اپنے آتشی اور اس کے خاکی ہونے کی بحث پیش کی۔ آخر یہ تصفیہ ہوا کہ شہزادہ بدیع الجمال کی دادی شہر بانو کے پاس جائے اور اس کی سفارش سے بدیع الجمال کے باپ شہپال ابن شاہ رخ سے اجازت حاصل کرے بغیر اس کے شادی ناممکن ہے۔ شہزادہ راضی ہوگیا۔ بدیع الجمال نے اپنی دادی کو ایک خط لکھا اور ایک جن کو ساتھ کر کے سیف الملوک کو اس کے پاس بھیجا۔ شہر بانو کو بھی یہ نسبت پسند آئی سیف الملوک کو ساتھ لے کر شہپال کے پاس پہنچی اور حکمتِ عملی سے اُسے بدیع الجمال کے عقد پر راضی کیا۔ اس اثنا میں شہزادہ جسے شہر بانو ایک باغ میں چھوڑ کر شہپال سے ملنے گئی تھی بادشاہ

دریائے قلزم کے آدمیوں کے ہاتھ گرفتار ہوگیا جو اسی کی تلاش میں سرگرداں تھے۔
بادشاہ دریائے قلزم اپنے بھائی کا بدلہ لینا چاہتا تھا لیکن جلاد کے یا وزیر کے کہنے سے قید سخت میں رکھا کہ گھُل گھُل کر مر جائے۔ یہاں جب تلاش ہوی اور سیف الملوک کا غائب ہونا معلوم ہوا تو شہپال کو بہت غصہ آیا اور اپنے تمام لشکر کے ساتھ دریائے قلزم پر حملہ کیا۔ وہاں کے بادشاہ سے سیف الملوک کی واپسی کا طلبگار ہوا اس نے دینے سے انکار کیا اور خوب جنگ و جدال ہوئی آخر میں شہپال فتحیاب ہوا اور سیف الملوک نے رہائی پائی۔ گلستانِ ارم واپس ہوکر شہپال نے بڑے تزک و احتشام سے سیف الملوک کی بدیع الجمال کے ساتھ شادی کردی۔ چند روز وہاں رہ کر سیف الملوک سراندیل آیا اور سفارش کر کے ساعد کی شادی شہزادی سراندیل سے کرادی۔ یہ دونوں خوش و خرم اپنے اپنے مقاصد میں کامیاب ہوکر اپنی اپنی دلہنوں کے ساتھ مصر واپس آئے اور عاصم نول شاہ کو خوشخبری دی۔ عاصم نول پھولوں نہ سمایا اور تخت سیف الملوک کے حوالہ کر کے اپنی زندگی کے بقیہ روز عبادت میں بسر کرتے لگا۔

(نام سنہ تصنیف اور تعداد اشعار کی تحقیق)

بعض تذکروں میں ہم نے دیکھا کہ اس مثنوی کا نام سیف المُلک و بدیع الجمال لکھا ہے۔ نقل کرتے وقت ہمارے زیر نظر چار مخطوطے رہے ہیں جن کا تفصیلی ذکر آگے آئیگا۔ ان میں سے کسی میں بھی 'سیف المُلک' بہ سکون لام نہیں ہے یا تو صاف 'سیف الملوک' لکھا ہے یا بعض جگہ ضرورت شعری اور بحر کی وجہ سے 'سیف المُلُک' لکھا ہے جو 'سیف الملوک' ہی کے معنی رکھتا ہے مثلاً ہم یہاں اصل کتاب ہی سے چند شعر نقل کرتے ہیں:-

'خوشیاں سات امرت گھڑی فال دیک　　سو سیف الملوک کر رکھیا ناوں نیک'

'خوش ایسی نکھل چند نی دیک ات　　لے ساعد کوں سیف الملوک آپ سنگات'

'جو فرزند میرا ہے سیف الملوک　　فدا اُس پہ تھے مال ہور یو ملوک'

'اپن درد تھے ہوا یے دردناک　　نزک ہے جو سیف المُلُک ہو ہلاک'

'تک اپنا پرایا دکھیت وو سکھیا　　اُسے ناوں سیف المُلُک کر رکھیا'

ان مثالوں سے صاف ظاہر ہے کہ شہزادہ کا نام سیف الملوک ہی تھا اور اسی نام پر مثنوی کا بھی نام رکھا گیا ہے۔

سنہ تصنیف کے متعلق یہ محقق ہے کہ ۱۰۳۵ھ میں غواصی نے اس کی تکمیل کی۔ البتہ تحقیق طلب صرف ایک امر ہے وہ یہ کہ اِسے سلطان محمدؐ کے زمانے کی تصنیف سمجھنا چاہیے یا سلطان عبداللہ کے۔ نواب صاحب کے کتب خانے کے ایک نسخہ میں بادشاہ کی تعریف کے تحت ہمیں پہلا شعر حسبِ ذیل ملا جو دوسرے کسی نسخے میں درج نہیں ہے :-

سو سلطان محمدؐ قطب شاہ گنبھیر جگ آدھار ہے ہور جگ دستگیر

اور باقی شعر بادشاہ کی تعریف میں وہی ہیں جو دوسرے نسخے میں ہیں۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ یہ نسخہ ناقص الاخر ہے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ آخر میں بھی اس نے سلطان محمدؐ ہی سے اپنی استدعا کی ہے یا سلطان عبداللہ سے۔ ۱۰۳۵ھ وہ سال ہے کہ اسی سال سلطان محمد کا انتقال ہوا اور اسی سال سلطان عبداللہ بارہ سال کی عمر میں تخت نشین ہوا ظاہر ہے کہ ایک بارہ سال کی عمر کے لڑکے سے جس کو ابھی پوری طرح شاہی اختیارات بھی حاصل نہیں ہوئے (کیونکہ سلطان عبداللہ کے سن رشد کو پہنچنے تک اس کی ماں حیات بخشی بیگم نے سلطنت کا کاروبار چلایا تھا) اس طرح غواصی کا استدعا کرنا کہ وہ شعر و سخن کی قدر کرے غواصی کو دوسرے شعراء کے مقابلے میں تول کر دیکھے اور انصاف کرے۔

اپنی نظر عنایت سے سرفراز کرے تاکہ وہ اس سے بہتر اشعار کا ذخیرہ پیش کرتا رہے، ایک بالکل کم عقلی کی بات ہوتی ہے۔ اگر ہم اس امر کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ کہہ دیں کہ یہ تصنیف سلطان محمدؐ ہی کے زمانے کی ہے لیکن چونکہ غوّاصی کو دربار میں رسائی حاصل نہ ہو سکی اس نے ڈال رکھی تھی جب سلطان عبداللہ کے دربار میں رسائی حاصل ہوئی تو بادشاہ کے نام کا شعر بدل کر اس نے سلطان عبداللہ کا نام لکھدیا تو اس کے صحیح تسلیم کرنے میں خود غوّاصی کا ایک شعر مانع ہے

"برس یک ہزار ہور پنج تیس میں کیا ختم یو نظم دن تیس میں"

وہ کہتا ہے کہ ایک ماہ کی مدت میں اس نے یہ مثنوی ختم کی۔ اس کا تصفیہ ہمارے خیال میں اس طرح ہو سکتا ہے۔ سلطان محمد کا انتقال ماہِ جمادی الاول ۱۰۳۵ھ میں ہوا۔ اور اسی ماہ میں سلطان عبداللہ تخت نشین ہوا۔ غوّاصی نے جمادی الاول ۱۰۳۵ھ کے قبل ہی یہ کتاب ختم کر لی تھی۔ محرم سے جمادی الاول تک خواہ کسی ماہ میں لکھی ہو۔ اور اس کا منتظر تھا کہ دربار میں رسائی حاصل ہو اور وہ بادشاہ کے نام سے معنون کر کے خود پیش کرے اسی آرزو میں سلطان محمد کا انتقال ہو گیا اور اسے موقع نہیں ملا۔ سلطان عبداللہ کے تخت نشین ہوتے ہی اُسے آثار و قرائن سے یہ محسوس ہونے لگا کہ بہت جلد وہ دربار شاہی تک پہنچ جائیگا

پس اس نے سلطان محمد کا نام اشعار سے نکال کر سلطان عبد اللہ کا نام لکھ دیا۔ بجز نام کے اسے اور کوئی چیز بدلنے کی ضرورت نہیں ہوئی ۔ اس قیاس کو اگر صحیح تسلیم کرلیا جائے تو بھی یہ ماننا پڑیگا کہ مثنوی سیف الملوک سلطان محمد قطب شاہ کے عہد کی پیداوار ہے ۔ یہ شعر جس میں سلطان محمد کا نام لکھا ہے اتنا صاف اور موزوں ہے کہ کاتب کی تحریف کا گمان بھی نہیں کیا جا سکتا۔ لہذا مزید کسی شبہہ کی گنجایش باقی نہیں رہی کہ خود غواصی نے اس شعر کو بدلا ہے۔

نواب صاحب کے کتب خانے کے تین نسخے ہمارے زیرِ نظر رہے۔ ان تینوں میں تعداد اشعار مختلف ہے ایک میں (۱۸۲۲) اشعار ہیں دوسرے میں (۱۸۷۲) اور تیسرے میں (۱۶۸۰) ۔ آغا حیدر حسن صاحب کے نسخے میں (۱۹۷۵) شعر ہیں ۔خود غواصی نے مثنوی میں کہیں اشعار کی تعداد کا ذکر نہیں کیا البتہ ڈاکٹر زور صاحب نے 'اردو شہ پارے' میں اور نصیر الدین صاحب ہاشمی نے 'دکنی مخطوطات' میں لکھا ہے کہ اس مثنوی کے دو ہزار شعر ہیں۔ یہاں ہم نے جملہ دو ہزار دو سو پچاسی (۲۲۸۵) اشعار جمع کیے ہیں ۔ صحیح تعداد کا تعین کرنا بڑی مشکل ہے اس لیے کہ جن چار نسخوں سے ہم نے یہ اشعار جمع کیے ہیں ان میں سے کوئی بھی مکمل نہیں ہے جیسا کہ آئندہ نسخوں کی تفصیل سے معلوم ہوگا ۔ ان نسخوں میں

اختلاف بھی بہت ہے ۔ ایک ہی عنوان کے تحت اگرچہ سب نسخوں میں تعداد اشعار
برابر ہے لیکن اشعار مختلف ہیں ایک میں جو شعر ہیں دوسرے میں اس سے مختلف
درج ہیں ہم نے اس طرح ایک عنوان کے تحت جتنے شعر چاروں نسخوں سے فراہم ہوسکے
جمع کرلیے جس کی وجہ سے تقریباً ہر عنوان کے تحت ہمارے اس نسخے میں تعداد اشعار
زیادہ ہوتی گئی یہاں تک کہ آخر میں دو ہزار اشعار سے زیادہ کی تعداد ہوگئی۔
آغا حیدر حسن صاحب کے نسخے میں وجدی نے تین عنوان کے قصوں کو الحاقی بتایا ہے
جن کے اشعار کی مجموعی تعداد (۱۵۹) ہوتی ہے یہ (۱۵۹) شعر کم کرنے پر بھی جملہ تعداد
دوہزار ایک سو چھبیس (۲۱۲۶) رہتی ہے نہیں معلوم یہ ایک سو چھبیس شعر کہاں سے آئے ۔ بہت
ممکن ہے کہ دراصل اس کے دو ہزار ایک سو چھبیس اشعار ہی ہوں صرف ایک اندازہ
معلوم کرانے کے لیے دو ہزار شعر ہونا بتادیا گیا ۔

(۵) زیر نظر مخطوطے

نواب سالار جنگ بہادر کے کتب خانے کے تین نسخے ہمارے زیرِ نظر
رہے جن کی تفصیل حسبِ ذیل ہے :۔

۱۔ بہ خط نسخ قدیم دکنی بہ ظاہر مکمل ہے لیکن اکثر اشعار کم

ہیں ۔ سائز ۶×۸ انچ غیر مجلد خاتمہ پر کی عبارت "تمت تمام شد ایں کتاب ہیمن حاجی سلیمان بن حاجی احمد مقام ممبئی"۔ تاریخ کتابت اور کاتب کا نام نہیں ہے لیکن رسم الخط سے قدیم معلوم ہوتی ہے ۔ تعداد اشعار (۱۸۲۲) ایک ہزار آٹھ سو بائیس ہے ۔

۲ ۔ کراؤن سائز مجلد بہ خط فارسی صاف اور واضح ۔ فارسی عنوانات کے ساتھ آخر میں داستان کے خاتمہ کا ایک ورق نہیں ہے اس کے بعد کا حصّہ مکمل ہے داستان کا آخری شعر جو اس میں درج ہے حسبِ ذیل ہے :۔

"خوش نکد بھیر تھے سارياں کوں شادی ہوی   او شادی بڑی کیقبادی ہوئی"

تعداد اشعار (۱۸۷۲) ایک ہزار آٹھ سو بہتّر ہے ۔ کاتب کا نام وغیرہ کچھ نہیں صرف سنہ کتابت ۱۰۶۰ھ لکھا ہے لیکن یہ غلط معلوم ہوتا ہے اور بعد میں کسی کا اضافہ نظر آتا ہے کیونکہ رسم الخط سے یہ کتاب عہد قطب شاہی کی نہیں معلوم ہوتی اور نہ کتابت سے کیونکہ اکثر الفاظ کا املا بجائے قدیم صورت میں ہونے کے جدید شکلوں میں لکھا ہوا ہے ۔

۳ ۔ ڈیمی سائز مجلد قدیم شکستہ خط ۔ اس جلد میں پہلے چندر بدن ماہیار مصنفۂ مقیمی ۔ لیلیٰ مجنوں ۔ مصنفۂ عاجز درج ہیں آخر میں مثنوی سیف الملوک ہے

جو ناقص الآخر ہے داستان کا آخری حصّہ اور خاتمہ کے اشعار نہیں ہیں اس نسخہ کا آخری شعر یہہ ہے :—

"ہو اصاف جیوں جام جم کا تمام
دو نگر گلستاں ارم کا تمام"

اس سے پہلے کی دونوں مثنویاں چونکہ مکمل ہیں ان کے آخر میں کاتب کا نام و سنہ کتابت حسبِ ذیل مرقوم ہے :—

"تمام شد بتاریخ پنجم و ششم شوال ۲۷ھ محمد شاہی مطابق ۱۱۵۵ھ در شہر اورنگ آباد راقم سید رحمت اللہ ساکن دہلی"۔ مثنوی سیف الملوک کی تاریخ کتابت بھی ۱۱۵۵ھ ہونا چاہیے اور کاتب بھی وہی۔

۴۔ ان تین نسخوں کے علاوہ ہم نے آغا حیدر حسن صاحب دہلوی پروفیسر اُردو نظام کالج کے کتب خانے کے ایک قدیم نسخے سے اشعار کی صحت میں مدد لی یہ نسخہ مجلد و مطلا۔ رائل سائز۔ نہایت خوشخط فارسی خط میں ہے ابتدا میں نصرتی کی گلشن عشق درج ہے جو ناقص الاول ہے اور آخر میں سیف الملوک ہے جو ناقص الآخر ہے آخری تقریباً (۸۰) شعر نہیں ہیں۔ یہ نسخہ "ڈبی تھی سُنے میں زمیں جاں تہاں
کہ ایسا سخی بے بدل ہے کہاں"

پر ختم ہوتا ہے اور نہایت اہم ہے کیونکہ اس کا کاتب قریب زمانے کا ایک

مشہور دکنی شاعر وجدی ہے جس کی تصنیف پنچھی باچا ہے۔ وجدی نے داستان کے متن میں کچھ اضافہ کیا ہے اور حاشیہ پر انہیں الحاقی لکھا ہے چنانچہ حسب ذیل داستانیں اضافہ ہیں جو کسی دوسرے نسخے میں نہیں ملتیں :-

(۱) گرفتار شدن سیف الملوک بدست کفتاراں ۴۴ شعر

(۲) رسیدن بہ جزیرہ راکسان و گرفتار شدن ۵۸ ״

(۳) گرفتار شدن بدست دوال پایاں ۳۸ ״

(۴) سلسلہ بیان میں دو جگہ متفرق اشعار کو الحاقی لکھا ہے جن کی تعداد ۱۹ ״ اس طرح جملہ ایک سو انسٹھ (۱۵۹) اشعار کا اضافہ کیا ہے۔ ان اشعار کے الحاقی ہونے کی وجہ وجدی نے یہ لکھی ہے کہ اکثر اشعار بے ردیف و قافیہ ہیں اور یہ غواصی ایسے قادر الکلام کے قلم سے نکلے ہوئے نہیں مانے جا سکتے۔ لیکن یہ وجہ قابل قبول نہیں اس لیے کہ اور اشعار جن کو وجدی نے غواصی کے تسلیم کرتے ہوئے لکھے ہیں ان میں بھی اکثر غلط قافیہ و ردیف کے آ گئے ہیں۔ لہذا یہ تصفیہ کرنا بہت مشکل ہے کہ ان اضافہ اشعار میں کتنے الحاقی ہیں اور کتنے حقیقی۔ وجدی کے لکھے ہوئے نسخے میں جملہ (۱۹۷۵) ایک ہزار نو سو پچہتر اشعار ہیں ایک جگہ وجدی نے عمداً اشعار مہمل کہہ کر چھوڑ دیے ہیں اس طرح تعداد اور بھی کم ہو گئی۔ گلشن عشق کے خاتمہ پر

وجدی نے ان مثنویوں کے نقل کرنے کی وجہ اور تاریخ کتابت خود نظم کی ہے

جس کے آخری شعر یہ ہیں :—

"جیو لگا اپنا مشقت سوں — خوش گوندیا یو ہنر تے نو سر ہار،
خان جو وو ہے سمّی اسمٰعیل — نیک خو نیکنام نیکو کار،
وو کیا جیوں مجے اشارت خاص — لکھ دکھایا شکستہ بستہ نگار،
سال تاریخ بس ہے اے وجدی — سیر گلشن دسے نین کوں بہار"

(۱۱۳۸) ہجری

اس سے معلوم ہوا کہ اسمٰعیل خاں نامی کسی شخص کی فرمایش پر وجدی نے یہ دونوں مثنویاں ۱۱۳۸ھ میں نقل کی تھیں۔ ہم نے فٹ نوٹ میں جو اشعار کے نسخے دیے ہیں ان میں تمیز کرنے کی خاطر نواب صاحب کے پاس کے نسخوں کے لیے (س) اور آغا حیدر حسن صاحب کے نسخے کے لیے (ح) لکھا ہے۔

عہد قطب شاہی کی مثنویوں کا معیار معلوم کرنے کے لیے ایک ملک الشعراء کی مثنوی سیف الملوک سے بہتر نمونہ اور کیا ہو سکتا ہے۔ ارباب تحقیق اپنی ادبی کاوشوں کے لیے اس مثنوی سے بہت کچھ استفادہ کر سکتے ہیں فقط

یکم فروردی ۱۳۴۷ف فصلی

میر سعادت علی رضوی۔ ایم۔ اے



ملا غواصی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد

الہٰی جگت کا الہٰی سو توں — کرنہار جم بادشاہی سو توں
دنیا تو — کرنیوالا ہمیشہ تو

ترے حکم تل نو گزہ اسمان کے — رعیت ملک تیرے فرمان کے
تابع

بھر بالس گزہان بیچ تارے حشم — کریں نوبتاں سوں النگ دم بدم
بھرا اِس نیچ — چھلانگ

فرنگیاں سوں بجلیاں کے پرچ ساز توں — زحل کون رکھیا کر فرنگ داز توں

جہاں لگ جو بادل کے ہیں گڑگڑات — تیری فتح دولت دمامے کے ٹھاٹ
تک گرج — نقارے ساز و سامان

ہتی تیرے دربار کے پہاڑ سب — چھڑی دار تجھہ دار کے جھاڑ سب
ہاتھی پہاڑ — چوبدار گھر۔دروازہ

جو بارہ اماماں ہیں اُن پر سلام — سو بارہ سلحدار تیرے مدام

نبیاں ہور بعضے ولیاں ہیں جتے — ترے دار کے سرگرو ہیں وِیتے
اور جتنے — اتنے

اتیری بادشاہی کو کچھ انت نیں | تیرے ملک میں غیر کون نپت نیں
(حد۔ انتہا — دخل۔ گذر)

اخزنیے بھریا غیب کے غیب تے | ہواتوں[ع ن] اپیں پاک پھر عیب تے
(خزانے — سے — آپ)

بسایا ہے ترجگ کا یک ہاٹ توں | دکھایا ہر اکیس کون یک باٹ توں
(تینوں عالم — بازار — ہر ایک کون — راستہ)

کھلایا جنت کی کواڑاں تہیں | بندھایا شفق کے پہاڑاں تہیں
(دروازے — توہی — توہی)

چنداں میں تے توں چندنا کاڑتا | سورج تے گرم دھوپ توں پاڑتا
(چاند — سے — چاندنی — نکالتا — سے — تو ڈالتا)

دکھاتا تماشے عجب دور تھے | دیاتا ہے لکھ نور یک نور تھے
(سے — روشن کرتا — لاکھ — سے)

ہریا کر رکھیا توں زمیں سات کون | دیا رنگ پھل پھول ہور پات کون
(ہری — اور — پتا)

نوے پھول ڈالیاں پہ بار آئی سو | او تشریف ہے تجھ کنے پائی سو
(نئے — تیرے پاس)

جو کچھ توں کرے سو سرے جم تجھے | سدا سیوے ل سات عالم تجھے
(زیب دے — پوجے)

غواصی جو تجھ دار کا خاک ہے | تیری باٹ کا محض خاشاک ہے
(تیرے — راستہ)

دکھا کیمیا کر توں مجھ خاک کون | دے[ع ن] رنگ باس مجھ دل کے پھل پھانک کون
(میری — بو)

ع ن ۔ اہے پاک توں عیب ہر عیب تھے ۔ (ح)

ع ن ۔ کھلا پھول کر منج خاشاک کون ۔ (ح)

دُعا

رحیما سچا توں غنی ہوئے رہے　　　غنی تجھ بغیر از (تیرے سوائے) نہیں کوئی رہے
توں مقبول ہے مقبلاں کا سچیں (حقیقتاً)　　　تُہیں (توہی) نور روشن دلاں کا سچیں
جو کوئی زندہ دل ہے توں ان کا حیات　　　جو کوئی ہووے تجھ سات تو ان کے سات

جو ہوں یا الٰہی ترا داس (غلام) ہیں　　　کیا ہوں بہت ایک تیری آس یں
تو مجھ داس پر کھول در فیض کا　　　میرے من منیں (دل میں) بھر اثر فیض کا
طراوت دے مجھ (میرے) آس کے باغ کوں　　　دوا بخش مجھ درد کے داغ کوں
وفا ییں پڑا کر جواں مرد مُج (مجھے)　　　تیرے باٹ (راستہ) کا کر کے رکھ گرد مج
عطا کر مجھے کچ تیری ناؤں (نام) سوں (سے)　　　دے پرواز مجکوں بلند دھانوں سوں (سے)
تیرے نور کی رہ دکھانا مجھے　　　دلا عاقبت کا بُجھانا (بجھونا) مجھے
جلادے میرے جیو (جان) کی آگ کوں　　　دے رنگ پاس مجھ دلکی پھل پھاک کوں
سدا کسب میرا سو اخلاص کر　　　تیرے خاص بندوں میں مجھ خاص کر
جنکا (چمک۔ روشنی) جوت تج دھیان کیرا (کا) رتن (ہیرا)　　　میرے من (دل) کے صندوق میں رک جتن (رکھ محفوظ)
ہُماں (ہما) کر مجھے باٹ (راستہ) کے اوج کا　　　شہنشاہ کر گیان (عقل) کی فوج کا

میسحا کا دے منجکوں آثار جسم | میری جیب کوں کر شکر بار رحم
بہر امرت کے چشمے میرے کلک میں | رتن غیب کے لیا میرے سلک میں
جو غواص ہو تج سراتا اچھوں | نوے مضمناں ڈھنڈ لیاتا اچھوں
بحق نبیؐ ہے جو تیرا رسول | مناجات غواصؔ کا کر قبول

در نعت

سچا توں محمدؐ سچا مصطفیٰ | سچا ہے توں احمدؐ سچا مرتضیٰ
توں طٰہٰ توں یٰسین توں ابطحی | توں اُمّی توں مکّی توں مرسل ہی
توں اول توں آخر۔ تو ہی ہے امیر | توں ظاہر توں باطن نبیؐ بے نظیر
تہیں ہاشمی ہور قریشی رسول | جکچ توں کہے سو کرے رب قبول
توں قائم توں حجّت توں حافظ سچا | توں شافع توں سابق توں واعظ سچا
تقی ہور سخی توں ولی ہور خلیل | دیا تج نبی ناؤں رب الجلیل
خدا کے نبیاں کا سو سلطان توں | دیو نہار ساریاں کوں ایماں توں
توں صاحب سچا ہے جگت تین کا | سدا تج تھے معمور گھر دین کا

توں ظاہر توں پنہاں اچھے سب سیتے | ولے ہر کڑی ہل اچھے رب سیتے
زمیں تھے عرش پر گئے شہ سوار | کرے توں گذر پل میں کئی لاکھ بار
ملائک یو پروانہ تج نور کے | ولیاں سارے ذرہ ہیں تج سور کے
طلب کا جو سر پر رکھیا تاج توں | دیا تل میں جا نور معراج توں
خدا ہور تج میں جدائی نہیں | کسے رب سوں یوں آشنائی نہیں
ہتیلی تیرا لوح انگلی قلم | تیری مشت میں عرش کرسی ہے جم
خدا کا جو عالم ہے ہجدہ ہزار | رہیا ہے تیرے چھاؤں تل برقرار
تو جس ٹھاؤں اپنا رکھے پاؤں توں | تو ور حال جیو آوے اس ٹھار کوں
زباں دیوے توں بے زباناں کے تئیں | فرح بخش جیواں کے کاناں کے تئیں
تو ہیں معجزیاں کوں سو دیکھلا ہنار | تو ہیں سب کوں جنت میں لیجا ہنار
غواصی جو صدقا ہے تج ناؤں پر | فدا جیو ہے اس کا تیرے پاؤں پر
نبیؐ کے ابابکر اصحاب ہیں | سو دُسرے عمر ابن خطاب ہیں
سو عثماں نبیؐ کے بڑے یار ہیں | ہمیشاں وو ان کے وفادار ہیں

—— (❖) ——

در صفت حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ

توں ہے سات جگ کا ولی یا علی — ولیاں تیرے جگ کے قلی یا علی
جکوئی غوث ہے قطب اقطاب ہیں — جکوئی جو جلالت کے اصحاب ہیں
وو ہیں خاک ہو جم تیرے پاؤں تل — کریں زندگانی تیرے چھاوں تل
دہرت گم مٹھی میں ترے یوں دیسے — کہ دو مغز بادام میں جیوں دیسے
کہ توں وو کلیم آج مغرور ہے — جو کھاندا نبی کا تبرا طور ہے
جو سیمرغ ہے قاف ٹھارا اُسے — تیرا یاد دائم ہے چارا اُسے
پہاڑاں تیرے داس کہواویں سب — چل آوے کہے توں تو چل آویں سب
دکھاوے جلالت کے جو دہات توں — بہری لیا گھڑی میں سمند سات توں
اتل اُتنا غضب کر جو توں دور ہوے — بہنڈولی نو ابنر کی پھٹ چور ہوئے
کھڑا ہوئے اگر ہٹ سوں یک سات تو — نہ پھرنے دیوے دیس ہور رات کوں
پہجنگ دہرت سوں آنکل خاک تھے — رہیا بہار لے سر پہ تج دہاک تھے
کرامت تھے تیرے کنکر پہاڑ ہوئیں — سکی ڈالیاں سب ہرے جھاڑ ہوئیں

ولایت کے اسماں تھے بہار جیوں — تیرا کہرگ نکلیا سورج سار جیوں

چندر تارے دہشت سوں چھپ گئے تمام — سحر مکر کرنے تھے سب رہے تمام

گگن جو اہے ناگ پھن سات کا — پڑے ضرب اس پر جو تج ہات کا

سو ساتو پہن اس کے پڑیں ٹوٹ کر — زمیں ٹکڑے ہو جائے سب پھوٹ کر

کہ پھر جھاڑ گل بر زمیں تجکوں آئے — شجاعت تیرا اسن ملک گرد بڑائے

جو سب ٹھار تیری دراہی چلے — سبی کھن میں تیری جو شاہی چلے

جکوئی تج ولایت منے شک جو لائے — وو بیشک جو دوزخ کے درمیان جائے

فدا یا علی میں تیری باٹ پر — ستوں خارجاں کی منڈیاں کاٹ کر

کروں ورد اپنا تیرا ناؤں میں — دنیا دولتاں غیب تھے پاؤں میں

بدن پر کروں جیب ہر بال کوں — سراؤں سدا تج نول لال کوں

رہوں تج تھے جگ میں سرافراز ہو — سدا تج ہوا میں اوڑوں باز ہو

تیری پنت کی دھول انجن کروں — درود دک کوں یکدہر تھے بھجن کروں

رہوں تیرے بندیاں منیں خاص ہو — تیری مدح دریا میں غواص ہو

نظر کر کرم کی توں منج پر مدام — تج اوپر ہزاراں درود ہور سلام

جو بارا اماماں بڑے راج ہیں — پچامے انوں کے میرے تاج ہیں

تحیّات اُن کے اوپر لاکھ لاکھ　　　مخالف انو کھے اچھو جم ہلاک
نہیں

مدح حضرت میراں محی الدین قدس اللہ سرہٗ

قسم کھاؤں میں سورہ یٰسین سوں　　　کہ حق بعد ہے جیو میرا تین سوں
حمایت جو مج بس اہے تین کا　　　محمدؐ۔ علی۔ ہور محی الدین کا
کہ یو تین سو ایک ہیں دوئی نیں　　　دو دیکھے سو احول بنا کوئی نیں
ولیاں میں ولی سو محی الدین ہیں　　　مقرب ولی سو محی الدین ہیں
محبّاں جتے ہیں سگل طالباں　(۹۰)　یو محبوب کے ہیں وو سب مطلوباں
تُہیں غوثِ اعظم سو مشہور ہے　　　چراغ نبیؐ کا تہیُں نور ہے
خدا کے سو ہے شیر کا شیر یو　　　دہرے سب منے تیز شمشیر یو
کہ اِس بات شاہد ہے بندہ نواز　　　محمد حسینی ہے گیسو دراز
محی الدین کا قدر اُنو فام اَہیں　　　کہے ہیں لوؔد ہورنہؔ نام آپہیں
جکوئی جو محی الدین سوں پھر پڑے　　　ٹوٹے گردن اسکی تئیں سر پڑے
اسے چھوڑ جو کوئی منگے دین کوں　　　نہیں دین وایماں اس ہین کوں
حقیر۔ ذلیل

نہ اس کو خدا نا محمدؐ - علیؑ ۔۔۔ دیوانا کتا ہو پھرے ہر گلی

جو کوئی ایک دل ہے محی الدین سوں ۔۔۔ سرافراز ہے او دنیا دین سوں

چھپے جس تھے خوش یو ولیاں کا ولی ۔۔۔ خوش اوس تھے خدا ہور محمدؐ علیؑ

کہے غین ہور واو الف صاد ایے (یہ) (۱۰۰) ۔۔۔ محی الدنیاں کوں اَچھے یاد ایے

جہاں لگ محی الدنیاں (غواص) ہیں تمام ۔۔۔ ہیں مقبول (محی الدین کے پیرو) اللہ کے والسلام

تعریف سلطان عبداللہ قطب شاہ

جو سلطان[ن] عبداللہ آفاق گیر ۔۔۔ سو لکھن (نیک بخت) شہنشاہ گردوں سریر

چندا چوندوال خسروی بُرج کا ۔۔۔ اموَلک (انمول) رتن (موتی) حسن کے دُرج کا

سگل (تمام) پادشاہاں میں اس کا ہے ناؤں ۔۔۔ اسی قطب کا قطب تارا ہے چھاؤں

سلیماں کے جو تخت کا ناؤں ہے ۔۔۔ عطا شہ کوں او تخت کا ٹھاؤں ہے

پریاں دیو آویں وطن چھوڑ سب ۔۔۔ کھڑے ہور ہیں ڈر تے ہت (ہاتھ) جوڑ سب

نت (ہمیشہ) اس شہ کے سیوک ہوں سیویں تمام ۔۔۔ دیکھن (دیکھ کر) شاہ کوں یوں کہ لیویں (کہیں) تمام

ن سو سلطاں محمد قطب شاہ گنبھیر ۔۔۔ جگ آدھار ہے ہور جگت دستگیر (س)

مگر پھر کہ دنیا میں اوتار ہو — سلیمان آیا تخت سوار ہو
عجب کیا جو شاہاں مِل آویں تمام — سو بندگی کا خط دیکے جاویں تمام
جلالت بھریا حال دیکھ شاہ کا — کلیجا پھٹے مہر ہور ماہ کا
کئے عدل یو شہ ہر یک ٹھاوں سوں — کہ نوشیرواں کا چھپا ناؤں سوں
دلیران سو ہیبت تھے نکلتے ڈریں — گویاں (گری) ہیں تے شیراں نکلتے ڈریں
اِسی شہ دلاور کے ڈر واسطے — ستارے کھڑے ہوں نہ سک نہاستے (بھاگتے)
اگر شہ جو فرماوے یک تار کوں — چلاتا لیکر آوے سنسار کوں
بچن سن کے یاجوج شہ دہاک تے — چھپا جا کے پاتال میں خاک تے
قوت شہ کا پاکر مکھی سار کی — تھپیڑاں سو رستم کے مکھ مارتی
حمایت سو شہ عدل کا پاؤ کر — بدل جا وطن کر رہیا باؤ پر
دسے شہ کوں یوں ہات تیغ آبدار — کہ حیدر کے جیوں ہات میں ذوالفقار
جم اس شہ کوں یو کامرانی سجے — عدالت میں نوشیروانی سجے
اگر علم کی بات پوچھے جسے — انداز ناہیں مارتے دم کسے
کہ ہیں شہ کوں روشن گپت راز سب — چھپے غیب کے جو ہیں آواز سب
اگر کوئی لیویں گوند (سونچ) کچ (پوشیدہ) دِل منے — کہے کھول شہ فام کر (معلوم کرکے) تل منے

منگے دل جو ٹک شاہ گنبھیر کا | پون پر بندھا ہووے محل نیر کا
لٹکتا جو شہ جاوے جس ٹھاوں چل | ہوا آپڑے فرش ہو پاؤں تل
انبر سات جو گرد گھیرے اہیں | سو شہ کے رنگا رنگ ڈیرے اہیں
رضا شہ کی ہووے ذرا چور کا | لیویں نل منے تخت چند سور کا
خزینے جو ہیں شہ کے بھرپور ہو | جواہر کے ہیں عین سمدور ہو
جتا اُس خرچتے تو سرتا نہیں | جتا لیا کہ بھرتے تو بھرتا نہیں
نہ ایسا کہیں شاہ سوجان ہے | نہ ایسا دلاور کہیں جُوان ہے
نہ شہ سیار سورج کس اسمان ہیں (۱۳۰) | نہ شہ سار تن ہے کسی کھان ہیں
فدا شہ پہ چند سور آسمان کے | جتے ہیں رتن جگ کیرے کھان کے
غواصی جو شاعر ہے شہ کا بدام | کرے یوں دعا شاہ کوں صبح و شام
جہاں لگ یو دنیا بسن ہار ہے | جدہاں لگ یو انبر نراد ہار ہے
جہاں لگ اچھو شہ کی شاہی قرار | رکھے اہن سوں شہ کوں پروردگار
اچھو دوستاں شہ کے شہ چھانوں تل | دندے ہور سب دشمناں پانوں تل
کہ شہ گھر سدا عیش کا کاج اچھو | بسے لگ دنیا شاہ کا راج اچھو

(❊)

تعریف سخن

قلم کاف و نوں تھے جو نکلیا بہار سو پہلے بچن کوں کیا آشکار
بچن کا پڑیا ناد سروں منے کیا ٹھار آ جیو کے تن منے
جکچ راز پردے میں ہیں غیب کے جو کچھ ہیں چھپے بھید لاریب کے
وپتے سب بچن میں سماتے اہیں (۱۴۰) بچن ہیچ تھے بہار آتے اہیں
بچن تھیں سدا جیب کوں رُوچ ہے بچن تیچ بھرپور سب کوُچ ہے
بچن عرش کرسی پو تھے دبلائے ہیں بچن آدمی کے بدل آئے ہیں
بچن کا فضیلت جم اونچا اہے بچن کے نہ کوئی حد کوں پونچا اہے
بچن کا اَہے گرم بازار جسم بچن کوں پرو ہے ہر یک ٹھار جم
بچن تیچ ہووے خدا کا صفت بچن تے ہووے نعت اور منقبت
بچن تے شہاں کون سراتے اہیں بچن تیچ بھو مان پاتے اہیں
بچن تے سوالاں جواباں ہوویں بچن تے حساباں کتاباں ہوویں
بچن تھے مراداں جگت پاؤتے بچن تھے مُلک ہور گِراں آؤتے
بچن تھے بھلے اور برے کام سب ہر ایکیس کوں ہوتے اہیں فام سب

بچن پچ تیج ہووے سدا اصلح و جنگ (۱۵۰) بچن پچ تیج حاصل ہووے ناؤ ننگ
بچن تھے ہوئی فام نیکی بدی   بچن تھے ہووے منتہی مبتدی
بچن تھے دلاں ہات لیتے اہیں   بچن تھے کیتے (کتنے) جیو دیتے اہیں
بچن تھے چلے دین و دنیا تمام   بچن کے ہیں محتاج سب خاص و عام
بچن تھے گھراں ہووتے ہیں کھڑے   بچن تیج ہوتے ہیں لوگاں بڑے
بچن موتی ہیں جیو کے کان کے   بچن پر تھے واریں رتن (موتی) کھان (معدن) کے
بچن کی پو (سورج) جھلکار نو بھان میں   ستارا نہیں ہے کس (کسی) آسمان میں
بچن غیب کے ہیں عجب جوہراں   بچن کے سو ہیں جوہری شاعراں
بچن کے سمند کا ہوں غواص میں   دہر نہار ہوں موتیاں خاص میں
جگت[ن] جوہری سب میرے پاس آئے   میرے خاص موتیاں کوں جیو کر لجائے (لے جائے)
چڑے ہات موتی یو جس راج کے (۱۶۰) تو سر پر رکھے جوڑ اوپر تاج کے
اُنن (اُن) کا بہا (قیمت) کوئی دے نا سکے   بغیر راج بھی کوئی لے نا سکے

ن جگت جوہری چل جو مجھ پاس آئیں
تو اس خاص موتیاں کوں جیو کر لجائیں (ح)

در حسب حال خود گوید

جو یک دیس نکل میں سحر گاہ کر — چلیا پھول باڑے کدن خیال دَہر
سو بوں کچھ وہاں پھول بار آئے تھے — سبز پوش ڈالیاں پہ جھلکائے تھے
مگر پانچ سوں شمع کے جھاڑ کر — دیوے لیائے تھے نور کے سر بسر
میرا روح پروانہ کے سیار کا — جو عاشق ہے نوروں کی جھلکار کا
دیکھ اس شمع کے جھاڑ کوں نور کے — لگیا پھرنے خوش کھول نیکھ سور کے
منجے حالت استہار پیدا ہوا — سعادت کیرا دن ہویدا ہوا
میرے بخت کا سور جھلکائیا — مُکھ اقبال چوندہر تھے دکھلائیا
کواڑاں کھُلے سب میرے فام کے — کھُلے پھول مقصود کے کام کے
میرا جیب[ن] بلبل ہو بولن لگیا (۱۷۰) — چھُپے غیب کے نغمے کھولن لگیا
ہوا عقل کا دست مایا مجھے — تو اس دہات خاطر میں آیا مجھے
کہ پنجاؤں نا دل سے تازا نگار — جو دنیا میں اپنا اچھے یادگار

ن۔ وجدی کے لکھے ہوئے نسخہ میں جیب کو مونث لکھا ہے یعنے "میری جیب بلبل ہو بولن لگی"

میں یو بول پورا کیا نئیں لگوں — ندا غیب کا آئیا مجکوں یوں
کہ اے تازے نقشاں کوں پچا نہار — بچن غیب کے ڈھنڈ ڈھنڈ لیا نہار
نبا یک طرح توں کہ یو وقت ہے — تُسوں یار جواب ترا بخت ہے
کھُلا ہے ترے مُکھ پہ در فیض کا — ہوا ہے عطا تج اثر فیض کا
نکل آ فصاحت کے میدان توں — بچن کے تُرنگ کوں دے جولان توں
کہ اس ٹھار تج بن نہیں کوئی اب — لجا توں بلاغت کیرا گوئے اب
کہ سیف الملوک ہور بدیع الجمال — یو دونوں ہیں عالم منے بے مثال
اِنن دوئی کا داستاں بول توں — سو دفتر اُنن عشق کا کھول توں
کہ گئی داستاں جگ میں ہوگئے اہیں — ولے کوئی ایسا نہیں کئے اہیں
تیرے تائیں آیا ہے یو داستان — ظفر تج کوں لیایا ہے یو داستاں
پڑیا یو ندا جوں میرے کان میں — کھڑا آ فصاحت کے میدان میں
میرا دل خزینہ جُوں معمور ہے — بچن کے جواہر سوں بھرپور ہے
لگا رو لنے تائیں میں جوہراں — دیا یا تجلیاں میں نو انبراں
کیا شعر تازا بڑے چھند سوں — ہر یک بند لبلائیا بند سوں
جو لفظاں ملایا رنگیلی نپھل — پرویا جواہر کی چھبیلی رنچھل

خیالاں کے فوجاں کو دوڑائیا ہزاراں نوے تشبیہاں لائیا

بنایا نوے مضموناں ہور بھی دیا طبع کو زور پر زور بھی

رچیا بول پر بول یوں رس بھرے (۱۹۰) جو اس بھتیں میٹھائی کے بچھراں جھڑے

میرا گیان عجب شکرستان ہے جو اس تھے میٹھا سب ہندوستان ہے

جتے ہیں جو طوطی ہندستان کے بھکاری ہیں ہنج شکرستان کے

شکر کھا میرے شکرستان تھے مٹھے بول اوٹھے او اپس گیان تھے

کہیا ہیں جو کچھ آئی سو فام ہیں کیا ناتوں یک روم ہور شام ہیں

اُچایا طرز ایک تازا میٹھا جگت بیچ پاڑیا آوازا میٹھا

دکھایا ہنر موشگافی کیا سلاست کے تیئں سر تے صافی دیا

نزاکت کوں ہیں آپ نے خیال تھے دکھایا ہوں باریک کر بال تھے

دیا تازگی شعر کے دہات کوں سحر کر دکھایا ہر یک بات کوں

لطافت منے ہیں سخن سنج ہوں دھرنہار لاک غیب کے گنج ہوں

جو ہیں ہم سول طبع آزمائی کروں (۲۰۰) نو ساریاں اوپر پیشوائی کروں

کہوں تازے مضمون یک تل منے کہ بجد اُبلتے ہیں مجھ دل منے

ہنر کی گوی کا سو ہیں باگ ہوں بچن کے ادتم گنج کا ناگ ہوں

سکے کون ملنے میرے طور میں | کہ رستم ہوں میں آج کے دور میں
میری جیب عجب کھرگ ہے آبدار | سدا تیز پانی دھرے بے شمار
میں اپ جیب کی کھرگ تاثیر تھے | بچن کا لیا ملک یک دھیر تھے
فہم کا سو گنبھیر دریا ہوں میں | جواہر کے موجاں سوں بھریا ہوں میں
عطارد سو ہے کلک مجھ ہات کا | دوات ہے سو میرا چندر رات کا
گگن ساتوں دفتر میرے شعر کے | ستارے سو جوہر میرے شعر کے
جو کچھ تشبیہاں خوب معقول ہیں | میرے خیال کے بن کے وہ پھول ہیں
میرے طبع کا جھاڑ جم لیا دے بار (۲۱۰) | کھلے پھول[ع ن] تسکوں ہزاراں ہزار
یو امرت سو بتیاں بڑے شوق سوں | ہیں لکھنے لگیا دل کے ات ذوق سوں
قلم جیو پا چلبلانے لگیا | دو جیباں سوں مجھکوں سرانے لگیا
جہاں ہووے مذکور یو داستاں | دلاں کوں دیوے سُور یو داستاں
سنیں عاشقاں یو تو حیراں ہوئیں | پڑھیں پیر مرداں تو پھر جواں ہوئیں
نرنجن جگبت کا توں سامی اہے | دیاونت داتار نامی اہے

ع ن - ثریا کے جھونکے ہزاراں ہزار (ح)

بلی جاؤں اُس کی دَیَا کے اوپر مہربان رب کی مَیَا کے اوپر
جو مجھ دل کے سمدور پر دوڑیا عنایت کیرا سانت برسایا
سو میرے خیالاں کے سیپیاں منے ہر یک بُند تس سانت کے آجے
سو یوں کوچ موتیاں اُبلنے لگے خیالاں کے سیپیاں میں ڈہلنے لگے
جو دل سمد کوں موج پر موج آئی (۲۲۰) ہر یک موج چوندہرتی جوں فوج آئی
سو فوجاں مجھے شوق میں لیائے ہیں جواہر کی جھلکار دکھلائے ہیں
جو غوّاص ہوں میں کمر باندیا سو سمدر میں دل کے ڈبکی لیا
سو یوں موتیاں ڈھال لیانے لگیا جواہر کے لیار اس بھانے لگیا
جو سات انبراں میں سمانا سکے کسی کے حساباں میں آنا سکے
سو موتیاں کے انگے لیار اس ہیں مدد منگ اپنے خدا پاس میں
پرونے لگیا بس آپ ہات سوں رنگا رنگ ہاراں بہوت بھانت سیں
ہر یک ہار سینگار سنسار کا سورج ہو ڈبے جوت ہر ہار کا
کہوں داستاں سر بسر کھول میں کروں جگ کوں بیتاب اُٹھوں لول میں

آغاز داستان

کہ حضرت سلیمان کے وقت پر — انتھا مصر میں راج ایک بخت ور
نگر مصر کا اُتس انتھا تخت گاہ (۲۳۰) اچھے تس ضبط تل سکل بادشاہ
نول عاصم اس راج کا نیک ناؤں — شہاں میں اتھا اس شرف ٹھاوں ٹھاوں
او دانا و عاقل جواں مرد تھا — مسلماں خدا ترس بادرد تھا
بندا اس کے گھر کا سو اقبال تھا — بسا سوں اُسے کوٹھریاں مال تھا
اچھے گھوڑے پاگاہ میں نو لاک اسے — تیر انداز تفنگی تھے سو لاک اسے
انتھا لشکر اس کے کنے بے شمار — شجاعت میں ہور عدل میں نامدار
چلا جگ اپر حکم ہر سال یوں — کیا بادشاہی سوں خوشحال یوں
اَدک چھاؤں کا رو کھہ تھا شہریار — ولے سرو آزاد جیوں تاجدار
سدا راج کرتا انتھا آپ سنتا — ولے اس کوں بیٹی نہ بیٹھا اتھا
سو یکدیس اپس میں اندیشہ کیا — فکر زاد ہو من میں یوں لائیا

عن۔ سخاوت

که اپسیں ملک مال پروردگار — یتا کچ دیا ہے جو نیں اس شمار
ولے کوئی جتن اس رکھنہار نیں — که مجھ بعد میرا کوئی اسٹھار نیں
نجانوں یو مال ہور ملک یو ولات — پڑیگا کسی جا کے دشمن کے ہات
اگر کوئی فرزند ہوتا منجے — تو یہ جگ میں آنند ہوتا منجے
بڑا ناوں ہوتا میرا ٹھار ٹھار — دنیاں میں رہتا یک میرا یادگار
حکومت میرا ہات چڑتا اُسے — یو مال ہور ملک سب سنپڑتا اُسے
دریغا بڑا غم ہے منج دل منے — نجانوں بھجن ہوے کس تل منے
پشیماں اس دہات ہوتا اچھے — اپس میچ جھک جھک روتا اچھے
صبا اٹھ کرے خیر خیرات بھوت — که ہونا که فرزند اپسے ترت
خدا کے ولی خوب اچھے کوئی جہاں — ننگے پاؤں سوں جائے چلتا وہاں
منگے جا کے پہلے یہی مدعا — کرے خدمت ہور اون کی لیوے دعا
سدا رات دن اسکوں یہی کام تھا — نہ نیں نیند نا دن کوں آرام تھا
ہوا اس فکر کے فکر تھے آدہیٹر — لیا دو کھہ بچارے کوں چوندہر تے گھیر
سٹیا بادشاہی تھے امید سب — وہ چنتا ہوا من میں غم بھید سب
پھرایا قناعت سٹیا تن کے بھیس — چھلے بیٹھیا گھر میں چالیس دیس

وزیراں جو دولت کے تھے ٹھار ٹھار ملے شہ کے دربار سب ایک بار

جو کوئی جو وزیراں منے خاص تھے جو شہ سوں دھرنہار اخلاص تھے

سوادریس ہور صالح ابن حمید یو دونوں کمر باندھ ہو مستعید

مہابل کنے پیش ہوئے سوں بچار بھجن کرنے دو کہہ شاہ کا کر قرار

ادب سات ل شہ کے آنگے ہوئے دریس شاہ کا جوں بنجھا دیکھئے

سو غمگین دسیا شاہ کا حال سب (۲۶۰) کبودی ہو رہیا ہے رنگ لال سب

بہتیر گئے ہیں دیدے دوکھوں میں پکر گئی ہے فکر تے کمر بیس کر

کہ جاگے پہ خطرہ نہ تھا ٹھار کوچ نکل جیو جانے نہ تھا بہار کوچ

کہے آکے اے خسرو نامدار رکھے تجکوں خوشحال پروردگار

توں کیا فکر کرتا ہے دن ہور رات یو کیا کام ہے توں جو پکڑیا ہے ہات

نزیک ہے جو لشکر میں فتنا اٹھے خلل ہووے ہور ملک تیرا لٹے

کہ یو کام تج شہ کوں واجب نہیں تیری عقل کوں یو مناسب نہیں

اگر کوئی شاہاں سنیں گے یو بات تو خوش ہاں سے ناکسے دہات ہات

توں عارف ہے تجکوں ہیں کیا کہیں تیرا حال یو دیکھ کیوں چپ رہیں

شہنشاہ اس بات کوں سون کر دیا جاب معقول یوں چون کر

که اے خیر خواہاں او کہہ فام کے — تردد کر نہار ہر کام کے
میں اس وقت وو شاہ گنبھیر ہوں — کہ جوڑا نہیں منج جہانگیر کوں
کہ شاہاں نہ سوئیں میرے دہاک تھیں — لرزتے مرے عدل کے ہانک تھیں
جو ہٹ کر اگر میں دھروں دل منے — تو دشمن کوں رہنے نہ دیوں تل منے
(جو ہٹ کر اگر میں کروں دل میں دند — تو رہنے کسی کوں نہ دیوں اند گند)
کسی شاہ کا ڈر نہیں کچ مجھے — ولے ایک یو غم کیا ہیچ مجھے
شہاں میں اگرچہ ہوں میں جگ پتی — ولے گھر کوں نیں کوئی دیوا بتی
یہی ہے میرے دل کوں دھڑکا بڑا — سو کیوں ملک مج بعد ہوگا کھڑا
اسی واسطے سخت دلگیر ہوں — نہیں حال کوچ مج تے تغییر ہوں
وزیراں سنے شاہ سوں یو بچار — شہنشاہ کوں دہیرک دے سب ایکبار
نجومیاں کو یکد ہرتی حاضر کئے — چھپا شاہ کا راز ظاہر کئے
دیکھے کھول جیوں شہ کے طالع قوی — خوشی سب کے تیں مکھ دکھائی نوی
ستارا اٹھا جاگہہ شہ بخت کا — ہوا وقت خوبی کیرے وقت کا
شہنشہ کے طالع قوی پائیکر — بشارت دیے شہ کوں یوں آئیکر
کہ اے بادشہ بھو گنی بخت ور — توں فرزند کے کارن اب غم نہ کر

یمن کے جو راجے کی بیٹی ہے ایک   چندر سور کھاتے ہیں رشک اسکوں دیکھ
اوسے منگ تج شاہ کوں وو سجے   کہ دیگا خدا اس تھے فرزند تجھے
سنیا اس بشارت کو جوں شہسوار   خوشیاں ساتھ گھر میں تھے نکلیا بہار
پریشان خاطر ہوا جمع تو   لگا دینے من کیرا اس شمع نو
کیا سجدہ اس وقت شکرانے کا   سو پایا جو تھا دعا پانے کا
مہاراج گنبھیر عاصم نول   چڑیا دیک اپس ہات اقبال بل
بلا بھیجیا سب امیراں کے تئیں (۲۹۰) گنی پیشوا ہور وزیراں کے تئیں
دیا حکم آنند پا بے حساب   لکھیں نامہ شاہِ یمن کو شتاب
جو لکھنے کوں نامہ جوں آیا دبیر   اشارت سوں من شہ کا پایا دبیر
سمجھ شاہ کے دل کے سورات کوں   لکھیا نامہ بیگی کر اس دہات سوں
کہ اے بھو گنی شاہ سمرت سجن   تمھارا سدا گرم اچھو انجمن
جہاں آفریں ہے جو سب پر قدیر   جگ آدہار ہے ہور جگ دستگیر
جو تمنا کوں کر بادشاہِ یمن   کیا ہے عطا تخت گاہ یمن
بڑے ہیں تمھیں نیک نامی میں آج   دسیں بے بدل احتشامی میں آج
بہوت دن تھے منج دل میں اے شہسوار   محبت تمھارا کیا ہے قرار

اگرچہ ہمیں ظاہراً دو ہیں دور ولیکن ہیں باطن میں دونوں حضور

میرے دل میں یوں آؤ یا ہے اِتاپ (۳۰۰) جو ظاہر و باطن اچھے ایک حال

تمھارا میرا گھر سو ہے ایک گھر تمھارا کہیا ہے میرے سیس اوپر

ولیکن سنیا ہوں ہیں تمنا کوں ایک اُتم پاک دامن ہے فرزند نیک

اگر اس میرے عقد میں لیانگے میری نسبت کر مجھ کو دکھلائینگے

تمھارا وفادار کہلاؤنگا عزیزاں کے شرطاں بجا لاؤنگا

محبت سوں گذران کر بات کوں کیا ختم نامے کو اس دہات سوں

جو کچھ خلعتاں خسروانی اِتھے جو کچ تحفے نادر شہانی اتھے

اتھا مرتبہ خسروانی جِتیا کئی لک وضا سوں مہیا دیتا

دیے دید بے سات حاجب سنگات ترت بات لائے مراتب سنگات

آنگے مہتراں سوں خزانا کئے یمن کے کدن خوش روانہ کئے

ایکایک ملک یکایک شہر یکایک ولات (۳۱۰) یکایک گڑھ یکایک کوٹ لک دہات دہات

اُلنگتے اُلنگتے چلے تا یمن خبر گئے یمن کے شہنشاہ کن

کہ شہ مصر کے ملک کا بے نظیر حجابت کوں بھیجا ہے اپنا وزیر

جو شاہِ یمن شہر سنگار سب کتک سات رچ آپنا بہار سب

مجالس بھرا خسروی شان سوں — بلا بھیجیا سب کوں بہو مان سوں

وو نامہ سراسر پڑایا تمام — سو مقصود خاطر ہیں لیایا تمام

ہوا خوش لکھے سو ہر یک بین پر — لے نامہ رکھیا آپ نے نین پر

قبولیا جکچ لیائے سو یادگار — رکھایا جتن یاد سوں ٹھار ٹھار

نوازیا سکل خاص ہور عام کوں — دیا خلعتاں سب کوں اکرام سوں

جو شاہ ہین شادمانی کیا — بڑی میہمانی شہانی کیا

دیا اپنی بیٹی کوں اس شاہ کوں (۲۲۰) بندیا عقد سورج کوں اُس ماہ کوں

تمام اوس عروسی گیری کاج کی — کیا مستعیدی بڑے ساج کی

زر نیا نکے بجد نچھل دُر جکاں — بڑے مول کے تحفے لک در لکاں

پریاں سی کنیزاں اُتم ذات کیاں — چنچل چھند بھریاں سورج دہا لکیاں

ہر یک صاف تن ڈہال موتی دیسے — نوے رنگ جالی میں جوتی دیسے

سبھی کسوتاں انکوں رنگ رنگ سب — ہر یک خوش نما ہور خوش آہنگ سب

غلاماں کیتک خوب صاحب جمال — سُنا بانڈے کہنڈیاں کیتک کروہال

کیتک طبلے کے مثل تاتار کے — کیتک فرش ہمشیل زرتار کے

دریائی ترنگ ہور ہتی بے شمار — اہو لک کیتک جنس کے یادگار

جو تھا مرتبہ جہیز کیرا جتیا کیا مستعد یک طرف تھے وِتا
بڑے مرتبے سوں سرابے حساب لکھیا مصر کے شاہ کوں یوں جواب
کہ اے بادشہ جگ پتی نامدار تیری بادشاہی اچھو برقرار
سدا فتح و نصرت سوں توں راج کر بسے لگ دینا نِت توٗے کاج کر
توں دریا ہے گنبھیر گُن گیان کا کہ ہوتا توں فرزند صفوان کا
دَیا کر جو مجکوں کیا یاد توں سو روں روں کوں میرے کیا شاد توں
نوازیا مجھے ہور کیا سرفراز بڑے عمر کی بیل تیرے دراز
جو کچھ امر تیرا سوں ہیں سر لیا قبول آپنے جیو دل سوں کیا
کہ میری جیا کا توں جیو دان ہے فدا تج پہ اد پاک داماں ہے
جو مجھ ہور فرزند ہوتا اگر تو یکدہر لے کرتا فدا تج اوپر
مبارک تجھے خواستگاری اچھو یو ناری سدا تجکوں پیاری اچھو
لکھیا یو نوازش کر اس دہات سات بڑے غلغلے ہور مراتب سنگات
انند کی خوشی منگ اللہ کن دیا پالکی بھیج اُس شاہ کن
جو منزل بہ منزل سو آنے لگے انبر ہور دہرت جگمگانے لگے
شتابی سوں چل رات دن آئیے جو زیبا رتن شاہ تئیں لائیے

جو نزدیک جوں مصر کے آئیے　　آنگھے ایک حاجب کوں دوڑائیے

جو عاصم نوں شہ خبر پائیا　　اُمس سات خوشیاں منے آئیا

منگے تیوں انگھے اُس کی آیا مراد　　جکچ دل منیں تھا سو پایا مراد (پایا)

کیا کاج کا ساج خوش ٹھار ٹھار　　ہوا جگ میں یو کاج سب آسکار

دو محلاں چتر سوں جتیارے تمام　　صدر خسروانی سنوارے تمام

تماشاں سے اسمان کھے تا دھول　　بچھانے لگے جاں تہاں کھول کھول (عقلمندی تصویریں بنائے سنوائے)

بٹے باٹ دہگ نورتن کے بچھائے (۲۵۰) مرصع کے خوش بارگاہاں اُچائے

کدم زعفراں کوں گلانے لگے　　گلاں حوض خانے بھرانے لگے (جگہ جگہ)

پسا مشک پھل نیر میں گھال کر　　دکھائے نوا ایک برش گال کر (گلاب، حل کرکے)

ملے مجلساں ہور وزیراں تمام　　سلحدار سردار امیراں تمام

رنگا رنگ ہوا شاہ کا بھار سب　　جھلکنے لگیا جڑت سنگار سب (جڑادی)

ہوئے مستعد سب خوش آنیکے سات　　انند پر انند لک خوشیاں و ہات ہات

رنگیلا حشم گت سو ہر ٹھار رُچ　　چھپار استا بھار پر بھار رُچ

اپے شاہ عاصم ادک ذوق سوں　　اُمس پائیکر من میں اس شوق سوں (مزا، بہت)

نکل کر کھڑا جوں شہِ دانیال　　خوشیاں تھے کھلیا ہے بدن جوں گلال (کھلا، پھول)

منگا شاہ تیزی پون ساشتاب | نہ صاوج رکھے کوئی اس کا رکاب
سو ہاتاں منے پین کر ہست کر | اتم ذات تیزی کے اوپرال چڑ
یکس عـ طرف قیصر جو پکڑیا ہے زین | کہ دوجی طرف شاہ فغفور چین
چلیا سامنے ہونے اس حور کوں | نچھل نور کے پاک سمدور کوں
دماما لگے پیٹ سوں گاجنے | بجنتر ہر یک جنس کے باجنے
اُٹھے بول جنتر دو تارے تمام | لگے گاؤنے گانہارے تمام
اگر عود عنبر جلانے لگے | بخوراں کے اَسمان چھانے لگے
دِکھے لوگ اس حور کے شاہ کوں | ملے سامنے آکے بھومان سوں
ہوئے دو طرف تے سلاماں لکیاں | ملے ہور کھلے جوں کلیاں ڈالکیاں
دے تعظیم سب کوں کیا بات شاہ | لے دُنبال سب کوں اپن سات شاہ
جیوں آیا نکل شاہ میدان ہیں | اوجالا پڑیا سات اَسمان میں
محل دار ہر یک وو صاحب جمال | اڑانے لگے شہ پہ تکٹے رومال
رومالاں کے عکساں جھلکنے لگے | ہوا پر سو بجلیاں چمکنے لگے

عـ اُدھر شاہ فغفور اِدھر شاہ چین | دونوں مل کے پکڑے ہیں شہ کیرا زین (ح)

بھرے تھے ہر یک ٹھار یوں خاص و عام — جو چھپ گئے تھے یکدہر تے تارے تمام
منی ہست آنگے سہا تے اتھے — پہاڑاں مگر چل کر آتے اتھے
ہر یک ہست ہمثیل مقبول خوب — مرصع کی پیٹیاں اُپر جھول خوب
ترنگ باؤ کے پاؤں کئی لک ہزار — چتر ہیں چیتارے سکے نا چیتار
بچکتے اپن چھانوں دیکٹھاوں میں — مرصع کے تُوڈر ہر یک پاؤں میں
نفیریاں و برغم اٹھے یوں تراٹ — سینے آسمان کے گئے پھاٹ پھاٹ
سقے باد ئے بھرلے پھل نیر سوں — چھڑکنے لگے چوکدہن دہیر سوں
جو آہستہ ڈگ ڈگ چلانے لگے — چندر سور[ن] بھانت ہو سرانے لگے
نظر تل دسیا سارے عالم کوں یوں (۳۸۰) سلیمان شہ عاروس بلقیس جوں
اپن شہر ہیں شاہ جیوں آئیا — محلاں ہیں سب کوں بلا لائیا
جو اس حور کی آئی جیوں پالکی — خوشی ہوئی زیادہ نول لال کی
شہنشاہ جیوں لاک در جے سنگات — چلا لے کے خلوت ہیں تعظیم سات
واشوق پر شوق اس شاہ کوں — سو دیکھیا گھونگٹ کھول اس ماہ کوں

ن ـ ملک لک وضع سوں سرانے لگے (ح)

تجلی دکھیت ویں ہوا بے قرار — سو دوڑائیاں دل کوں بے اختیار

لطافت سوں کر صلح ہور جنگ کوں — مدن (کامدیو) کامتا ہو گیا سنگ سوں

اسی رات اُس سات صحبت کیا — مدن کامنی مدپہ عشرت کیا

خوشی سوں لیا شاہزادی کے ہات — بندیا اُس کے گوہر کوں الماس سات

میسر ہوا ذوق دن ہور رات — انند پر انند لاکھ خوشیاں دہات

یکایک جو قدرت کیرا ابل (کا مہربانی) ہوا — (۲۹۰) کیتک دن کوں امید کا پھل ہوا

حکایت تولد شدن سیف الملوک

الٰہی جو صاحب ہے سنسار کا — جو دیتا ہے منگیا (مانگنے والے) گنہگار کا

جو بیٹا دیا شاہ کوں بے بدل — چندر سور تے خوب نرمل نچھل

سو عاصم نول شاہ پایا ایس (بہت) — بہر حال فرزند ہوا کر اپس

خزینے دفینے جو کھولن لگیا — رتن ہیر کے راس (انبار) کھولن لگیا

گنایا ترت جگ منے کاج یوں — گنا نا سکے جگ میں کوئی راج یوں

دعا سوں اُچھا (اچھا) ہات بھوت صدق سات — منگیا اپنے فرزند کوں بید حیات

خوشیاں سات امرت گھڑی فال دیک (نیک) — سو سیف الملوک کر رکھیا ناؤں نیک

جو تھا صالح اس شاہ کیرا وزیر خدا اُس کے حق پر ہوا دستگیر
اُسی رات اُسے ایک بیٹا دیا دیوا اُس کے گھر کا سو روشن کیا (چراغ)
مبارک گھڑی میں دکھیت فال او سو ساعد کر اس کا رکھیا نانوں سو
جو اس حال تھے شہ کوں اپڑے خبر پھو گیا سیر تھے بھی خرمی پائیکر (ملی — پھر سے)
بلا بھیجیا بیگ صالح کے تئیں کہیا یوں کہ اس دہات منگتا ہوں میں (جلدی)
جو یو دونوں بالک مل یک ٹھار اچھیں بڈ ہیں ایک دل ہو کہ ہور یار اچھیں (رہیں — بڑہیں)
منگا بھیج ساعد کوں وہیں شہر بار دو دائیاں رکھیا دونوں کوں ایک ٹھار
خوشیاں سوں نجومیاں کوں بھیجا بلا دکھیا شاہ زادے کے طالع کھلا
سو طالع میں اُس کے یوں آیا نکل کہ چودہ برس ہیں یکا یک اول
بڑا غم اُسے ہو کہ دکھلائے گا گذر لئے جفا اُس اُپر جائے گا (بہت)
تماشا دیکھے گا بہوت دہات دہات ہلاک ہوئیگا خلق اُس کے سنگات
دلے شادمانی ہے آخر اُسے بڑی کامرانی ہے آخر اُسے
سُن اس بات کوں شہ بُرا مان کر توکل کیا اپنے رحمان پر
بہر حال دونوں کو پالن لگیا سو تل کوں اسپند جالن لگیا (پالنے — جلانے)
برس سات کے جیوں یو دونو ہوئے معلّم کوں یک خوب پیدا کئے (چارسن)

لیجا کر جو بسلائے مکتب منے — لگے پڑنے دن رات دونوں جنے
کئے علم تحصیل اس دبات سوں — جو دم مار کوئی نا سکے بات سوں
ہوئے خوشنویسی کے یوں ہات میں — جو ساتوں قلم آئے تھے ہات میں
تیر انداز ایسے ہو نکلے وو دوئے — برابر انن کے نہتا جگ ہیں کوئی
قوی دست یوں کس میں کامل ہوئے — جو رستم تے یکد ہات فاضل ہوئے
ہوئے مستعد زور سادہن منے — رسیدے ہوئے ہر ہنر فن سنے
ولے شاہزادہ سو مقبول تھا — مگر جیو کے ڈال کا پھول تھا
اگر ہوئیں پیدا سورج لاک لاک (۴۲۰) — توآنا سکے اُس کے سم کوئی ٹاک
کدہیں بہار سواری جو جاتا اچھے — دکھین شہر کا خلق آتا اچھے
جو کوئی اسکوں دیکھے سو عاشق ہوئے — گنوا ہوش بیہوش مطلق ہوئے
طلبگار ہو یک دن آنند سوں — طلب جو کیا شاہ فرزند کوں

داستان طلب نمودن بادشاہ وعطا کردن خلعت وعاشق شدن سیف الملوک

سو یک دیس سیف الملوک جگ اجال — شہنشہ کے جیو کے چمن کا نہال

محبت سوں ہو ایک تن ایک دل — گنئے بخت ور جاں ساعد سوں مل

چلیا شہ کوں تسلیم کرنے بدل — ادب سات سر بہوئیں دہرنے بدل

دیکھیا شاہ دونوں کے تئیں جو نجھا — سونے ہور روپے کے دو کرسیاں منگا

کیا امر بیسو کلر دوئی کوں — لگیا دیکھنے بھر نظر دوئی کوں

ہوا من میں خوشحال اس دہات سیں ل — کہیا جائے نا او کسی بات سوں

ابلنے لگیا پیار کا دل میں شوق (۴۴۰) — منگایا خزنیے میں تے یک صندوق

سو جو ندہر جڑت یوں جڑے تھے اُسے — جو طاقت نہ تھا اُس نجھانے کسے

وو صندوق کھول ایک انگشتری — جھمکتا نگینا سو جیوں مشتری

نکھل زرزری خوب زربفت ایک — یو دو وسبت کوں کاڑ اپے شاہ دیکھ

سو سیف الملوک کے دیا ہات میں — ہو خوشحال بہو تیج اسی سات میں

منگایا اُتم ذات تیزی الوپ — پون ساز جلدی میں اپروپ روپ

کیا پیش کش ہور نوازیا بہوت — بلا کر کہیا اے میرے منکے پوت

یو تیزی اتم ہور یو انگشتری — یو زربفت نرمل نکھل زرزری

میرے تئیں دیے تھے سلیمان بھیج — پریاں ہور دیوان کے سلطان بھیج

عجب کچھ خزنیے میں میرے ہیں یو — دیا ہوں تجھے ہیں کہ تیرے ہیں یو

کہ مج تج بغیر کوئی فرزند نیں عزیز ارجمند ہور دلبند نیں
یو بستاں تجھے ارزانی اچھو تیری عمر کوں جاودانی اچھو
خوش اس دہات فرزند کوں سمجھائیا دے تشریف دونوکوں بھوڑائیا

مائل شدن سیف لملوک بر تصویر بدیع الجمال

عجب رات نرمل تھی اس دن کی رات جھمکتے تھے نوراں ہیں لگ دہات دہات
نکل آئیکر چاند تاریاں سیتے جھمکتا اتھا جگمگاریاں سیتے
نچھل چند نا سب میں پڑتا اتھا سو جیوں دودھ کیرا دو دریا اتھا
ننے بن (بن بن) پون (ہوا) تک مکاتی اتھے چمن در چمن لگ (کا) لکاتی اتھے
خوش ایسی نچھل چندنی دیکھ رات لے ساعد کوں سیف الملوک آپ سنگات
صراحی و پیالے کی مجلس بہر آپ لگے ذوق سوں پینے بھر بھر شراب
نچھل گاہنارے سو گانے لگے ریجھانے کے باجے بجانے لگے
مجالس سجے راگ ہور رنگ سوں ہوئے مست پیالے کیرے (کے) سنگ (ساتھ) سوں
ادہی رات گمتے ہوئی ایسے دہات رہے ماندے ہو نیند کیرے سنگات

ہوئے لوگ یکدہر تھے سب ٹھار ے ٹھار | یکٹ شاہزادہ سو تھا ہوشیار
یکا یک سو دل کوں لگیا جیوں تلاش | سو ہمیش زرلغبت کا وو قماش
دیکھیا کھول کر سر بسر جیوں آپنے | سو تصویر پایا عجب اس منے
وہ تصویر دیکھ ویں دوانا ہوا | وہی عشق کا اسکوں بھانا ہوا
پس ہیں لگیا رُونے زار زار | سو پڑنے لگیا بے خبر ٹھار ٹھار
وو صورت نظر میں رہی چوب کر | سو جاگا کیا دل منے خوب کر
دیا سنگ ساریاں کیرا چھوڑ کر | لیا کھینچ دم سب تھے مکھ موڑ کر
اندہارے بھری کوٹھری میں یکیٹ | سو جا پر رہیا بے خبر ہونپٹ

دیوانہ شدن سیف الملوک

جو ساعد ہوا نیند سیں ہوشیار (۴۶۰) لگیا دیکھنے تائیں انکھیاں پسار
نظر نیں پڑا شاہزادہ کہیں | لگیا ڈھنڈنے حیران ہو ہر کہیں
سو پایا اندھارے منے ایک ٹھار | پڑیا تھا اکیلا دوکھوں ہے بیقرار
آنجھو انکھیاں میں تھے ڈھلتے اتھے | ندیاں ہو کے دو دہرتی چلتے اتھے
نہ ذرّہ خبر کچ اُسے ذات کی | نہ طاقت زباں کو ہے کچ بات کی

جِتا ساعد اسکوں اُچانے کوں جائے — جتا پاؤں پڑکر منانے کوں جائے
(اٹھانے)

وِتا اپ سیں دکھلائے بیہوش کر — ندے جاب چپ رہے فراموش کر
(اپنے آپ کو) (نہ دے جواب)

اٹھیا ساعد اُس دیکھ کر تلملا — لیا ہیتیاں سوں کمر بسیلا
(بھلا)

جو درحال شہ کوں خبر جا دیا — یکا ایک شہ کا سینا تڑخیا
(سینہ) (تڑکا (پھٹ گیا))

جو بلکھین کوں بیٹے کے آیا نزیک — سو بیتاب سنخیتیچ پایا ادیک
(بہت سخت) (بہت)

کہیا یو نجومیاں کیرا قول ہے (۴۷۰) وہی رنج ہے ہور وہی ہول ہے
(کا)

جو کچھ شاہ کیرا جو ایمان تھا — سو سیفُ الملوک جان سو جان تھا
(کا)

ملک مال پر شہ کوں دل نا اچھے — دیکھے باج بیٹے کوں تل نا اچھے
(بغیر)

جو مجلس بھرانے کے تئیں بھار جائے — تو فرزند کوں دل منے یاد لیائے
(باہر) (لائے)

کدہیں ٹک جو دلگیر پاوے اُسے — نکل دہڑ میں تے جیو جاوے اسے
(کبھی) (ذرا) (تن) (سے) (جان)

صبا اوٹھ بلا دور دے بے شمار — ہتی ہور گھوڑے ہزاراں ہزار
(صبح) (صدقہ) (ہاتھی) (اور)

سنا ہور روپا باند کھنڈیاں بٹائے — جواہر کے راساں لیکر آ لوٹائے
(سونا) (چاندی) (انبار)

دیکھیا یوں جو بیتاب یکبار گی — کمر بیس گئی ہور لگی تگ بگی
(بیٹھ) (اور)

سو اُس وقت پر کس کوں ناکر خبر — مبادا نظر کیچ لگی ہوئے کر
(کچھ)

دعایاں کوں ڈھو ڈھو پلانے لگیا — لکھیا تعویذاں لیا بندھانے لگیا
(دعاؤں) (لا) (لکھواکر)

علاج کردن سیف الملوک

جیتے (جتنے) تھے حکیماں اپن (اپنے) شہر کے (۴۸۰) حلب چین ہور ماورالنہر کے
شتابی سوں (سے) فرمان صادر کیا   وتیاں کوں بلا بھیج حاضر کیا
کتے (کتنے) وضع سوں سب کے دل ہات لیے   کہیا (کہا) (انھوں) مہربانی سیتی (سے) لا گلے (لگا کر)
جو فرزند ہیرا ہے سیف الملوک   فدا اُس پہ تھے مال ہور یو ملک
مجے اُس بغیر کوئی فرزند نیں   عزیز ارجمند ہور دلبند نیں
ہوا ہے یکایک جو بیتاب یو   کہ دیتا نہیں ہے کسے (کسی کو) جاب (جواب) یو
کریگا دوا جو کوئی درد فام   دیوُونگا اُسے بادشاہی تمام
سُن اس بات کوں شاہ گنبھیر تے   اُٹھے سب حکیماں سو یکدہیر تے
کہے شہ کوں سب درد ہمن نام (نہیں معلوم) ہے   کرینگے دوا یو کتا (کتنا) کام ہے
حکیماں دکھین (دیکھنے) ناڑی (نبض) جیوں آئے ہیں   درد ظاہرا کچ نہیں پائے ہیں
ہوئے یک طرف تے پشیمان سب (۴۹۰) رہے درد نافام حیران سب
جو اُس درد کا جنس کچ ہووتا   تو دارو و درمن کوں رُج ہووتا
سچیں ہر درد کوں ہے ہر کیں دوا   ولے عشق کے درد کوں نیں دوا

اچھے جس کے تئیں عشق کا درد جو　　بچارے حکیماں کریں کیا کہو
مُسلم شہنشہ ہوا لا علاج　　نہ تھا کام اُسے کچُھ بیٹھے روئے باج
ہوا گھابرا شادمانی سٹیا　　نپٹ نیند دانا و پانی اسٹیا

رفتن ساعد پیش سیف الملوک

سو یک دیس آئے وزیراں سکل　　کہے شاہ کوں یوں کہ اے شہ نول
کچ اس بات تدبیر کرنا بھلا　　کچ اس فکر میں پاؤں دھرنا بھلا
نہونا اپتے وضع سوں گھابرا　　کہ رہنا تج اس دہات سوں ہی بُرا
سراندیل ترا سب پشیمان ہے　　دکھی ہو مسلم پریشاں ہے
اپن درد تھے ہوا پے دردناک　　نزیک ہے جو سیف الملک ہو ہلاک
بھلا ہے جو ساعد ٹک اُس کے نزیک　　اچھے اُس کے دوک درد میں ہو شریک
وہی اُس کے دل کا سوانت پائیگا　　وہی اُس کوں مارگ منے لائے گا
شہنشاہ کوں خوش لگیا یو بچار　　دیا بھیج ساعد کوں بیٹے کے ٹھار

ـــن که یوں گھابرا ہوُنا خوب نئیں　　کھ انجھواں سوں یوں دہوُنا خوب نئیں (ح)۱

گیا شاہزادے کے جیوں اد نزیک ۔۔ لگیا روونے زار (اور) اُستے ادیک (زیادہ)

کہیا یوں کہ اے لال صاحب جمال ۔۔ نہ سورج چندر ہیں ہے تیرا مثال

ترا نور ہر ٹھار معمور اچھو ۔۔ ترا دل خوشیاں سات جم پورا (بھرا) چھو

ہے مج نین کوں نور تج نور تھے ۔۔ سدا سور (خوشی) مجکوں تیرے سور تے

اَدہر (لب) کھول مج سات کچ بول توں ۔۔ ترے دل میں کیا ہے سو کہہ کھول توں

کہ تیرا سدا میں وفادار ہوں ۔۔ ہر ایک ٹھار تیرا میں غمخوار ہوں

یکایک یو آیا ہے کیا فکر تج (تجھے) (۵۱۰) ۔۔ لگیا ہے کسوں دھیان ہور ذکر تج

نظر کس سورج پر پڑی جگ کیرے ۔۔ جو یوں نت (ہمیشہ) اُبلتے ہیں جل (پانی) کے جھرے

ترا چاند کن (کون) ہے توں کس کا چکور ۔۔ جو تلتل (لحظہ لحظہ) کوں ہوتا ہے توں طور طور (متغیر)

کہے باج توں کچ مجے فام نیں ۔۔ اُسنے لگ میرے دل کوں آرام نیں

مجے کھول کر توں کہے تو بھلا (اچھا ہے) ۔۔ وگرنیں تو میں کاٹ لیونگا گلا

کمر میں تے وَیں اپنے خنجر کوں کاڑ (نکال) ۔۔ گیا آپنا پیٹ لینے کوں پہار

دیکھ اپے حال درحال سیف الملوک ۔۔ پکڑ ہات ساعد کیرا دیکہ موک (منہ)

برہ اگ سوں جل بلا آہ مار ۔۔ انگارے نیَن (آنکھوں) میں تے ڈالیا ہزار

پچھانیا کہ ساعد وفادار ہے ۔۔ اپن (اپنے) دوکھہ ہور درد کا یار ہے

وو زربفت کا پارچہ لائیا — جو تھی صورت اُس میں سو دکھلائیا
کہا میں اسی کا دیوانا ہوں بہوت [بہت] — اگرچہ اپن ٹھار دانا ہوں بہوت
یہی روپ لبدائیا [صورت مائل کیا] ہے مجے — یہی حسن بے سُدہ [بیہوش] کیا ہے مجے
کہیں روپ دنیا میں اس سار [طرح] کا — نہ دیکھیا ہے کوئی خلق سنسار کا
کہ لگتی ہے بُئی [بہت] دل کوں حیرانگی — نجانوں چھوٹے کیوں یو دیوانگی
سنیا راز ساعد اپن یار تے — رضا لیکر آیا جو اُس ٹھار سے
شہنشہ [ن] کوں تسلیم آکر کیا — سو او صورت حال سب بولیا

پارچہ زربفت آوردن پریاں

عجائب [ن] لگیا شہ کوں اس بھید پر — کہیا کھول تو سب کوں یوں سر بسر
وو زربفت جو میں دیا تھا اُسے — جو خوش ہو عنایت کیا تھا اُسے
میں یک دیس بیٹھا اتھا تخت پر — سو دیکھیا یکایک اُسی وقت پر

ن ۔ اٹھیا سو کیا شاہ کوں دیں سلام — سو وہ صورت حال بولیا تمام (ح)

ن ۔ سونیا کان دھر شاہ جیوں سر بسر۔

جو بارا اٹھا اک بڑے زور کا — دہلارا اٹھا سخت شر شور کا
چھپا تھا گگن اس دہلارے تلیں — پریشان تھا خلق بارے تلیں
سو ویسے ہیں واں تے نکل بہار کوں — کیتک شہ پریاں عین جھلکار سوں
میرے تخت کے آنگے آیاں تمام — کیاں مجکوں دیک یکطرف تھے سلام
کہیاں منجکوں اے صاحب تخت و تاج — ہمنکوں سلیمان بھیجا ہے آج
وو زربفت کا پارچہ لائیاں — میرے آنگے رکھہ کھول دکھلائیاں
جو تھا اس منے صورت بے نظیر — بھولیا دیکھ صورت وو میرا ضمیر
لیا ہیں اسی وقت پریاں تے اَنٹ — کہ صورت کسی کا ہے پایا میں نٹ
کہیاں کھول یوں منج اوپر کر کرم — یو لیایاں ہیں از گلستانِ ارم
کہ ہے شہ پری یک بدیع الجمال — سو یو پاک صورت ہے اُس کا مثال
او شہبال بن شاہ رخ راج کی — سو بیٹی ہے ات شرم ہور لاج کی
پرے ہور پریاں جہاں لگ تمام — کریں آ کے شہبال کوں سب سلام
وو زربفت بے مثل نا ہووے کر — یک انگشتری اک ترنگ تس اوپر
لیکر آئیکر پیش کش منج کیاں — یکائیک سب غیب ہو کر گیاں
نہ جانیا میں اس دہات ہوئیگا گگر — کہ اصلا نہ تھا کچ منجے یو خبر

سلیمان تو نئیں ہے جیتا اتال — کہ دستا ہے مج سر بسر کام گھال

یہاں کون ایسا ہے جان ہور پچھان — جو دیوے گلستان ارم کا نشان

لگیا فکر آتشہ کوں اس دہات کا — معما دسیا مشکل اس بات کا

اندیشے منے پڑ ہو دلگیر ادیک — ہلوں شاہزادے کے آیا نزیک

کہیا اے میرے من کے نوری نہال — اوجالا دو جگ کا سو تیرا جمال

توں جس روپ کیرا دیوانہ اہے — او ڈھنڈنے سو عالم میں پانا اہے

اُوتالا نکو ہو کہ تج زیان ہے — (۵۰) اوتالا کرن ہار نادان ہے

تجے اِس وقت پر صبوری بھلی — توں عاقل ہے تج عقل پوری بھلی

بچھانت سیتی خوب پچھان توں — نہ کریوں اپس کوں پریشاں توں

کیتک دیس خاطر کوں ٹک جمع راک — درد دو کہہ تھے کر لے سینے کو پاک

جو لیو دل پرے ہیں کلاہات پاؤں — خبر تیرے مقصود کی ٹھاؤں ٹھاؤں

جو اس دہات سوں منگ مہلت لیا — سو لوگاں کوں ملکِ ملک بھیجیا

پتیا باپ کی بات سیف الملوک — رہیا دم پکڑ چھوڑ دے درد و دوک

ن۔ رہے جیو پکڑ کیوں تو بیٹیا اُتال (ح)

عنؔ لگیا (لگا) پھر نے خوشحال ساعد سنگات (ساتھ) / پکڑ کر رہیا (رہا) وو اسے دن و رات

فرستادن رسولاں شہر بشہر در تفحّص گلستانِ ارم

گہر سنج اس بے بدل گنج کا / کہے کھول یوں قصہ اس رنج کا

عنؔ جو گئے تھے رسولاں تمام ایک بار / لگے ڈھنڈنے عالم منے ٹھار ٹھار

سو ڈھنڈنے لگے کر اوتا لا (بیقراری) تمام (۵۶۰) / سٹے جا کے عالم پہ جالا تمام

خراسان روم ہور شام ہور ختن / حَبَش ہور گجرات دلّی دکھن

عراق ہور شیراز رے ہور خجند / بخارا بلخ یزد ہور سمرقند

سمنجاں کاشان سنجان سب / حلب چین توراں ایران سب

منا آگرہ ہور سگل پرتگال / سو مشرق و مغرب جنوب ہور شمال

لنکا پڑ لنکا ہور بنگالا و گوڑ / بچارے جدہر کے ادہر دوڑ دوڑ

عنؔ۔ نظر را کہہ مقصود پر کھول دل / لگیا پھر نے خوشحال ساعد سوں مل (ح)

عنؔ کہ جیوں لوگ سید ہو ایک بار / گئے تھے خبر لیاؤ نے ٹھار ٹھار (ح)

گئے یک طرف تھے جگت تل اوپر ۔ بنائے گلستاں ارم کا خبر
برس ایک لگ سب پریشان ہو ۔ پھر آئے مصر کوں پشیمان ہو
[ن۱] سنیا جیوں یو احوال سیف الملوک ۔ لگیا غم یہ غم کرنے ہور دو کہہ پہ دوک
اندہارے بھرے گھر ہنے جائے کر ۔ پڑیا دھر تری (زمیں) پر سوا اڑ ڑائے کر
سنیا غم سیتی کوٹ لینے لگیا ۔ کر اوس تار کوں یاد رونے لگا
صبوری کے پیرہن کوں ٹکڑے کیا ۔ [ن۲] سو بیہوشی کے ہات اپسیں (اپنے آپ کو) دیا
[ن۳] لگیا عشق دن رات کا ڑہا اُسے ۔ اڑایا نپٹ ہو کے آرام اُسے
سنگاتی کون اپنے پکارن لگیا ۔ نہ سہہ سکھ برہ (فراق) آہ مارن لگیا
کرے یاد تِل تِل رووے زار زار ۔ [ن۴] پڑے بے خبر ہوئیکر ٹھار ٹھار
خبر پائے کر ٹک جو ہشیار ہوے ۔ نزیک آپنے تو نہیں دیکھ کوئی

ن۱ ۔ سو سیف الملک یو خبر مفون کر ۔ لیا برہ اگن میں اپس بہون کر (خ)

ن۲ ۔ جمیا دلکوں یکد ہرتے پر دو کہہ دیا ۔ (ح)

ن۳ لگیا عشق دن رات کاری اُسے ۔ دسیا تنگ زنداں ہو بھاری اُسے (ح)

ن۴ اَپیں بے خبر ہو سیتا پچھاڑ بھاڑ (ح)

وہ صورت رکھے آپنے نین تِل — اُس اوپر[1] تے جاوے او کھہ بَل بَل
کہے یوں کہ مج من کی دلدار توں — میرے من میں نس دن لبنہار توں
تو[2] کس سمد کی ڈہال موتی ہے کی — توں کس کہان کی لال جوتی ہے کی
کس اسمان کی ہے چندربھان توں — کس اقلیم کی ریِ ہے سلطان توں
ہے پھل ڈال توں کس گلستان کی — (۵۸۰) جھمکتی شمع کس شبستان کی
جو اس دہات توں منج کوں پیدائی ہے — میرے من کوں چیت آپنا لائی ہے
نہ جانوں تجے کس گھڑی پاؤں میں — سو کیوں ڈہنڈ کاڑوں تیرا ٹھاؤں میں
نہ کچ عشق کا منج خبر تھا اول — نہ کچھ برہ کا منج کون ڈر تھا اول
تُہیں مج پرت لاگتے یوں نڈہال — رہوں کیوں صبوری سو تج بن اتال
دِلے دن[3] اسی دہات بیٹھا اچھے — دکھیں اُس بیاری کوں جیتا اچھے
نول[4] شاہ عاصم لگیا تلملن — دُکھی پوت کوں دیکھ بھر بھر جلن

---

[1] - غذا اسپہ ہوئے جیوں اسپند جل (ح)

[2] ہے کس درج کا ڈہال موتی کنا — توں کس برج کا چاند جوتی کنا (ح)

[3] - مسلم اسی بھانت تپتا اچھے (ح)

[4] دے باپ پورا لگیا تلملن (ح)

رہیا سوکھ دُبلا تنک تار ہو نپٹ زندگانی سیں بیزار ہو
اَیس میں اَہیں بھر ٹھنڈی یو دُاسپاس کہیا[1] آئیکر اپنے فرزند پاس
کہ اے بے بدل نور دیدے مرے عجب کچ دیکھیا ہوں میں طالع ترے
جو کچھ فکر تج حق پہ کرنا اتھا (۵۹۰) بجبد ہو[2] کے میں کر دکھائیا ویتا
جگت کوں تل اوپر کرایا تمام سو ملکے ملک اس ڈہنڈایا تمام
ہوا نئیں کچ اس حد لگ اظہار جہوں کسی سے پڑیا نیں یو کتِ بہارا جہوں
لگیا ہے پری سات تیرا جیا[3] نہ سمجھے کسی دہات تیرا جیا
پری کوں کنے جا کے لیانا سکے کہاں ہے سو کن کھوج پانا سکے
مجے کوچ سو تدبیر دستا نہیں سو کیوں ہے کی کوئی تقدیر دِستا نہیں
کریگا اگر مال و دہن اختیار تو دیوں گا تجے بے حد و بے شمار
اگر پادشاہاں کے بیٹیاں میں کئیں دل اچھتا تو دیتا ملا تج کوں میں

---

[1] ۔ یکٹ آبیکر بیٹھ بیٹے کے پاس (ح)

[2] ۔ کیا فائدہ کچ نہ دیکھیا وِنا (ح)

[3] ۔ ہیا

جواب دادن سیف الملوک پدر را

سنیا سر تھے سیف الملوک جیوں یو بات ‏ ‏ ‏ ہو تغیر آپس میں آپے دہات دہات

کھیا اے شہنشہ اگر لاکھ حور ‏ ‏ ‏ اُتر آئیں جنت تے میرے حضور

کہا

تو ذرہ نہ ہو کس پہ میرا خیال (۶۰۰) مجے ہو تو ہونا بدیع الجمال

کیا سعی توں ئی میرے کام میں ‏ ‏ ‏ لیا رنج سر خاص ہور عام میں

بہت

نہ کیتا میرے حق پہ تقصیر توں ‏ ‏ ‏ کیا کرنے کے دہات تدبیر توں

ہوا دو کہہ تجے مج کدن تے زیاد ‏ ‏ ‏ ولے نئیں ہوا تج تے میرا مراد

میرے دل میں آتا ہے اب یو خیال ‏ ‏ ‏ جو لیوؤں رضا تج کنے تے اتیال

اب

پھروں جا کے عالم کے چو پھیر میں ‏ ‏ ‏ آپے ہو کروں اپنی تدبیر میں

سو کیسا ہے دیکھوں دریا کا سفر[ن] ‏ ‏ ‏ جو لیوؤں گلستاں ارم کا خبر

لکھیا ہوئے تو ہر سند پاؤں گا ‏ ‏ ‏ میرے آس تھے بیں وراس آؤں گا

پلٹ

بھلا ہے جو لانا منجے بیگی باٹ ‏ ‏ ‏ کہ بھو تیچ پکڑیا ہے منج دل اُچاٹ

جلدی

[ن]۔ بری کس وضع کا ہے دیکھوں سفر (ح)

لگے برہ اس کا سو جیوں کہرگ ہنج   یو جینا انکھیاں تل دیسے مرگ منج

اپن من میں پیدا کر ایسا خیال   پڑیا باپ کیرا اسلم دنبال

جو تھا شاہ اول تے رنجور پور   ہوا سر تے بھی دوکھہ تلے چور چور

کتے وضع سوں تلملانے لگیا   غطے غم کے دریا میں کھانے لگیا

کہیا یوں کہ فرزند منجے ہے سو ایک   کیوں اُس ایک کوں دیوں رضا ڈیک ڈیک

سکت ہے جو بن تخت بن تاج اچھوں   ولے تاب نیں منج اس باج اچھوں

کتے قرن پیچھے منجے ذوالجلال   دیا کر دیا ہے یو نوری نہال

نین تل تے کیوں میں بھگاؤں اسے   ستم کیوں غریبی میں بہاؤں اسے

میرا دین یو ہور ایمان ہے   میرا جیو اُس پر تے قربان ہے

کیتک بار کوں پھر اندیشے سنگات   کہ کہنے لگیا کیوں رکھوں قید سات

مبادا دوکھوں تے سینا پھوڑ لے   مبادا یو جیو نے تے دل توڑ لے

دوجا ہور نیں ہے جو کوں کچ اسے   کیا ہے نپٹ عشق یوں ہچ اسے

بھلا جو خدا پر توکّل کروں   اسے باٹ لانے کیرا ابل کروں

سفر جا کے یا من کے مقصود پائے   جفا دوکھہ تے کھچوا کے یا پھر کے آئے

یو دو حال تھے کام خالی نہیں   بن اس فکر تے فکر حالی نہیں

برس پانچ کے مستعیدی کیا — دل اس کا منگے تیوں دلاسا دیا
نول شاہ عاصم شہ کامیاب — بلا بھیج کاریگراں کوں شتاب
سو فرمائیا کشتیاں بے نظیر — یک یک کشتی ایک ایک دریا گنبھیر
ہر ایکس میں حجرے کِتے طرح کے — نچھل تخت پوشے گھراں فرح کے
بجھتر جھجر نقش کا ٹھار ٹھار — جہاں کا تہاں کام خوب اُستوار
کرے اس وضع تین سو کشتیاں — دیک اُس کشتیاں کوں بُھلے بہشتیاں
کدورت اُسے ہوئے نہ تیوں باٹ میں (۶۳۰) نہ دک دات آئے کیوں جنگل گھاٹ میں
کیتک[ن] ماہ رویاں کوں خوش نار کے — کیتک مطرباں خوش آواز کے
کیتک خوش ظرافت کے نرمل ظریف — کیتک بے بدل قصہ خواناں حریف
کیتک کھنڈیاں ارغوانی شراب — کیتک جنس کے نعمتاں بے حساب
کیتک خوب تحفے کیتک کروڑ مال — کیتک ذات تیزی پَوَن کے مثال
کیتک فوج لشکر کیرے بے نظیر — کیتک ٹولے سوداگراں کے گنبھیر
کیتک جنس کے خوب باندی غلام — اپے ہو بجد مستعد کر تمام

ن ۔ چونیاں ماہ رویاں خوش آواز کے (ح)

کیتنک جنس کا موپ کر بیشمار — دے[عن] ساریاں کوں ترتیب سب ایکبار
ہر ایک کام پر شہ آپے ہو بجد — جو کچھ کرنے کا تھا کیا مستعد
سمج دہات اس بے وفا دیر کا — خدا تے مدد منگ لے خیر کا
دے ساعد کوں سیف الملوک کے دنبال (۶۴۰) روانہ کیا ہور ہوا وین تڈ ہال
لگیا رونے فرزند کے دہیان سوں — بلا بھیج ویں اپنے پردہان کوں
کیا ملک اُس کے حوالے تمام — سو جا خالی گھر میں اپے صبح و شام
عبادت سوں مشغول ہور رات دن — دعا سات چیت لائیا چھین چھین

روانہ شدن سیف الملوک بر جہاز برائے جستن گلستان ارم

کرنہار سیر اس پرت گھاٹ کا — دیوے کاڑ مارگ یوں اُس باٹ کا
جو ساعد و سیف الملوک جہاز چڑ — چلے[عن] غلغلے سات دریا میں پڑ

عن۔ دے ترتیب کشتیاں کوں سب ٹھار ٹھار (ح)

عن۔ چلے جیوں تجمل سوں دریا میں پڑ (ح)

تلیں صاف پانی اوپر آسماں — برستا ہوا معتدل درمیاں
صفا بخش چوندھیر موجاں گنبھیر — تماشے کیتک اس منے بے نظیر
سو دیک ذوق پانے منیں دہات دہات — چلانے لگے جہاز دن ہور رات
سو نزدیک جیوں چین کے آئیے — سو جاسوس واں کے خبر پائیے
کھے جا کےویں شاہ فغفور دھیر (۶۵۰) کہ آتا ہے فوجاں سوں لشکر گنبھیر
بجانے کدہر چال کرتے ہیں او — ولے اس طرف خیال دہرتے ہیں او
سن اے بات فغفور ہوشیار ہو — کیا مستعد آپنا ٹھار دو
خبردار لوگاں کوں کر کوٹ کے — دلا سارے دروازے گر کوٹ کے
چنیا خوب کوں اپنے خاصاں منے — دیا بھیج کر شاہزادے کنے
پوچھایا کہ تم کیا سبب آئے ہو — تھیں کون ہیں دل میں کیا لیائے ہو
اگر دوستی کی جو کچھ بات ہے — تو فرماؤ قدرت میرے ہات ہے

ن شگفتہ ہو یکدہرتی سب دہات دہات (ح)
ن ۔تعقل کر اس دہات، دوڑا قیاس — دیا بھیج حاجب کو شہزادے پاس (ح)
ن ۔میرے ملک میں بس کر آئے ہو ۔ (ح)

اگر کچ اچھیگا طلب مال پر — ہتی ہور گھوڑے رتن لعل پر

اشارت کرو لیو مج پاس تے — وراس ہو اتم آپنے آس تے

جو کچ ہے سو کہہ بھیج دیو شتاب — میرے پاس تے جاب لیو شتاب

جو وہ شہزادہ گُنی نیکنام — (۶۶۰) سنیا ہو نہ تے حاجب کے باتاں تمام

جکوئی آئے تھے دیونے یو خبر — اُنن شاہزادہ بلا بھیجکر

اپن سامنے سب کوں بسلائیا — جو کچ کئے سو خاطر منے لائیا

ہنسا کھل کھلا ہور اُٹھا بول یوں — انن خوش ہوئے تیوں کہیا کھول یوں

کہ جا یوں کہو شاہ فغفور سات — کہ کچ کام نیں منج کوں تمنا سنگات

رکھو خاطر اپنا تمے جمع کر — کہ نیں ہے میرا دل کسی طمع پر

میرے پاس ہے مال دہن بیقیاس — جو کچ بست ہوتا سو ہے میرے پاس

ولے عشق کے ملک کا سیر میں — کر نہار نکلیا ہوں کچ غیر نیں

عن۔ اشارت کرو جو کردں پیشیں میں — منگیں گے اگر مج تو ہوں خویش میں (ح)

عن۔ گنبھیر اس فراست کے سمدر سات (ح)

عن۔ ملک مالی دہرتا ہوں میں بیقیاس (ح)

که اس دہاٹ (طرح) سوں کئے (کہہ) وو حاجب سنگات (سے) — دے خلعت کیا خوش تمام اُسکی ذات
خوشی سات پھرواں تے سب وو جنے — جو فغفور کے آئے خدمت منے
ادبؔ سات یکدہر تے کیتے سلام — کہے کھول کر وو حقیقت تمام
کئے شاہزادے کی تعریف یوں (اسطرح) — سو فغفور خوش ہو کھلیا پھول جیوں
محبت جو وُیں (وہیں) من میں غالب ہوا — دیکھن شاہزادے کوں طالب ہوا
سرب دَل کے دنبال لے دَل پہ دَل (تمام فوج) — ملن آئیا آپ فغفور چل
ملیا شاہزادے سوں تعظیم سات — چلیا شہر میں لیک (لے کر) تکریم سات
سو نکلیا وہیں خسروی شاں سوں — ملیا ہور چلیا لے کے بہومان (بہت عزت) سوں
بڑے داب (شان) کی میہمانی کیا — ضیافت بھلی خسروانی کیا
ضیافت اوپر کر ضیافت زیاد — کیا شاہزادے کے رؤں رؤں (روہیں روہیں) کوں شاد
تمام اُس کے لشکر سے مل چند روز — لگیا بار ہو کرنے آنند زور
جتے آئے سو شاہزادے کے سات — ویتاں کوں دیا تشریفاں (انعام) دہات دہات
دیا خلعتاں سب کوں یوں بے شمار — جو دکھنے لگیا بہار جوں نو بہار

عنؔ پھریاواں تے جیوں حاجب نیکنام — سو آشہ کوں بولیا حقیقت تمام (ح)

رکھیا پانچ جو دیس (دن) خوشحال کر — محبت سوں واقف ہوا حال پر

مروت سوں شہزادیکے من میں پیس (گھس) — لیا انت (بھید) دل کال یک ٹھار بیس (بیٹھ)

جو کچھ شاہزادے کے مقصود تھے — سو خاطر منے سر بسر لیاؤ تے

طلب چین کے سب چتاریاں (مصوّر) کوں کر — لیا گلستان ارم کا خبر

سو اُس کا سنے بھی نہ تھے نام واں — یو ہرگز کسی کوں نہ تھا فام (معلوم) واں

نہیں دے سکے کوئی اُس کا نشاں — کسی تھے ہوا نیں یقین و گماں

سو اُس وقت یک سو سنتر برس (۱۷۰) کا — بُڈھا مرد یک کوئی اُس ٹھار تھا

بلا کر تفحص کئے اوس تھے جیوں — سو وو پیر مرد آدیا جاب (جواب) یوں

کہ دائم دریا پھر کے دیکھیا ہوں ہیں — ولے گلستانِ ارم کیں (کہیں) تو نیں (نہیں)

مگر شہر قسطنطینہ میں جو کوئی — خبردار اس باغ تھے ہوئے تو ہوئے

کہ آتا ہے واں خلق لے (بہت) دُور کا — مسافر جتا ساتو (ساتوں) سمد (سمندر) ور کا

جوں اُس تھے سنیا شاہزادہ یو بات — اپن دل کوں دے (بیقراری) پھر آتا لیکے ہات

ہوا شہ کے احسان کا حق گزار — کیا لے (بہت) دعا ہور ثنا بے شمار

ہزار آرزو سات دہر من میں آس — چلا دیں رضا لے کے فغفور پاس

رضا منگ لی ویں ہوا مستعد — سو اُس شہر لگ جاؤنے ہو بجد

تمام اپنے لشکر سوں کشتیاں میں بیس (بیٹھ) — چلیا عشق کے بل سوں دریا میں پیس (گھس کر)
شتابی سوں جا انپڑیا اوس نگر (شہر، یعنے شہر قسطنطنیہ) — سو لوگاں کوں واں کے بلا بھیج کر
لگیا پوچھنے گلستان ارم — کہو بیاک (جلدی) میرے اوپر کر کرم
کہے لوگ واں کے کہ سن اے جواں — کہ ہم جانتے نیں ارم کا نشاں
چلیا شاہزادہ وہاں تے نکل — انجھو (آنسو) ڈالتا موہنی کے بدل
پیا پے کیتیک (کتنے) دیس (دن) کشتیاں چلاے — سونکیٹھار دریا کے درمیان آئے
(مثل) سواو کل قضا ہور قدر آ کھڑیا — سو کام آ کدہر کا کدہر آ پڑیا
یکایک اُٹھا باؤ طوفان کا — دریا کوں چڑیا تاؤ طوفان کا
نپٹ آئے تھے داٹ (ڈٹ) کالے ابھال (بادل) — چھپا سور ہور چاند پکڑیا تپال
برسنے لگیا میگ (مینہ) اپرال (اوپر) تھے — نہ برسیا کدہیں یوں برسگال (موسم برسات) تھے
پڑیا گرد چاروں طرف اندکھار (اندھیرا) — کڑکنے لگیاں بجلیاں ٹھار ٹھار
نہ دن فام (معلوم) ہوتا سمجھتے نہ رات — ہوا رات ہور دیس (دن) مل ایک ہات
خدا سوں پڑیا آ کے ساریاں کوں کام — بھروسا اُٹھے جیوسنے کا تمام
کہ دریا اُبلنے لگیا شور سوں — اُٹھے موج طوفان کے زور سوں
ہوئیاں کشتیاں درہم یکدہر تے — رہیا خلق عاجز ہو تدبیر تے

بہر آیا جہازاں منے آپ سب گنوا انتا گیا مال و اسباب سب
بڑا اکچ ہوا تفرقا ہولناک ہوئے لوگ بی یک طرف تے ہلاک
اٹھیا موج جیوں سو و بہتی وہیں چلی شاہزادے کی کشتی کہیں
ہوا جہاز طوفان سے چور چور ملک ہور ساعد پڑے دور دور
بلا ساعد آپس سیں لے دہات دہات چلیا وو کہیں اپنی کشتی سنگات
طرف روم کے جاکے ساعد پڑیا حبش ملک کوں جائے تختا لگیا
لگا لگ اسی دہات چالیس دن ہر ایکس پہ طوفان گذریا کٹھن

غرق شدن کشتیاں سیف الملوک نیز در قید شدن زنگی

جو مہیوں ہور بارا ہوا کم ٹک ایک سو سیف الملوک پائیا دم ٹک ایک
ابہالاں ہوئے درمیانی تے دور ہوا سور کا نور جگ میں ظہور
انکھیاں کھول دیکھن لگیا ٹھار ٹھار (۲۰) نہ لشکر ہے اپنا نہ ساعد ہے یار
سو آئے دریغے اد کہہ داٹ کر ہوا سخت بے سد سینا پھاٹ کر
سبھی غرق ہو جاکے باراں بچاہیں جو بانچے اتھے سو ملے آس پاس
اچا شاہزادے کوں بلائیے نصیحت سوں انگے ہوکر آئیے

کہ سُن اے دُکھی شاہزادے گنبھیر — لیا یو بلا توں بسا اپنے سیر
(بہت، سَر)

کسی کا یہاں کوچ تدبیر نئیں — یو واقعا ہمن باج تقدیر نئیں
(بغیر)

دل اس دوکھہ تے گھٹ کرکے رہنا بھلا — جو کچ ہے جفا دوکھہ سو سہنا بھلا
(مضبوط)

کریں مل توکل خدا پر تمام — دیکھیں عاقبت کس و ضا ہووے کام
(انجام کار)

کہے ئے سند سات یاراں و لے — کلیجا درونی ہیں اس کا جلے
(بہت ترکیبوں سے، اندر ہی اندر)

نہ تھا شاہزادے کوں رُوئے بن قرار — کہ ساعد کے اُپرال تھا ہوت پیار
(اوپر)

فلک ئبی پھرنہار جو پھر پڑیا (۳۰۷) — بلا ہو کے اپرال تھے گر پڑیا
(اوپر)

یکا یک بڑے غل سیتی ہانک مار — نکل زنگیاں آئے یکدہر تے بھار
(چیخ کر)

سلح پوش سارے بڑے دہات کے — بڑے تھو بڑے ہور بڑے ذات کے
(جبڑے)

دریا پر کے دو چور سارے اتھے — پکڑ آدمیان کہانہارے اتھے
(وہ، کھانے والے)

دیکھے شاہزادے کی کشتی کوں آ — لگے مارنے باں تفنگاں بلا
(تیر)

لڑائی کئے آکے شر شور سوں — کئے زیر دارو گیری زور سوں

پکڑ شاہزادے کوں یاراں سنگات — وہیں بند کرلے چلے راتے رات

صبا کا اوجالا ہوا دیک کر — سب آئے کنارے کوں دریا اُتر
(دیکھ)

نجھا دیکھتے ہیں جو دریا کنار — رکھے ہیں تخت ایک اونچا سنوار
(غور سے)

کدھنگی زنگی او لکھن اُس پہ چڑ　　بڑے وضع بیٹھیا ہے سختی اکڑ
بناکوچ بدشکل چہرہ اتھا　　جو دیکھین کسے اوسکوں زہرہ نہ تھا
فرشتے بھی ڈرتے اتھے عرش پر　　اترآونے اس زمیں فرش پر
بڑا بھوت کہتے سو تھا آپ وو　　کہ تھا سارے بہوتاں کیرا باپ وو
گیا ہونٹ اُپر کا جو یکدہیر کوں　　لگیا تھا پیشانی او انگ سیر کوں
تلیں کا یوں آیا اتھا لڑک ہونٹ　　جو تھا اس کے گور گیاں منے فرق ہوت
لنبا قد لنبی ناک چوڑے بُلاخ　　دیسے غار کے ناو لبدان فراخ
بڑے ڈانگرے پہار کے کان دو　　اجڑ گھر کیرے کھوڑ جو ران دو
مسے کالے اُس کے اتھے منہ اوپر　　مکھیاں بھنبھناتی ہیں جیوں گوہ اوپر
انگوٹھیاں بدل آپ نے ساز کے　　خوش انگلیاں میں پہنا ڈلے پیاز کے
پکڑ اُس کے نزدیک ساریاں کوں لیائے　　اُسے یک طرف تے سلاماں دلائے
سو ہیبت سوں ساریاں کے سینے پھوٹے　　لگے کانپنے ہور تقوی سٹے
بڑے شاہزادے کوں وو دیکھ کر　　لیجاؤ کہیا اپنی بیٹی کے گھر
سو کالے زنگی دوئے سنگات جا　　دیے اُس کی بیٹی کیرے ہات جا
لیکر آئے زنگن کنے شاہ کوں　　ملائے زحل سات جیوں ماہ کوں

جو بیٹی کنے باپ بھیجے جسے — اُسے تل منے بھون کھاوے اُسے

ولے شاہزادے کا دیکھ او جمال — دیوانی ہوئی عشق لائی کمال

انتھا خوش ہوا کا جو ایک مرغزار — سہاوے لطافت میں جنت کے سار (مانند)

چھپانے کوں فرمائی اس ٹھار اُسے — کئے قید نکلے نہ تیوں بہار اُسے

گذر کر گیا میانے یک ساتڑا — ملک زادے کوں دیکھ مکھ جاتڑا

بڑے شوق ہور ذوق سوں دوڑ آئے — سو مکھ شاہزادے کیرا جیوں نجھائے (غور سے دیکھے)

سو دیک شاہزادہ ہوا ویں نڈھال (۷۶۰) — رگے رگ میں یکدہر تے بیٹھا کنتال

کہ زشتاں منے سخت وو زشت تھی — نپٹ (بہت) رو سیاہی میں انگشت تھی

کہ تھا تھوبڑا (منہ) اُس کا جیوں فیل کا — سر اُس کا سو کالا رنجن (مٹکا) نیل کا

انکھیاں ڈونگیاں جیوں کھڈی سار کے — ڈو[۲] دیدہ بہیتر (اندر) جوں تبھر گار کے

چڑیا ہونٹ اُپراں (اوپر) کا ناک پر — تھوڈی (ٹھڈی) پر پڑیا ہے تلین کا اوتر

تمام انگ (جسم) گونی کیرا ٹاٹ جیوں — چچیاں دو سینے پر ہیں دو ماٹ جیوں

نکل پیٹ انگے ٹلینک جیوں آکھڑا — انتھا پیٹ تھے سخت پیڑ دبڑا

بونبی کُھل رہی تھی سو جیوں اُوکھلی (اوکلی) — مُسَل (موسل) ہو کے دوڑی تھی روماولی

لڑکتی جو چیتڑاں پہ چوٹی دسے — سو جیوں جھاڑ کی پیڑ موٹی دسے

سوئے سیار پنڈلیاں اوپر تیز بال   نہ تھی جگ میں ڈائن کوئی اُسکے شال
سٹری بوئی بغلاں میں تے یوں جھرے   جنے باہں اُس کی سنگے سو مرے
پون سار کا اُس کی ٹک باس پائے   تو لیا حلق میں انتڑیاں نہاس جائے
زنگیاں میں کوئی ایسی کالی نہ تھی   ہو کالی کیں ایسی کھجالی نہ تھی
اگر لاویں جب ٹھار مشعل ہزار   اُن آوے تو تیرے پڑے اندکار
گندی پیاز کے ڈل پروبیل کر   گلے میں حمائل منن میل کر
چتڑ دو دما میں کتے کوچ کے   نغارے بجاتے ہیں بن کوچ کے
سو دہکرا اتیا کچ اونچا تھا اُسے   سیری باج تھے کوئی پونچھا اسے
نہوئے شاہ راضی مناوے تو وو   اتھے روئے ہنستی جو آوے تو وو
چلے گھر منے شاہزادے کوں لے   کندورے کرے بار اپنے و لے
جو بیٹھے دونوں مل کندورے اوپر   سو وو جیوں ہتی ہور یو جیوں مچھر
کہ آنا موافق سوں صحبت گھڑی   پران اُڑ کے جا فکر لاگی بڑی

ع۱ ۔ گندا نیر ہو رباں میں تے جیوں جھڑے (ح)

ع۲ ۔ بُری اُسکی جیوں آنگ کی باس آئے ۔ (ح)

جو فارغ ہوئے پیٹ بھر کھان کھا — منگائی ترت مست پیالا نیکھا

سو گڑویاں پہ گڑوے لگی جھیلنے — لگی شاہزادے سوں مل کھیلنے

پیے^ن^ شاہزادے سوں مل ہبس کر — متی ہو کے خلوت میں گئے پیس کر

سو اپنے محبت کرے شوق سوں — منگی علیش کرنے کے تئیں ذوق سوں

قبولیا^ن^ نہیں شاہزادہ اوسے — ڈریا دیک تن پر کے اُسکے مَسے

ستی ہات جا اُسپہ سورات کر — سو دَرہم ہو ماریا وہیں لات کر

نپٹ دل میں جاگا کیا کندراٹ — سو فامی وو زنگین ڈائن کہو ساٹ

غصہ^ن^ سات ات زنگیاں کوں بلائے — سو سنگین چکی پیسنے کوں منگائے

ملک زادے کے کن لجاؤ کہی — صبا اوٹھ کر آٹا پساؤ کہی

ہوا شاہزادہ دوکھی لاعلاج (۷۹۰) — کہیا دل میں موت اپنی آئی ہے آج

لگیا پیسنے آٹا لہو آنٹ کر — چھلے آئے ہاتاں کوں سب ڈاٹ کر

عن ۔ بھوئی اس کیرے حسن پہ ہو کھلی — متی ہو کہ خلوت منے لے چلی (ح)

عن ۔ کنارے ہوا چھوڑ دے دیں اُسے (ح)

عن ۔ کدورت پکڑ جیوں غصا دل میں لیائے — بڑی یک چکی پیسنے کوں منگائے (ح)

سو کھل ری نکل آئی دوُے ہات کی ‏ مشقت لگی دیس ہور رات کی
ہتبلیاں جو نازک اتھے پان تھے ‏ نرم تر نرم روئی خطیان تھے
گھٹے پڑ رہے سخت پولاد ہو ‏ گئی نازکی تن کی برباد ہو

گریختن سیف الملوک از قید زنگی

کیتیک دن کوں او زنگی نابکار ‏ سنیا جیوں سو گھر میں تے کاڑیا بہار
سو بیٹی کدین تھے برا مان کر ‏ کپٹ دل منے آپنے آن کر
منگایا تبر ایک سیڑی سنگات ‏ دیا پھر دو کھی شاہزادے کے ہات
دے یاراں کوں دنبال اُس کے نام ‏ سو لکڑیاں ڈہلانے لگیا صبح و شام
رہیا شاہزادے کیرا حال سب ‏ دُکھوں تل ہوا حال پامال سب
گئے کپڑے سب آنگ کے پھاٹ پٹ (۸۰۰) ‏ پریشانگی ہو لگیا دیں آچاٹ
مشقت لگی دیس ہور رات کی ‏ نہ تھی کچھ خبر پانو ہور ہات کی
نصیبے کوں جل بول مارن لگیا ‏ سو یاراں تھے مل یوں بچارن لگیا
کیا فکر یے اپنے یاراں کے پاس ‏ بھلا ہے جو اس ٹھار تھے جائے نہاس
جو تسو برس اچھنگے ہیں اس کنے ‏ رہیں گے اسی گرفتاری منے

ہمن پر کسے پیار آسے نہ یاں ہمارا درد دو کہہ جاسے نہ یاں
سکل(ن) مست ایک ہوئیکر ایکبار کئے ہوڑی (کشتی) یک مستعد استوار
اپس (سب) سب کوں اُس ہوڑ کیے بیچ ڈال توکل خداوند تعالیٰ پہ گھال
زنگیاں کے چھپٹے ہر طرف بند تھے اننِد پائے دِندیاں (دشمنوں) کیرے (کے) دند (دشمنی) تھے

آمدن سیف الملوک دریک جزیرہ کہ درآنجا آرام یافت وہم جانوراں کلاں دید

دریا کے اُوپر جیوں روانہ ہوئے (۸۱۰) سوخوشحال سب کے پرانا (جانیں) ہوئے
سو ہوڑے چلانے لگے ہاتے ہات کینتک دیس چلنے لگے راتے رات
دیسے موج کہیں اونچ ہور نیچ کہیں لجاتا کھڑا باؤ (ہوا) آ کھینچ کہیں
کہیں ڈوبتے ہور کہیں تیرتے ہلاکی سیتیں پھیرتے پھیرتے
پڑے یک جزیرے میں آ قرار اس جزیرے میں ٹک پائے جا

ن۔ سکل ایک دل ہوکہ کرے قرار (ح)

کیتنک جھاڑواں دیکھتے میوہ دار — ہر ایک جھاڑ میواں سوں آیا ہے بار
ہو خوشحال یک دم وہیں دوک چھوڑ — سو میوے لگے کھاؤنے توڑ توڑ
کئے پیاس ہور بھوک کوں دفع وال — ہوا دست راحت کیرا نفع وال
بجالائے شکرانہ کرتار کا (خدا) — تماشا دیکھے نادر اس ٹھار کا
ہوئی رات دیک اس جزیرے منے (دیکھ) — رہنے کا فکر مل کئے سب جنے
اتھا جھاڑواں یک بلند سایہ دار (۸۲۰) — سو اُس جھاڑ پر چڑھ کے بیٹھے ہشیار
اندھارا گرد جیوں ہوا ٹھار ٹھار — جناور نکل آئے دریا تے بھار (جانور)
نہنگاں کیتنک پہاڑ ویسے گنبھیر — ہتی سار کے ماہیاں بے نظیر
انکھیاں دور تھے سو دیسے انکے یوں — اندھارے منے ڈیوتیاں لائے جیوں
کیتنک سکل ہیں عین جیسے شغال — کیتنک بدشکل ریچھ کیرے مثال (شکل) (ریچھ)
کیتنک اُس منے کے تھے ایسے بڑے — دیکھے آدمی تو وہیں جل مرے
کیتنک بھوت ہور کیک کی ذات کے — کیتنک سو شتر مرغ کی دہات کے
کیتنک اس میں رہ رہ اُٹھیں یوں پکار — جو ہووے دریا تل اوپر جوش مار
صفاں در صفاں خوش گذرتے اتھے — دریا کے اوپر سیر کرتے اتھے
نورانی صبا کا جو بارا ہوا (صبح) (ہوا) — چندر کا جھلک ٹک اوتارا ہوا

ستارے لگے ڈوبنے ٹھار ٹھار — پنکھی (پرندے) اُٹھ لگے غل کرن لیوں پکار
عَرش کا مُرغ بانگ کہنے لگیا — صبا (صبح) کا ٹھنڈا باؤ (ہوا) بہنے لگیا
سورج کے اُجالے کوں جب کھوج پائے — سب یکدہر تے ڈبکی دریا میانے کہائے
زَین سب دریا کا دکھیت یو خلل — چھپے ٹھار تے شاہزادہ نکل
کہایوں زباں کھول یاراں سیتی — اپن درد کے دوستداراں سیتی
کہا یوں کہ اب یاں تے جانا بھلا — بلایاں تے اَپیں (اپنے آپ کو) بچانا بھلا
سو چُن (عن) جیوں میوہ پھل دہات دہات — لئے باند توشہ خوشی اپنے سات
روانہ ہوئے بیگ مل سب جنے — چلے پھر توکل سوں دریا منے
جفا ہور دوکھ دیکھتے (جلدی) ٹھار ٹھار — ہوئے بھی پریشاں مہینے چہار
کدہر جاؤ تے سو نہ تھا فام (معلوم) کچ — کسی کے نہ تھا دل کوں آرام کچ
قضایوں ہوا جو کہیں باٹ (راستہ) پائے — یکایک ہور ایک جزیرے میں آئے
رہے باٹ ہور نا کئے واں مقام — جکچ ہووتے کا سو ہوئے یو تمام

عن ۔ لئے میوے چُن خاص جھاڑاں پوتے — اونزواں کے دہشت کے پھاڑاں ستے (ح)

رفتن سیفُ الملوک بشہر قیصریہ وافتادن درقیدِ باندراں

عجب وو جزیرہ صفادار تھا | جو شدّاد کے بہشت کے سار تھا
کہ تھا واں عجب کچ صفا جاں تہاں | فرح پائے ایک ایک کے روحاں وہاں
جکچ جیو منگتا سو میوہ وہاں | جہاڑاں پہ موجود تھا جاں تہاں
اتنے جہاڑ تھے واں جو نا اوس گنت | رنگارنگ کے جنس کی حد نہ انت
جناور اتھے اُس میں کئی دہات کے | کیتک خوش نما قمریاں ذات کے
کیتک نور کے نوریاں بے نظیر | کیتک بلبلاں راویں روشن ضمیر
ہلاویں ہلوں پنک ہر ڈال تھے | پڑے میوے جھڑ جھڑ سو اُپراں تھے
آپسمیں آپے خوش ہو مرغول تے | کیتک جنس کے بولیاں بولتے
ہر یک جہاڑ تل شاہزادہ وہاں | لگیا پھرنے یاراں سوں ہو شادماں
ہوا ہور ٹھنڈی چھاؤں خوشیاں کی دیک | لگے نیند سوں نیند لینے ٹک ایک
سو ایسے منے آئے چوراں وہاں | پہ کھونڈے بندے سبکے ہت ور سال
چلے مارتے لیکے خواری سنگات | ہوا دوگ یاراں کوں بھاری سنگات

بہرحال اس غل میں تھے بھار پڑ — چلیا شاہزادہ کہیں نہاس[ن] (بھاگ) کر

گرفتار آمدن سیف الملوک بدستِ کھنتاراں

زرنکار آدہار (سہارا) جگ چھانو ہے — کریا مہربان کا نانو ہے

بہریاں ہیں وہاں عورتاں خوش شکل — چلیا دیکھتا وہاں محل در محل

یکس تھے انھیاں (تھے) ایک صاحب جمال — دنیا میں نہ تھی ان کی صورت مثال

ہر ایکس کی پیٹاں (شکم) میں محراب اتھا — کلیجا معلق لڑکتا اتھا

پکڑ شاہزادے کوں دیں بند کر — لیکر آئیاں اپنے راجے کے گھر

سو سیف الملک دیکھتا ہے جو واں (۸۶۰) رکھے ہیں تخت سورسا (سورج) درمیاں

سو بیٹھے ہیں واں نار (عورت) مقبول خوب — سورج چاند تے خوب نرمل (صاف) سروپ (سڈول جسم)

مکلّل زرینا (زرین) دو پہنے (پہنتے) ہے نار (لباس) — خوش آواز سوں دیکھ بولی پوکار

کہاں تے توں آیا ہے اے نیک نام — توں کس ملک کا بول تیرا مقام

کہ یو خوب آدم ہے صاحب جمال — انگے لیا کہ پوچھے غریبی کا حال

ن۔ کسے ناپٹر۔ (س)

تفحص کئے حال کوں سر بسر — نہ تقصیر کیتے ہر یک بول پر

بزاں حال جی دوک کا تھا جتا — سراسر کہیا کھول کر سب دِتا

دوکھیا غم تھے اس ہی کے پائی تمام — سو وو دوک خاطر میں لیائی تمام

بزاں آ او کئی نار یک نار کوں — سو بسلانے فرمائی لے پیار سوں

منگائی کندورے شہانے بجتے — رر چھاتے کوں فرمائی نادر دِتے

کندوری تے فارغ ہوئے پر تمام — (۷۰) قِصا اُن کا خاطر میں لیائی تمام

بزاں وو کہی نار اے جگ او حال — توں آپسکوں یہانتے بہت لے سنبھال

یو ساسانیاں آتشی ذات ہیں — تجھے کہاوینگے[1] بات ہیں

سونیا جیوں سیف الملوک بات کوں — لگیا رونے غم سوں بھو دہات سوں

سو وو نار بھی یوں کہی اسکے تئیں — جو روتا ہے اے دوکھ بھری دہات تئیں

اگر توں میرا دل کرے خوش ابال — جتن سوں رکھونگی تجھے جیوں نہال

بلائی نزک ہور سنے سوں لگائی — ادک پیار سوں لب منے لب ملائی

کرے توں جو صحبت اگر مج سنگات — چھپا تج رکھونگی ہنٹ پیار سات

جتا کچ منائی منانے کے دہات — قبولیا نہیں شہ اُس آتش سنگات

کہیا نار کوں یوں دوکھیا ذات سوں — سُن اے نار پھرتا ہوں کس دہات یوں

[1] اصل نسخہ میں بھی یہاں پر کوئی لفظ نہیں ہے۔

سو وو نار ملتی نہ دستی کہیں ۔ اُسے ڈھونڈتا جگ میں پھرتا ہوں میں

بغیر وو ملے کس سے ناہوؤں جفت ۔ نکو دل میں ہانڈی پکا نار مفت

عجب موہنی ہے او نابر جمال ۔ سو ہے وہ چنچل دہن بدیع الجمال

میرا دہیان اب چھوڑ دے نار توں ۔ میرا دل نہیں کس اوپر نار سوں

سنی نار سیف الملوک تے یو بات ۔ غصے سات دوڑائی شہ پر سو ہات

منگی اس کوں کھانے کے تئیں تفت ہو ۔ کلیجا منگی کھاؤنے مفت ہو

غصے سوں رکھائی سو یک ساتڑا ۔ رکھی قید سوں قید کر ساتڑا

رہیا نار سوں شہ ادک بند میں ۔ روئے یاد کر نار کوں بند میں

اَپس میں اَپیں غم کرے یوں کہے ۔ خدایا بچا توں بلا یوا ہے

بلا یو بڑی مج گلے آ پڑی ۔ نہ فرصت ہے جانے کی مشکل گھڑی

جو یک رات آدہی رات گذری اتھے ۔ منگیا نہاسنے تائیں اُس بند تھے

سو مدپی ہو یاں تھی متیاں او جتیاں ۔ سو ہے سد ہو اَپاس سگلیاں سوتیاں

ہلوں شاہزادہ سو نکلیا بہار ۔ لگیا خلق کو دیکھنے ٹھار ٹھار

متیاں ہو پڑیاں ہیں کسے نیں خبر ۔ نکل بہار آیا دریا کے اوپر

یکا ایک تختا دسیا ایک واں ۔ نکل کر چلیا ہور ہوا تب رواں

جو تختے پو جا بیٹھیا بیگ (جلدی) وے (وہ) چلیا باولے (دیوانہ وار) اُس او پر بیگ وے (وہ)

دریا میں جفا ہور دوکھہ دیکھتا سو ڈبتا نکلتا چلیا تیرنا

کہیں باؤ (ہوا) طوفان کا آ لگے کہیں تاؤ طوفان کا جا لگے

نہ ڈوبے نپٹ (بالکل) نا نزاوے اُسے سو بارا (ہوا) چھل (بہ) دن پھراوے اُسے

رسیدن سیف الملوک در جزیرۂ راکساں

قضا سوں ہوا کرم کرتار (خدا) کا لجایا (منت کیا) نہایت کوں یکبار کا

چھ مہینے پچھیں (بعد) یک جزیرا دسیا (نظر آیا) (۹۰) جزیرا دیکھت (دیکھ کر) دل منے یوں ہنسیا

کہیا دل منے شاہ غربت سنگات جزیرا ایو دستا ہے روشن صفات

مبادا اچھیگی (ہو) بلایاں کو بل (سخت) مبادا مجھے جائے چیتا نگل

چلیا فکر کرتا جزیرے کنے سو رکھ تختا اُس پر لگیا پھیرنے

سو پھرنے لگیا ذوق سوں جھاڑے جھاڑ سو میوہ لگا کھاؤنے باڑ (نکال) پاڑ (نکال)

یکا ایک راکس نکل آ کے بھار (باہر) سو پایا باس (بو) آدم کی دوڑیا پکار

پہاڑاں کے مانند دوڑے جتے سو ہلکاں (چیخ) تے بادل گرج کر اُٹھے

دیکھیا شاہزادہ بلایاں کو بل (سخت) سو تختا بسر (چھوڑ کر) کر چلیا دیں نکل

زمیں پر چلیا نھاستا (بھاگتا) نھاستیا (بھاگتا) نہ تھا نھا سنے بن کہیں آستا (آسرا)
جہاں پھر دیکھے اُس بلایاں کوں شاہ پہاڑ دوڑتے ہیں یا بادل سیاہ
سو پھر (پلٹ کر) دیکھتا ہور ادک (بہت) نھاٹیتا (بھاگتا) (۹۱۰) ادک نھاٹتا ہور سینا پھاٹتا
سو جیوں اُس پون (ہوا) پر اُڑا لے چلیا ہوا پر چلے تیوں زمیں پر چلیا
ہوا بے خبر دوک ہور بھوک سوں عقل اُس میں نیں سوک سوں
نہ تھا کس ذات میں یک ذرا نہ تھا قوت اُس نھا سنے بن ذرا
چھ مہینے پچھیں نھاستا نھاستا کھڑا ایک جزیرے کنے آستا
کیتک جنس کے جھاڑ آئے تھے بار بڑے پاڑ تھے جھاڑ سب ٹھار ٹھار
سو میوہ لگیا چُن کے کھانے کے تئیں چھ مہینے پچھیں اس ملیا قوت (غذا) وہیں
جو کلپوت (رغبت) سوں کھائے کر بھی چلیا جزیرے کے اپرال (اوپر) یک گڑھ (قلعہ) ملیا

گرفتار شدن سیف الملوک بدست سکساراں

ہے سبحان تیرا کرم جس اوپر ترے امر (حکم) کا جگ کوں ہووے اثر
جزیرے کے بہتر ال (اندر) ڈرتا گھوسیا واں سکسار یک دوڑ اُس پر دھسیا
سو سیف الملوک کوں پکڑ لے چلیا (۹۲۰) سو جیو (جان) کا بھروسا وہاں تے ٹلیا

کہیا دل منے اے خداوند پاک — بلایاں تے پاڑیا ہے مج تن پہ دہاک
سو روتا وہاں شہر میں آئیا — دل اپنا تماشے سوں بھلائیا
سو بد شکل ہوں ہے کوتے سیار کا — بدن اُس لڑکتا سُور سار کا
سو ہیت پانو اُن کے ہیں آدمیاں کے سا — ولے تن منے راست بولیں پوکار
سنوارا گیا شہر ہے اس وضا — جو کس ملک میں شہر نہیں اس وضا
بڑا شہر معمور ہے جنس تے — نہ تھے بن وہاں کوئی سکسار تے
جو سیف الملوک کوں جو سکسار نے — پکڑ لائیا اپنے راجے کنے
سو سیف الملوک دیکھنا ہے جوواں — روش ہور ترتیب شاہی رداں
لیگئے سامنے اپنے راجے کے پاس — کھڑے رہ لگے دیکھنے آس پاس
سو راجا کہیا اپنے لوگاں کے تئیں (۹۳۰) جناور نوا آج دیکھیا ہوں میں
ہوا خوش جو کوئی لیائے تھے اس اُپر — دیا تشریفیاں ان کوں زربفت زر
کھلا کھاں موٹا کر وکر اُسے — اشارت سوں فرمائیا ہور کسے
ہنسیا بہوت خوشحال جیوں پھول کھل — رکھانے کوں فرمائیا سنگدل
رہیا بند میں شاہزادہ وہاں — سو دن بیس میانے یکایک وہاں
کھدیڑے جو تھے راکساں اُسکے تئیں — جزیرا ہر یک ڈھونڈتے آئے دیں

تلاش کرتے

سو سگسار کا شاہ پایا خبر بہت راکساں آئے کر شہر پر
وہیں تفت ہوکر اٹھیا سگ سار کیا لڑنے تئیں مستعد اپنا بہار
لڑائی کرن صلح سنجوت سوں جو میدان میں جا کھڑے روت سوں
سو سکسار سب شہر کے بھار گئے جتے عام ہور خاص سب بھار گئے
ہلوں شاہزادہ جو نکلیا بہار (۹۴۰) لگیا دیکھنے شہر میں ٹھار ٹھار
نظر نیں پڑیا کوئی سکسار واں نکل شہر تے بیگ ہوا رواں
چلیا نھاستا بیگ جنگلے جنگل چڑیا ایک ٹیکان پر جا کول
بلند ٹھار تھا وو جہاں ہے بیتا لنبا ہور اونچا جو کئیں حد نہ تھا
اُس اُپرال چڑ چو کدن دکھیتا دہرت ہور سمد ور یک کر رہیا
کیا شکر کرتار کا واں بہت نبیؐ تے منگیا پھر شفاعت بہت
جو سکسار راکس بھی لڑنے لگے یکس ہات تے ایک پڑنے لگے
سٹے راکساں ڈونگراں کوں اوچا سو سکسار کا قتل کر زن بچیا
کتے راکساں جھاڑ سوں مارتے کتیاں کوں زمیں پر پھرا مارتے
کتے راکساں جائیں اُن کوں نگل کتیاں کوں رگڑ کر سٹیں خاک تل
جو سکسار اڈڑا کے دوڑیں بہت (۹۵۰) لیویں ناک موں توڑ دہڑ کوں بہت

لڑائی دیکھیا شہ کیتک دن تلگ | جو لڑتے اتھے رات دن ہوئے لگ
چلیا واں تے سیف الملوک ہور اگے (آگے) | سو معشوق کے غم کون لے کر اگے
اَپیں (آپ) ہور معشوق کا دھیان تھا | نہ ین دھیاں معشوق کچھ دھیان تھا
کہیں ذوق سوں ہو چلے ہر جنگل | کہیں دوک سوں جائے جیوڑ (جان) انگل
کہیں گائے جیوں بھائے (روئے) تیوں ہاک (پکار) مار | کہیں یاد کر نار کوں روئے زار
اسی دھیان میں سال واں تین چل | کٹا او جنگل غم تے یوں نین (آنکھوں) تل

گرفتار شدن سیف الملوک بدست دوال پایاں

الٰہی جو اُس پاک عاشق اوپر | ملیا یک جزیرہ اسے خوب تر
ڈرایا پھر جزیرے میں جانے کے تئیں | بلایاں کی دہشت کے پاتے کے تئیں
جو اُس شہر میں جا دیکھیا ہر مکاں | کہ میں آدمی زاد کا کچھ نشاں
ہر یک طرف روشن ہیں بازار چار (۹۶۰) | سنوارے گیا ہے سو ہے ٹھار ٹھار
بھرے ہیں وہاں دال پائے (تسمہ پا) بہت | نہ ہلتے نہ چلتے سو بیٹھے بہت
سو لڑنے لگے دال پائے وہاں | ہلوں آکے لٹ پٹ ہوے جان (تھا) ن

گلے ہور ہاتاں ہیں پاواں سوں پینچ — لگے مارنے ہات سوں کھینچ کھینچ

جو ماندا (تھکا) کئے اُس کو دوڑائے کر — وہاں تے لے گئے اپنے راجے کے گھر

سو راجے کے جیوں سامنے آئیا — دیکھت شاہزادے کوں ادیوں کہیا

کہ یو جانور خوب ہے عزم کا — تماشا دیکھیں لیاؤ ہے بزم کا

رکھانے کوں فرمائیا بند کر — سو یک محل میں جار کھے بند کر

اوک بند میں شہ ہوا لاعلاج — کہیا موت کا گھر مج آیا ہے آج

سو لیا نعمتاں اُس کھلانے لگے — سو گو مشاک کر گل کوں لانے لگے

کیتک دن اسی بند میں پڑ رہیا (۹۷۰) نکل جاؤں کر فکر یک دن کیا

جو فرصت خدا تے منگیا شاہ نے — اُدہی رات گئی فکر کرنے منے

سُو مدپی ہوئے تھے متی و و جتے — جو بے سدھ ہوا سپاس سگلی سوتے

اُسی میں چڑیا جا کے یک محل پر — سٹیا ویں اوڑی (اوڑان) ہور چلیا تل اوتر

کیتک اُسمیں پا ہوش دوڑے سگات — لڑیں کیں کو دیں یوں جو باندر کے دہات

وہیں نھاٹ کر جا جنگل میں پڑیا — یکا ایک غارے میں آکر اوڑیا

اُدہی رات گئے نہاستے اُس منے — جو یوں غار کے بھار آیا اُنے

ہوا ہے سو یوں صبح جھلکار سوں — دیکھیا دال پائے لگے پیٹ (پیٹھ) سوں

چلیا تھا دیس نھاستا جو تلگ   جو ایسے منے رات آئی بلگ
چھپیا سور بھی شاب لے لوز کا   کھڑیا آ چندا تاب لے لوز کا
چندا چو کدن رخت ساندا اتھا   تناواں ستاریاں سوں باندیا اتھا
ثریا شمع جوت لڑکائے کر   جگا جوت اسمان پر سر بسر
کنٹھیا رات سگلی سو جنگل منے   تماشا دیکھیا نادر آو کل منے
چڑیا جائیکر ایک اونچا پہاڑ   وہاں تے لگیا دیکھنے ٹھار ٹھار
کتک جھاڑ روشن ہوئے نال کر   کیتک جھاڑ پھرتے ہیں جیوں چال کر
کیتک جھاڑ پڑتے ہیں قرآں وہاں   کیتک شمع دیتے اہیں جان تھاں
کیتک جھاڑ الحاں سوں ذکر کر   دعا کوں اُچائے ہیں ہاتاں مگر
دعا میں رکھے پاپت کوں ہات کر   گنٹھے رین سگلی اسی بات پر
سو سیف الملوک رین سگلی کنٹھیا   اسی میں اُجالا رین کا پھوٹیا
چندر جب نکل رخت باندیا تمام   شفق میں کھڑا رہ کیا اُس سلام
زمانا جو ہر دائے بکلی بہار   زمیں کا بدن یار تھا بار دار
ستی ہات کی نار کے ہات سوں   شفق خوں میں تھے او چاہات سیوں
مرغ عرش کا ہانک مارن لگیا   پرندیاں سوں اپنے بچارن لگیا

پرندے لگے کو کنے ٹھار ٹھار — درندے چلے سیر کرنے کوں بہار
رین[۱] جیوں جنی صبح کی پوت کوں (بچے) — سو روشن ہوا صبح کی روت سیوں

رسیدن سیف الملوک بشہر قیصریہ و گرفتار شدن بدست میموناں

اُس اوتار بازی کیرا حقہ باز — کرے اس روش سات یوں حقہ باز
سو سیف الملوک سرور عاشقاں — بلا شک ہے تاجِ سرِ عاشقاں
نپٹ پھانک (ذاتی) سب تے مجرد ہوا — برہ (ہجر) پر برہ حد تے بیحد ہوا
اُدک بھوک ہور پیاس تے تمل — لگیا سیر کرنے کوں جنگلے جنگل
ہوا سو کہہ جاتن سو کاڑی کے سار (مانند) — ولے نور اُس کا اتھا برقرار
جو تھا جدہر چل کے جاتا اچھے (۱۰۰۰) اودہر کا جنگل جگمگاتا اچھے

۱۔ نوٹ۔ ان چار قصوں (از صفحہ (۶۷) تا (۷۶) کے متعلق وجدی نے اپنے قلمی نسخہ سیف الملوک میں حاشیہ پر یہ عبارت لکھی ہے۔ "معلوم می شود کہ ایں چہار داستان الحاقی اند و کلام غواصی نیست چرا کہ اکثر اشعار بے ردیف و بے قافیہ افتادہ اند و در بعضے نسخہا یافتہ نمی شوند۔"

جہاں لگ جو باگاں درندے اتھے
جہاں لگ جناور پرندے اتھے

برابر اُسی کے سو پھرنے لگے
ہو بیتاب عشق اس سوں گرنے لگے

جہاں جھاڑ اونچا اچھے سایہ دار
اُس اپرال کر اُس دکھی کوں سوار

جنگل میں جو کئیں پھل پھلالی اچھے
چکچ پھل پھلالی سو آلی اچھے

سکل جائیں حن حن کے لیا نیکے تئیں
ملک زادے کوں لا کھلانے کے تئیں

مسلم ہوا اُہلک سیف الملوک
لگیا سوسنے غم پہ غم دو کھہ پہ دو کھہ

جو دیکھیا جنگل کے پچینے باگ کوں
ہرن ریچھ ہور اجگراں ناگ کوں

نپٹ گڑ بڑا کر ہوا گھابرا
دریغے سیتیں وہیں پڑیا تھرتھرا

سو کہنے لگیا اے خداوندگار
اے رحمان اے پاک پروردگار

کہاں تے منجے توں کہاں لائیا (۱۰۱۰) سو لا کس بلایاں میں سنپڑائیا

نہ یاں آدمی زاد کا کئیں نشاں
نہ منج کوں ہے یاں کوئی جان ہور پچھان

عن ۔ ہوئے عاشق اُسکے درندے تمام جتے تھے جناور پرندے تمام (ح)

عن ۔ دیکھ اُس حسن بے سدھ ہو گرنے لگے ۔ (ح)

عن ۔ سو اس غمزدے کے کھلانے کے تئیں ۔ (ح)

جدہر دیکھتا ہوں اُدہر بے قیاس　　جنگل کے جناور کھڑے آس پاس

گموں کیوں انن سات دن رات میں　　کروں اس گنگیاں سات کیا بات میں
(گمو ہوں، ان کے، گنگوں)

منجے کوں آپہاڑ کھاتا ہے کی　　میرا جیو لے کون جاتا ہے کی

دریغا میرے بخت ہیں کیسے سخت　　کسی کوں دنیا میں نہ ہوئے ایسے بخت
(نہ معلوم)

نہ ماں باپ تھے پاسکوں کچ جواب　　نہ معشوق تھے ہوسکوں کامیاب

ہر یک وقت اس دہات روتا اچھے　　ڈہال آپ میں آپ ہوتا اچھے

نہ گمتا دیکھیت وقت اپنا کہیں　　کیا فکر یک دیس من میں وہیں
(دن، دل)

سو یک رات ادھی رات گذری دیکھیت　　جگت میں کوں نیند پکڑی دیکھیت
(گذرتا، زمانے کی آنکھ)

جناور لگے اونگنے ٹھار ٹھار (۱۰۲۰) پڑے بے خبر سب نہ تھے کوئی ہشیار

یکایک ہوا غیب تھے بل اُسے　　چڑیا ہات ہمت کیرا اگل اُسے
(قوت)

چلیا اُس آدہی رات وہاں تے نکل　　بڑے دغدغے سات جنگلے جنگل

یکیلا ننگے پاؤں ننگے سر یر　　تھے خار مغیلاں اُسے جیوں حریر

کیتک دن کوں جوں باٹ پایا ٹک ایک　　نظر تل پڑیا دور تے شہر ایک

جو اُس شہر کا قیصریہ تھا ناؤں　　صفا جا بجا ہور ہوا ٹھاؤں ٹھاؤں

بڑا شہر نا حد نہ کچ انت اسے　　کہ چوندہیر لگ بیس ویس پنت اسے
(انتہا، چو طرف، بیس ملک، راستے)

جو لیا ساتھ تو آسماں اس میں چھپائیں | تو یک کونے میں اس کے سب چھپ کے جا ئیں
نچھل چوکدن رستے بازار چار | سو جیسے لطافت میں گلزار چار
دلے آدمی زاد نئیں کوئی وہاں | بھرے ہیں وہاں باندرے جان نھاں
حکومت اُنن کا چ ہے ٹھار ٹھار (۱۰۳۰) اُنن کا چ چلتا ہے واں کاروبار
دیکھے شاہزادے کوں جوں سر بسر | لیگئے اپنے راجے کنے قید کر
جو دیکھتا ہے واں شاہزادہ نچھا | عجائب طرح کا ہے اونچا چھجا
رکھا ہے جڑت کا تخت میانے میان | زمیں واں کی دستی ہے جیوں آسماں
چھبیلا جواں یک گیانے سگڑ | خوش اُس تخت اپرال بیٹھا ہے چڑ
سکل باندرے دائرہ چھوڑ کر | کھڑے ہیں ادب سات ہت جوڑ کر
بلا باندریاں کوں کہیا او جواں | کہ کرسی لیکر آرکھو میانے میاں
لیکر آے جا بیگ کرسی نچھل | کہ جوڑے انتھے اس جڑت بے بدل
ملک زادے کو بیسلا اُس اوپر | لگیا پوچھنے حال اُس سر بسر
کہ اے جاں توں کاں تے آیا ہے کہ | کہاں کہاں تے کس گاؤں جاتا ہے کہ

عہ کہ اے جان بدونت توں کون ہے تیرے کھ پہ کس حسن کا ٹون ہے (م)

توں کس کا ہے جایا یترا اٹھاؤں کوں (۱۰۴۰) کہاں چاند بیترا ہے اُسماں کوں
تجے کام کس وضع سوں آ کھڑیا تو کیوں اس خرابے منے آ پڑیا
سو کہہ مج کنے کھول اے یار توں ہو مہماں چند روز اسٹھار توں
جو ایسی او شیریں زبانی کیا ملک زادے کوں گال پانی کیا
سو یکدہر تے جو حال اپنا اُتھا جو کچ تلملانا و تپسنا اتھا
جو کچ آکہ ڈاٹیا اتھا باٹ میں جکچ سر گہر اتھا جنگل گھاٹ میں
سراسر کہیا کھول اس جان سوں لگیا پوچھنے اس کوں پھر گیان سوں
کہ اے بخت ور راج تج راج کی تیرے تخت کی اور تیرے تاج کی
روش ہور ترتیب کچ ہور ہے تیرے بخت کا باؤ ور زور ہے
سو پوچھیا کہ اس راج اس ٹھار توں مراتب یو پایا ہے کس دہات سوں
تجے باندریاں سات گمتا ہے کیوں (۱۰۵۰) تیرے من میں یہ ذوق جمتا ہے کیوں
تیری خسروی کا عجب طرح ہے نجھانے تھے منج ہنس کوں فرح ہے

ع ن ـ کہہ اے بھائی تیرا ہے آسان کون (ح)

ع ن ـ ہوا کیوں یہاں یو مراتب تجے انپڑتا ہے کیوں ہور راتب تجے (ح)

ع ن ـ آنکھیاں کوں میرے آج لگ فرح ہے۔ (ح)

اگر مج پہ توں آشکارا کرے دعا تج میرا روح سارا کرے
کہیا تب وو راجا کہ سُن اے انیس میرا باپ تھا مصر کیرا رئیس
دیا بھیج مج کرنے سوداگری لیکر آنے سودا سو دریا وری
یکایک سو کشتی پھوٹی موج مار سو تختے اوپر ایک نکلیا بہار
وہاں باندرے فوج کر آئیے پکڑ کر مجے واں تے یاں لائیے
ستم زور سوں بیسلا تخت اوپر دیے پادشاہی مج اس وقت پر
دورائی ہیری شہر ہیں سب پھرائے مجے آپنا راج کر بیسلائے
کہ اس قوم کے باندریاں ہیں تمام چلیا ہے رسم اس وضیا کا مدام
جو مرتا ہے راجا اُنن کا کدہیں (۱۰۶۰) قرار اُن کوں اچھتا نہیں ہے کہیں
دیے باج شاہی کسے ہوئے تائیں نہ جوڑیاں کنے جائیں نا کہاں کہا ہیں
اُنن کے اول کے مہاراج کی سو بیٹی ہے اَت شرم ہور لاج کی
گموں اس ستیں ہیں کہ ہم جنس ہے وو ہم سار خاکی وہم انس ہے

عـــہ - کہیا بعد ازاں یوں کہ اے ہم جلیس (ح)

عـــہ - کبھی راج اُنن کا جو مرتا ہے کوئی تو ذرا اقراراں کے دل کو نہ ہوئے (ح)

لکھیا اس وضا تھا سو انپڑیا مجے — خدا امن ہور دیوے راحت تجے

مل ایکیس کوں یکبات کر اس طریق — کندورے شہانے اتھے جس طریق

کیا امر لیا بار کرنے شتاب — کیتک جنس کے نعمتاں بحساب

جو لیا کر کندورے کئے بار خوب — جڑت کے رکھے ظرف ہر ٹھار خوب

دونوں مل کے خوش ذوق سوں کہان کھائے — رنگیلا شراب ارغوانی منگائے

پیالے لگے عیش سوں جھیلنے — ہوئے مستعد باندرے کھیلنے

اپس میں اپے تال منڈل بجائے (۱۰۷۰) بکت بازیاں کے تماشے دکھائے

کلا نٹیاں اچھلنے لگے میل خوب — کیتک کھیل مضحک کیتک کھیل خوب

ہنر بھید اپنا جتا تھا دکھائے — بہر حال دونوکوں خوش کر ہنسائے

کیتک دیس شہزادے کوں رکھہ دوراج — کیا باٹ لانے کوں یک دن علاج

پیاپے رکھہ اس ہات دن تین چار — شگفتہ کیا ماندگی سب اوتار

سمج خیال اس کا کہیا یوں اسے — کہ توں جیو سوں عاشق ہوا ہے جسے

یہاں کوئی اس تھے خبردار نئیں — کسی ملک میں او تو اظہار نئیں

عجب کچ ہے دنیا میں تیرا پرت — نہ دیکھا کوئی ایسا بی گھبراپرت

انپڑنے تیرے داد فریاد کوں — سکت نئیں کسی آدمی زاد کوں

تیرے من کے مقصود بر لیا نہار — نہیں کوئی یاں باج پروردگار
توکّل سوں کر آپنے من کوں شاد — ملک ڈھونڈ ہور پا توں اپنا مراد
کہ اس دہات یک بادپا عین ذات — منگایا جڑت کے خوش ابرن سنگات
آنگے ہوا پے سر کلا اوس اوپر — دعا اُس کیرے حق میں لک ہات کر
کر اظہار اپنے یتے مہر لے — روانہ کیا خوش اُسے شہر تے
کیتاک باندرے دے کے اسکے سنگات — جہاں لگ ہے اپنا ملک ہور ولات
وہاں لگ اس انپڑاو کر بھیجیا — دعا اُس کے حق بے نہایت کیا
چلے باندرے اس کوں انپڑاوتے — تماشا ہر اک ٹھار دکھلاوتے
کھڑے رہے رضا لیکے ایلاڑ خوش — گئے اپنے سرحد تھے پیلاڑ خوش

کوچ کردن سیف الملوک از قیصریہ

چلیا شاہزادہ لے وتیاگ بھی — اٹھی سلگ کر برہ کی آگ بھی
سو پھر اپنے معشوق کے دھیان سوں — جھگڑتا زمیں ہور اسماں سوں
سراسر سر یو آپنا جالتا — انگارے[۱] انجھو گرم اداہٹ ڈالتا

۱۔ انجھو گرم انکھیاں سنتی ڈالنا۔ (ح)

نٹے پنٹ جنگلے جنگل جھاڑے جھاڑ   گویاں ہور جھڑپے جھڑپ پہاڑے پہاڑ

اُلنگتا گیا ایک جزیرے کنے   جو دیکھتا ہے جا اُس جزیرے منے

لگے ہیں گگن اونچے صندل کے جھاڑ   کھڑے ہیں ہر یک ٹھار خوش پاؤں گاڑ

زمیں سب سُنے (آسماں، سونے) کی ہے اس ٹھار کی   جھلکنے میں جوں سور (سورج) کے سار (مانند) کی

بھرے ہیں مکوڑے وہاں ٹھار ٹھار   ہتی سار کے آدمیاں کھاں ہار (کھانے والے)

بھکے (بھوکے) ہو کے پھرتے ہیں چارے کے تئیں   سو کھانے منگے اِس بچارے کے تئیں

لگیا پھر وہ جیو (دل) کے دروں (اندر) نہاس نے   سو دیکھیا پنکھی (پرندہ) ایک ایسے منے

بڑا دھڑ شتر مرغ کے سار کا   بڑے شہپراں تیز منقار کا

کنارے پہ دریا کے بیٹھا ہے آ   پکڑ وَیں (وہیں) لیا اس کے دو پاؤں جا

چلیا اس کوں لے مرغ اس ٹھار تے (۱۱۰۰) اڑیا ہور ہوا غیب سنسار تے

اُلنگتا اُلنگتا کیتک پاڑ (پہاڑ) وو   چلیا ایک سمدور (دریا) کے پیلاڑ (پار) وو

---

[۱] سو حیراں ہوا شاہزادا اتر ت (اس وقت)   لگیا فکر کرنے کوں من میں بہوت

---

۱ نوٹ :- اس مقام پر بھی وجدی نے اپنے قلمی نسخہ سیف الملوک میں حاشیہ پر یہ نوٹ لکھا ہے۔

" ایں ۹ بیت از ملحقات است۔" دوسرے کسی نسخہ میں یہ ابیات نہیں ملتے۔

جو واں تے سُونئیں نھاس (بھاگ) سکتا تھا کہیں لڑکتا چلیا اُس کے جنگل میں وَیں
اسی فکر میں شاہزادہ رہیا معلق ہوا پر سوں گہن پر چڑ ھیا
بزاں (بعد ازاں) شاہزادا کہیا دل منے نہیں یاں خدا باج (بغیر) مشکل منے
لگیا رُونے دل میں سو بخت پر وہیں بخت سختی تے سختیاں پچ اُپر
عجب کھیل تیرا ہے کرتار (خدا) حق تو جیو بانچنے (بچانے) کا مجے دے سبق
سٹیا جیو کا وو بھروسا بہوت لگیا دھیان اللہ سوں آگر نروت
الٰہی بچاتا اہے بہت دہات اپنا یو پڑیا آکے مشکل ات
سو تدبیر کے ہات تے بل کیا (۱۱۱۰) ادک شاہزادا سو تلمل رہیا

چلیا وو سو گہن پر وطن آپنے سو اپنے وطن بیچ کوں تا پنے
پڑیا ایسے جنگل منے آئے کر جو پھر کوئی آنا سکے جائے کر
وہاں آپ نے ٹھار کا کھوج (پتہ) کاڑ (نکال) ہوا سار جا ایک اونچا ہے جھاڑ
سو اُس جھاڑ کی پیڑ دوڑے تپال سو ڈالیاں انبڑلے اٹھیاں تھیاں اُبھال
اتار اُس اوپر شاہزادے کے تئیں بچیاں پاس پکڑ اپنے چلیا دوڑ وہیں (بادل)
اول تھے (پہلے سے) ایک آدم جو وَیں مار کر رکھیا تھا جتن (محفوظ) آپ نے ٹھار پر (بچوں)

سو بگڑے کر اس بانٹ بھانے لگیا — بچیاں تائیں اپنے کھلانے لگیا

دیکھت شاہزادہ جو اُس جھاڑ تَل — پڑے سو جہاں کے تہاں ہاڑ (جسم) گَل

یکا ایک ایسے منے ایک سانپ — بڑا اسار کا دہڑ زمیں کوں لے ڈھانپ

دُہلارا اُچاتا وہاں آئیا (۱۱۲۰) بچیاں[ن] کوں سو کھانے کے تئیں وہائیا

چڑیا جھاڑ اپر (اُٹھاتا) ال دیں (گرد و غبار) جھانپ مار — سب اس کے بچیاں کوں نگل ایکبار

لیا اُس مُرغ کی مُنڈی جائیکر — ہہسم کر سٹیا تل منے کھائیکر

دیکھیا شاہزادہ جو اس حال کوں — چھٹی کانپنی (تھرتھراہٹ) تن پہ ہر بال کوں

جو ہیبت زدہ ہو لگیا کانپنے — سو تدبیر واں سے کیا تھا سنے

یکا یک کبل آکہ بازی گھڑی — سو ویں جھاڑ اوپر تے میلیا اوڑی

جنگل بیچ پڑ لاکھ دشوار سات — لگیا تھا سنے تائیں واتی سنگات

نہ کچ حال تن میں نہ کس پاؤں میں — سو اُٹھتا و پڑتا ہر یک ٹھاؤں میں

ادیک پیاس ہور بھوک تھے تلملے — چل آیا ہلوں (آہستہ) یک ہرے جھڑ (جھاڑ) تلے

سو واں ایک چشمہ اتھا آب کا — نجل اُس اَتگے آب گلاب (گلاب) کا

ن۔ بھکا تھا سو بھبکارتا دہائیا (ح)

پڑیا تھا وہاں غیب کا ایک انار (۱۱۳۰) سو رنگ رس بھریا ہور مٹھا دانہ دار

بھکا تھا سو وہیں چھیل کھایا اُسے — رگے رگ منے جیو آیا اُسے

پیا نیر چشمے منے جائیکر — کیا تکیہ اُس جھاڑ تل آئیکر

پنکھی ایک ایسے میں مرغول اٹھا — یوں اُس جھاڑ اپرال تھے بول اٹھا

سُتیا ہے جواں یو جو صاحب جمال — ہوا ہے جو برہے کے غم میں نڈہال

بڑا کچ بلا ایک یاں آئے گا — سو اس بیگنہ جواں کوں کھائے گا

پنکھی دوسرا اُسن بُرا مان کر — دریغے ادیک من منے آن کر

لگیا[ن] پوچھن اسکوں یو کیا ہے کنا — کہ اس بیگنہ کا سو کیا ہے گنہ

کہیا وو پنکھی کھول اس دہات تب — کہ قصہ سو اُس جوان کا ہے عجب

کہ یک دن کتک جن آئے اتھے — ل یکٹھار مجلس بھرائے اتھے

جکوئی تھا بڑا جن جو مجلس منے (۱۱۴۰) یکایک اٹھیا بول کر یوں اُتے

کہ ہے نسبت ایسی جو او کھائی جائے — او کھائے تو جناں کی شاہی منج آئے

سنیا ہوں کہ کیں باغ ہے یک رتن — ہے اُس باغ کا ناؤں او تار بن

ن - کہیا بھیدٗ اُسس ٹھار کیا ہے کنا (ح)

دہاں جھاڑ ہے ایک انّار کا / لگیا ہے اُس ایک پھل جو اوتار کا

دیو نیگے مجھے لیا کے او پھل جکوئی (جو کوئی) / تو میرا ایران (جان) اُس تے خوشنود ہوئے

مجالس میں بعضے اتھے جن جتے / سو ڈہنڈ لیاو نیگے کر قبولے دیتے

چھ مہنے کی فرصت لئے یک سخن / چلے ڈہنڈ لیتے او اوتار بن

سو یک جن نے اس باغ کوں پائیا / وو اوتار پھل جائیکر لائیا

یکا ایک پیاسا ہو پانی کے آس / پینے نیر (پانی) آیا جو چشمے کے پاس

ولے پھر کے جاتا وقت نابکار / بسر کر (بھول) گیا تھا وو اوتار انار

اُسی پھل کوں یو جواں کھایا اہے / (١١٥٠) ولے بھید اِس کا نپایا اہے

بسر کر (بھول) گیا سو وو جن آگ ہو / بسّا (مانند) نے بلا اُس پہ آتا ہے وو

اگر عقل کچھ ہوئے گا اس منے / ہے خاتم سلیمان کا اُس کنے

وو جن پھر کہ جب وقت یاں آئیگا / جو اتار ڈہنڈنے کے تئیں دہائیگا

کتا یوں غضب سوں اُسے ہانک مار (پکار) / کہ اے جن کدھنگی نجس نابکار

وو اوتار بن تھا سلیمان کا / رضا باج (بغیر) اس کے پھل اسٹھار کا

ب ۔ سو آتا ہے اُس کے اوپر ناگ ہو (ح)

تجے توڑنے ہات کس دہات آئے | تو کیا کام رہ رہ گیا ہائے ہائے
سلیمان بھیجا اہے یاں مجے | لیکر آؤ بند کر پچھونڈے تجے
دیا ہے نشان آپنا میرے ہات | کھڑے ہو نہ دیسوں تجے ایک سات
او جن جیوں سلیمان کیرا نشان | دیکھے گا تو اُڑ جائے گا وپی ان
دیسے گا اُسے ٹٹ پڑے تیوں اکاس (۱۱۶۰) | سو چھپ جائیگا بیچ پاتال نہاس
سو سیف الملک جیوں سنیا یوں بچار | ڈڑی مار کر جا چھپا ایک ٹھار
جیوں آیا وو جن دوڑ چشمے کنے | یکا ٹیک آیا نکل بھار اُنے
انگوٹھی دکھایا اُسے ہانک مار | سو ہیبت زدہ ہو کے بے اختیار
ہوا غیب پاتال میں جا وو جن | سلامت چھوٹیا اُس کے ہاتاں تے اُن

رسیدن سیف الملوک بہ جزیرۂ اسفند

جو راحت قلم کی زباں کوں چھوٹے | قلم شاخ اسرار کی یوں پھوٹے
کہ رحمان اپنے بندیاں کے اوپر | دیا کی جو منگتا ہے کرنے نظر
اُچا آپنے پیار کے ہاتھ سوں | بچاتا ہے آفت تھے ہر دھات سوں
کریں جہاں پر کر نہار دِسے | مشقت کوں راحت دیونہار دسے

جو نکلیا وہاں تھے سو سیف الملوک　　پڑیا جا کے ہور ایک جنگل میں چوک
اکیلا جو آنگے ہو جانے لگیا　(۱۱۷۰)　کٹھن باٹ کوں چل گھٹانے لگیا
چڑیا جا ٹیکر ایک ٹیکاں اوپر　　دیکھیا دور تے ایک میداں اوپر
سو چوندھیر اُجالا برستا اہے　　جنگل نور سیتیچ بستا اہے
لگیا بھوت اُسے یو تماشا عجب　　رہیا گم ہو آپس منے آپ تب
چڑیا ٹیک اوپر تھے اُتر آئیا　　نظر چار اطراف دوڑائیا
سو بے مثل نقشے رنگا رنگ محل　　صفا دار یکایک پڑیا دِشٹ تل
جو نزدیک آیا خوشی سات جب　　آپستے آپی کھُل پڑے قفل سب
درونی چلیا ذوق پا بے شمار　　نجھا دیکھتا ہے جو واں ٹھار ٹھار
سنوارے اہیں غیب تھے سب محل　　بچھانے بچھائے ہیں جاں تہاں نچھل
رکھے ہیں تخت ہور اُس کے اوپر　　سُتیا ہے لے مونہہ ڈھانپ کئی بے خبر

عن۔ سو دہلیز اوپر ستیا ہات جب۔ (ح)

عن۔ سو دیوار در سب چتارے چتار (ح)

عن۔ سُتا ہے اپس ڈھانپ لے کوئی بشر (ح)

نہ ہلتا نہ چلتا ہے اس ٹھار تے (۱۱۸۰) نہ دہرتا خبر کوچ سنسار تے
نہ ڈر[عن] جیو کوں اپنے اس وقت پر   دیا مرگ کے ہاتھ اَپس سخت کر

یافتن سیف الملوک ملکہ را

چلیا دہس کہ دیکھیا نزیک جا اُسے   سوناری ہے مقبول سوتی دِسے
نہ اُس سار صورت منے حور کیں   نہ ویسی تجلی ستی سور کیں
کتک بار بیٹھا نزیک بے قرار   مگر نیند تے ہوئیگی کر ہوشیار
سو[عن] ہرگز وو ہشیار ہوتی نہیں   موئے تو [مردے کی طرح] نج دستی [نظر آتی ہے] ہے سوتی نہیں
ڈریا ہور منگیا پھر کے جانے وہیں   سو دیکھیا پٹی یک سرانے [سرہانے] وہیں
اُچاوو پٹی دیکھتا ہے جو پَڑ   سو باندیا ہے کئی [کوئی] نیند اُسکے اوپر
ستیا [اٹھا] پھوڑ جوں ٹکڑے کرو پٹی   وہ مقبول یکایک وہیں جاگ اٹھی
انگے ہوکیا شاہزادہ سلام   مکھ اُس کا دیکھت ذوق پایا تمام

عن ـ دیا دل کوں ہمت سو اس وقت پر۔ (ح)

عن ـ تو ہرگز نہ کچھ ہوش باقی دِسے   نہ کچھ ہات نا پگ ہلاتی دِسے (ح)

سو حیراں ہو بیٹھی وو اُس گھڑی — اُدہر کھول جیوں پھول کی پھنکڑی
کہی یوں کہ یاں آدمی زاد کون — نہ تھی قدرت آنے (لب) کیوں آیا ہے توں
سہی کہہ کہ توں کون کس ٹھار کا — خبر کیوں لیا ہے توں (کس طرح) اِس ٹھار کا
تیرا ناؤں (سچ) کیا کون انسان توں — خبر دے مجھے گنوتی جان توں
تب اُس شاہزادہ اٹھیا بول کر — حقیقت سو اپنا کہیا کھول کر
کہ اے نار قصّہ ہے میرا دراز — کہوں گا جو سننے کوں آسے نہ واز
ہوئے برس تیرا (۱۳) مجھے رات دن — جو پھرتا ہوں دیتاگ سر لے کٹھن
بلایاں بہوت سو سیا برہ کیان — جفایاں دیکھیا عشق کے گرہ کیان
ہوا عشق تھے حال (اٹھایا) سب (ہجر) پائمال — نجانوں ہو ہنار ہے کیوں اُتال
بدیع الجمال ایک ہے شہ پری — وو صورت بہ اپنی (اب کیا ہونے والا ہے) مجھے یوں کری
کہوں کیا تج اے شاہ شکّر لباں — کہ یاں لٹ ٹپاتی ہے میری (تن) بال
نہ وو ملتی ہے نا گلستان ارم — یوں اس تائیں (طرح) کہوتا ہوں اپنا جنم
تلیں دہرتری ہور اوپر آسماں — دکھوں میں جاتا ہوں سیانے میاں
کہ دہرتا ہوں (زمیں) سینے میں دکھ کٹر زمیں — ہوا ہوں پریت (محبت) سوں پنج جل بھڑ زمیں
کہ دہرتا ہوں سینے میں لک خار خار — پڑے ہیں کلیجے میں روزن ہزار

یکا ئیک اللہ جو لیا یا مجے سو اس محل میں آج پایا تجے
تیرا حال ہور وضع کیا ہے سو بول چھپا توں نکو مج تے دل کھول کھول

ہم راز شدن سیف الملوک با شہزادی

وو امرت کے گن کی سگی مہربان فراست سوں اس کا جلیا دل پچھان
کہی یوں کہ بیٹی ہوں میں لاج کی سراندیل کے ملک کے راج کی
ہمیں در اصل تین بھاناں اَتھیاں سو یکدن رضا باپ کی لے وتیاں
گیاں باغ میں سیر کرنے کے تئیں (۱۲۱۰) لگیاں تیرنے حوض خانے میں وہیں
سو در حال وہاں ایک بارا اوٹھیا چمن در چمن سب دہولارا اوٹھیا
سو اُس دہول میں تے جناور بڑا اُچا کر منجے لیگیا وَیں اُڑا
ہوا پر چلیا دوڑ پنکھ مار مار رکھیا منجکوں لیا کر سو اسٹھار اُتار
انگے ہو میرے آکیاویں سلام کہیا ڈر نکو اے چنچل نیک نام
کہ عاشق ہوں میں تج اُتم ماہ کا کہ بیٹا ہوں پریاں کے میں شاہ کا
بڑا بھائی جو یک منجے آج ہے وو دریائے قلزم کیرا راج ہے
اسی محل میانے ہے میرا مقام نہ میرا ہے یو بلکہ تیرا مقام

یو جاگا جزیرا ہے اسفند کا | فرح بخش ہور لا کہہ آنند (راحت) کا
رکھیا یوں لیکر آ کے اسٹھار (جگ) منج | کیا یوں بلا میں گرفتار منج
مہینے کوں یک بار آتا ہے وو (۱۲۲۰) | منجے دیک پھر پھر کے جاتا ہے وو
ہیں اس کا کہیا (کہنا) نا سنوں (نہ مانوں) دیک (دیکھ) کر | غُصا بے نہایت پکڑ منج اوپر
منتر (جادو) سوں میری نیند کوں باندیائے | یکیلی منج اس محل میں چھوڑ جائے
سو توں جس ٹپی کوں سٹیا (پھینکا) پھوڑ کر | بندیا تھا میری نیند اس کے اوپر
اسی وضع سوں برس بارا ہوئے | میرے دیس (دن) چپکی (بیکار) آوارا ہوئے
کہوں کیا تجے کہنے کی بات نیں | کہ یاں اختیاری میرے ہات نیں
دل اپنا توکل سوں کئے ہوں گنبھیر (بڑا) | کہ نیں منج خدا باج (بغیر) کُٹی دستگیر
نکو جادو[۲] دیس (دن) اچھہ (رہ) میرے پاس توں | نکو لیالے کچ دل میں وسواس توں
وو آسے نہ اجنوں (اب) نہ ہو گھا برا | اجھوں دیس (دن) باقی ہے یک سا ترا
دے[۱] شہزادے کوں دہیر (دلاسا) اس دہات سوں | اٹھی بول پھر یوں میٹھی بات سوں
کہ اس وقت پر ہیں تجے اے جواں (۱۲۳۰) | تیری موہنی کے جو دیونگی نشاں

---

[۱] جو احوال اپنا سب اس دہات سوں (ح)

کہونگی جو باغ ارم کی خبر
توکیا انپڑیگا منجکوں اس کا ثمر

خبر دادن شاہزادی از بدیع الجمال سیف الملوک را

وو گنونت سکی جو کہی اپنی بات
خوشی سوں پھگی شاہزادے کی ذات

ادب کی رَوِش سات سر ٹھیں پر دہر
دعا ہور ثنا اسکوں لئی د بہات کر

کہیا یوں کہ اے موہنی نیک نام
فدا تج پو تھے جیو میرا تمام

اگر توں کہے گی منجے اسکی بات
تو دیگا خدا تج جزا ہاتے ہات

جو دیگی توں اس موہنی کا نشاں
کریں گے دعا تج زمیں آسماں

جو خبراں کہیگی توں اس حور کے
تو اُتریں گے تج پر طبق نور کے

رہیا ہوں بہوت کچ آوارا ہو میں
اسی تائیں پھرتا ہوں بارا ہو ییں

پریشان اس کا ہوں ملکے ملوک
بہر یا ہے رگ رگ منیں اس کا دوک

میرا دو کہہ گنوا توں کہ ہے تج ثواب (۱۲۴۰) منجے تیری دولت سوں کر کامیاب

دیکھی عاجزی اس کی جیوں او تپیا
سو دل میں تھے وہیں مہر کا جوش اٹھا

لگی کھول کہنے کوں سُن اے جواں
کہ منج پیٹھ کی تھی ننھی ایک بہن

ہمن تین بھاناں میں وو خوب تھی
سو ہمیں عالم میں محبوب تھی

تن اس کا پھل مکھ مکاتا اچھے — عنبر مشک کا باس آتا اچھے

ہنسی سات گلریز (صاف چمکتا) جیوں باغ تھی — کلیاں پہ حوراں کے جیوں داغ تھی

سو یکدن لے سنگات ہمنا کوں مائی — خوشی سات یک باغ میں لیکر آئی

کیتک دیس وہاں شادمانی سے کئے — ادک (بہت) جشن واں خردانی سے کئے

بکائیک عورت اک اس ٹھار پر — ہرے جھاڑ پر تھے اُتر آئی سکر

اگے ہو میری ماں کوں کیتی سلام — اُٹھی بول اس دہات ہو ہم کلام

کہ پریاں کے راجا کی عورت ہوں میں (۱۲۵۰) دیکھن آئی ہوں تیری بیٹی کے تئیں

سکل (تمام) شہ پریاں میں میرا ناؤں ہے — میرا گلستانِ ارم ٹھاؤں ہے

جو ہے ہنج کنے ایک بیٹی نہنی (چھوٹی) — سو ہے وو میرے نین (آنکھوں) کی روشنی

رکھا ناؤں اس کا بدیع الجمال — ہے اس سات میرا محبت کمال

بہوت دن تھے اچھتی (رہتی) ہوں اس ٹھار میں — ادک خوش کئے ہوں یو گلزار میں

تجھے دیکھ میں ذوق پر ذوق پائی — اچھو قائم یو آج تھے آشنائی

یو بیٹی سو تیری ہے بیٹی میری — یو بیٹی سو میری یو بیٹی تیری

پلا پیار سے دود تیرا اُسے — کہ میں دیونگی دودھ میرا اسے

کر اس وضع سوں بات اکھیں کوں ایک — رہے دو جنے مل اپس ایکوں ایک

لگا جیو وو یوں میری مائی سات		کرن آوے مہینے کوں یکبار بات
بڑی ہوئیگی وو چنچل آج کوں (۱۲۶۰) اچھیگی سورج تھے نچھل آج کوں
عجب شہ پری ہے وو صاحب جمال		کہیں جگ میں ہووسے (ہو سکے) نہ اس کا مثال
میں اپنے نگر بیچ اچھتی جو آج		تو کرتی ہر یک وضع تیرا علاج
کہتی ہوں ہور یک بات سن اے عزیز		اگر تج سکت ہے تو دے مج تمیز

---

۱ سو شہزادہ سُن کر ہوا یو خوش حال		کہیا سُن اے روشن تن صاحب جمال
کہ میں عرض کرنے بھی منگتا ہوں تج		اگر خوش زباں کھول فرمائے مج
خدا مشکل آسان کرنہار ہے		نرادھاریاں (بے سہاروں) کوں وو آدھار (سہارا) ہے
کہی موہنی بول کیا ہے سو مج		کہونگی میں اُس بات کا جاب (جواب) تج
کہا جب وو دیو آوے اِستھار پر		سو توں پوچ لے اس کے جیو کا خبر
میرا جیو تج ہات میں ہے یہاں		ترا جیو معلوم نیں مج کہاں
یو خوبیں (اچھی طرح) خبر او ستے لے مج کنا (کہنا) (۱۲۷۰) تو میں کر سٹوں (پھینکوں) اس کوں تل میں فنا
یو سن موہنی کئی (کہی) یہ شکر لب کوں کھول		لئے ہوں خبر او ستے کہتی ہوں کھول

۱۔ نوٹ:- وجدی نے ان آٹھ اشعار کو بھی الحاقی لکھا ہے اور کسی دوسرے نسخہ میں بھی درج نہیں ہیں۔

کہ یکدیس مجکوں رکھیا سو پرا — لگیا مج سوں باتاں کرن بھوتیرا (بہتیرا)

کہیا یوں کہ تج بن نہیں کوئی منج — تیرا عشق کافی ہے جگ دوئی منج (دونوں)

بہوت ہے میرا جیو تیرے اوپر — ولے نیں تیرا جیو میرے اوپر

ہیں اس بات کوں جاب دی یوں پھرا — کہ منج پر اگر جیو ہوتا تیرا

تو البتہ[ت] اپنا کتا راز منج — دیتا اپنے باطن تھے آواز منج

تیرے ہات ہیں ہے میرا جیو تو یاں — ولے کہہ منجے ہے تیرا جیو کہاں

اگر آدمیاں[ت] تھے پریاں کوں حیات — اچھے زیاست تو کیا ہوا نیں نجات

دو دن کی دنیا کوں نکر اعتبار — کہ جینا ہمارا ہے دو دن او دھار (دام)

ہیں آگے پیچھے جانہارے ہمیں (۱۲۸۰) سمج لیویں آپس میں بارے ہمیں

سنیا منج زباں تھے او یو بات جمیں — اٹھیا بول کر پھیر منج سات یوں

کہ ہے سچ تیرا جیو میرے ہات میں — ولے نیں میرا جیو تیرے ہات میں (جواب میں)

میں اے موہنی تج تے اب کیا چھپاؤں — کتا ہوں میرا جیو رہتا سو ٹھاؤں

ت تو آتا نہ یوں منج سنے داز توں — کتا کھول اپنا مجے راز توں (ح)

ت اگر آدمیاں کوں پریاں تے حیات (ح)

کہ ہے ایک صندوق شیشے کیرا (کا) سو اس کے درونی (اندر) اہے جیو میرا
وو صندوق سو ہے دریا کے بھیتر (اندر) انگوٹی سلیماں کی کوئی اگر
دریا کے نزیک جا کے دکھلائیگا نکل اوسنگا تیچ (ساتھ ہی) اوپر آئیگا
بزاں (بعد ازاں) واں تھے اے موہنی مہرباں ہیری زندگانی سری (ختم ہوگئی) کر پچھان

کشتہ شدن دیو از دست سیف الملوک

سنیا شاہزادہ جو اس بات کوں کہیا خوش ہو اُس پدمنی ذات کوں
کہ اے موہنی پاک داماں کی انگوٹھی تو حضرت سلیمان کی
میرے پاس حاضر ہے وب میں اتال (۱۲۹۰) تو کیوں[ن] منجکوں سنبھالتی سو سنبھال
سلیمان کی اُس انگوٹھی کوں دیکھ (یہاں) ہوئے شاد (کس طرح) بھوتیچ (بہت زیادہ) اکیس تے ایک
زمانہ جو آخر ہوا مہرباں سو دونوں کو ہمت دیا آسماں
پکڑ ہات وئیں بات سارو ہوئے مل اپنے درد دوکھ کے دارو ہوئے
یکس کوں یکن جلد ہو پانوں سار شتابی ستی آئے دریا کنار

ن ۔ پہر تہار ہوں تج ادب میں اتال (ح)

دکھائے دریا کوں انگوٹی پنچھل — سو درحال صندوق آیا نکل

جوں یکبارگی پاے دونوں جنے — او جا کر لیکر آئے دونوں جنے

وو صندوق جیوں دیکھیے کھول کر — جناور اتھا ایک اوس کے بھیتر

کٹے اُس جناور کی مونڈی مرڈوڑ — کئے چور صندوق کوں توڑ پھوڑ

سو درحال پیدا ہوا ایک غبار — برسنے لگا میہوں لہو بے شمار

پہاڑ سار کا سر اک انبرال سے تھے — (۱۳۰۰) پڑیا سو ہلیا دہرت پاتال تھے

دیاعنہ جھڑ بریا جیو اپنا تروت — سو اس کے مرگ تھے ہوئے خوش بہوت

خدا اس بلا تے کیا جیوں خلاص — سو چلنے کوں واں تے کئے فکر خاص

دوعنہ نوں ویں نہنی ایک ہوڑی کئے — جواہر کنکر اس میں کچ بھر لئے

کر اللہ کا شکر واں بے شمار — ہوئے خوش دو نول کے ہوڑے سوار

قضا پر نظر رکھ توکل ستیں — دریا پر چڑہے فوج کے بل ستیں

چلیا باوے بیگ ہوڑے کوں کاڑ — عجائب کیتیک دیکھتے جھاڑ پہاڑ

عنہ گیا جیوں وو دنیا تے نابود ہو — ہوئے مرگ تے اُس کے خوشنود یو (ح)

عنہ نہنی ایک ہوڑی نوی راس کر — جواہر کنکر خاص چُن اُس میں بھر (ح)

چھ مہینے تلک دو کہہ جفا دیک دیک ع[ن] — النگتے عجائب جزیرے کیتک
نہ تھی سُد کدہر موج کیوں آوتے — نہ تھا فام یوں کچ کدہر جاوتے
ہو ماندے بہوت یک جزیرے میں آئے ع[ن] — کیتک دیس رہ وہاں امن پائے ع[۱]

رسیدن سیف الملوک و ملکہ بشہر واسط و ملاقی شدن تاج الملک

جوں اقبال کا درکھولا غیب تھے (۱۳۱۰) چڑیا دو کہہ کے مکہ پر کلا غیب تھے
خوش اُس ٹھار روزی فراغت ہوا (اطمینان) — پریشان خاطر کوں راحت ہوا
سو یکدن نکل شاہزادا وہاں — ہلوں (آہستہ) سبر کرنے لگیا جان تھان
سو آدم کیتیک (آدمی کہتے ہیں) واں پڑے دِشت تل (نظر) — یکایک خوشی آئی من میں اول (جوش)

ع[ن] ۔ تماشا کئے پھیر پھیرے کیتک — صفادار اُلنگتے جزیرے کیتک (ح)

ع[ن] سلامت سوں ایسے جزیرے میں آئے — جو داں من کے مقصود کا کھوج پائے (ح)

ع[۱] ۔ نوٹ :۔ یہاں پر وجدی نے حسب ذیل عبارت حاشیہ پر لکھی ہے۔

"اینجا چند ابیات الحاقی بود مہمل ۔ من نہ نوشتم آں را۔"

سو نزدیک جا سب کوں کیتا سلام کہے مل علیک السلام اُس تمام
وجاہت اوپر اُس کے رکھ انکھ دیں مل ایک ٹھار بیٹھے سونا پھانک دیں
فراست میں دیک اس کوں عالی وقار لگے بھیجنے مرحبا بے شمار
ہوئے یک جہت سات جیوں ہم کلام سو بولیا اونن دہر دوک اپنا تمام
جو یکبارگی لوگ اُس ٹھار کے سنے قصے اس کے ہور اُس نار کے
سو لکڑے ہات سوں دل میں دوک آن لے کتے وضع سیتی بُرا مان لے
کہے[1] یوں کہ او جگمگاتے شمیں (۱۳۲۰) سمجھتے ہیں کس بزم کے سو ہمیں
ہے بیٹی ہمن راج کے بھائی کی جنی مائی جیتی ہے اُس جائی کی
سراندیل میں بادشاہی سنگات ہے اُس کا جیتا باپ حالی حیات
چچا اُس نہنی کا سو ایکیچ ہے دو واسط کتے سو نگر بیچ ہے
نیکھا نانو اُس کا ہے تاج الملوک عجب کچھ ہے اس کا مروت سلوک
ہمیں سب رعیت ہیں اسکی تمام یہاں تے اُسی کا ہے آگیں مقام
جیوں ایسی خبر خلق تے پائیا سو دوڑ اُس ہیلی کنے آئیا

---

[1] ۔ اٹھیا بول سب خلق اس دہات سوں کہ ہم جانتے ہیں سب اُس نار کوں (مم)

کہا کھول درحال احوال اُسے — خبر دے کیا بہت خوشحال اُسے

فراغت کے مل دونوں ہوڑی پہ چڑ — چلے وانتے راحت کی دریا میں پڑ

چلے شہر واسط کدن ذوق سوں — لگے باٹ چلنے کوں آیت شوق سوں

کہیں بات منزل میں آلس نہ کر (۱۳۳۰) شتابی سیتی اپنڑے جاوس نگر

کیتک دن پچھیں شہر واسط کون پائے — بہر حال اُس کی حویلی میں آئے

جو نزدیک اُس شہر کے خاص باغ — اتہا سو رہے واں لگے دیک چراغ

رین جاگ ربّی کے فرمان سوں — جو آیا نکل سور اسمان سوں

سو اُس شہر کا بے بدل شہریار — نکو کار تاجن ملک نام دار

اُسی باغ میں خسروی داب سوں — کرن سیر آیا بڑے لاب سوں

سو ناگہہ نظر اس کی اس ٹھار پر — پڑی شاہزادے کے دیدار پر

سو نیاں کوں اُس کے لگا بک بہوت — بلا اُس نجھانے لگیا مو کہہ بہت

بڑا انجوتر کوئی ہے کر پچھان — نزک بیلا اُس کہیا اے جواں

مت ۔ سو اس دیس تاج الملک شہ سوار — سو نکلیا اتھا کھیلنے تیُں شکار (س)

مت ہوا شاہزادے کے تیئں سامنے — سو آگے ہو تسلیم کیتا ادنے (س)

مت ۔ بلا اسکوں نزدیک تاج الملوک — محبت سوں دکھلا کے اپنا سلوک (س)

کہو کاں تے آیا ہے اے جواں توں — سو منگتا ہے جانے کوں کس ٹھاؤں توں
کیوں آنا ہوا یاں تیرا بول منج — جو کچ ہے تیرا ماجرا کھول منج
جو اس دہات کا اُس تے پایا سلوک — لگیا بولنے حال سیفُ الملوک
کہ اے شاہ غمگین ہو سنسار تے — میں آیا ہوں یاں مصر کے شار تے
میرا قصا ہے سخت دور و دراز — لگیگا کہنے بار اے شاہ باز
کہ بئے دن تے پھرتا ہوں غربت مینے — جنم سب گنوایا ہوں شدّت مینے
کہ ہوسے نہ مج سار دو کھیارا کہیں — نہ مج سار وِتیاگ مارا کہیں
بہت رنج دیکھیا ہوں میں ٹھار ٹھار — نہیں ہے میرے دوک کوں کچ شمار
نہ میری جفا رنج کوں ہے شمار — نہ سینے کوں ٹھنڈک نہ دل کوں قرار
میرا درد کُئی نا سنے تو بھلا — سُنے تو بلا شک اٹھے تل ملا
جو خاطر میں لیاوے میرا رنج کوئی — تو اُس کا سینا پھاٹ جیوں پھوٹئی
خبر جس کوں ہوئے میرے وِتیاگ تے — تو جل راکھ ہوئے وو کہہ کی آگ تے
غریبی میری کھول کہنے منجے — ادک شرم آتی ہے کیا کوں تجے
سنیا یو جو تاج الملک شہ نول — در لینے سوں من میں تے آئے اُوبل
کہ بولیا زباں کھول سن لے جواں — نکو ڈر کہ اللہ ہے مہرباں

کہ غمناک ہوں میں بھی لئی سال تے   خبر کچ نہیں مج میرے حال تے
بھتیجی میری ایک صاحب جمال   گنوائی گئی سو ہوئے بارہ سال
دوک اس کا کروں مجکوں چھاتی نہیں   کہ اجنوں وو کیئیں پائی جاتی نہیں
یکائیک گم ہو گئی باغ تے   کہ مرتا ہوں میں نس دن اس داغ تے
موئی ہے کہ جیتی نہیں کچ خبر   بڑا دکھ ہے یو مج کلیجے بھیتر
جو یو بات پھر اس پریشان کوں   لگیا تیر ہو دوڑ جا کان کوں
سو جلتی دردنی سوں جل آہ مار (۱۳۶۰) الینڈیا انکھیاں میں تے دُکھہ بشیار
کہیا دُکھ نہ کر اے سُکھی راج توں   خوشی کر یو دُکھ چھوڑ دے آج توں
کہ تیری بھتیجی کوں لیایا ہوں میں   کوہل ٹھار تے اسکوں پایا ہوں میں
سو کیوں اُس کے لیکھے سگا بھائی ہو   بچایا ہوں سو جانتے مائی ہو
تجے آج تے ذوق ہے لاکھ لاکھ   و لے میں سو ہوں غم تے نت چاک چاک
جتا کچ ہے نازل دوکھ آفاق پر   جمیا ہے وو دوکھ میرے سینے بھیتر
ازل تے یو آیا ہے بانٹا میرا   کہ پنجیا ہے کانٹیاں سوں پھانٹا میرا
درد دوکھ سوں اس وضع گذران بات   مل اچیں کوں ایک ہات میانے لے ہات
چلے اشتیاقی سوں دونوں جنے   وہیں آئے اس پاک دامن کنے

دیکھیا جیوں بھتیجی کوں آپیں چچا سو تپلی کر انکھیاں کی لیتا اُچا

گلے لاگ اڑڑا کے رونے لگیا (۱۳۷۰) فدا اُس کے آپرال ہونے لگیا

دل اُس کا بہت دہات سوں ہات لے کلیجے کے ٹکڑے کوں سنگات لے

لیکر آئیا گھر میں تعظیم سات گیا شہر میں لے کے تکریم سات

گھر آیا سو ہوئی شادمانی بڑی کیا شہر میں میزبانی بڑی

نوازیا ادک شاہزادے کے تئیں رکھیا جیو کر ددکھہ زادے کے تئیں

دیا بھیج قاصد کوں یں بھائی پاس مہرباں اس کی جبنی مائی پاس

ہمائے سعادت اثر کھول پنکھ اوڑیا جیوں سرانذیل کی دہر سنک

سرانذیل کا بادشاہ نجت ور سنیا اپنی بیٹی کیرا جیوں خبر

یتا کچ ہوا خوش جو بولیا نہ جائے مگر غیب تے لاگ گرگوٹ آئے

لگی جھڑنے ابر تے رحمت کی بھوئی (پھوار) جلنہار سینے (قلیے) کوں ٹھنڈیک (ٹھنڈک) ہوئی

———(×)———

ن ۔ کیا شہر میں لک خوشی دہات دہات (س)

ن ۔ بھیا وصل کا باؤ جیوں اُس نزیک جلنہار سینے کوں دوڑی ٹھنڈیک (س)

آمدن برادر شہزادی و بردن شہزادی وسیف الملوک راپیش پدر

بھیا (چلا) وصل کا باؤ (ہوا) چوندھیر (چوطرف) سے تے (۱۳۸۰) سو کا (سوکھا) باغ من کا کھلیا (کھلا) پھیر تے (پھر سے)
ہوا فرح روزی جنی مائی کوں تمام اس کے بھاناں کوں اور بھائی کو (ں)
قبیلے کوں سب آبروئی چڑی ہوئی سب سراندیل کوں شادی بڑی
عزیز ارجمند اپنی بیٹی کے تئیں بلا بھیجنے کا کیا فکر دئیں
بلا بھیجنے اُس او تم جائی کوں کیا مستعد اُس کیرے (کے) بھائی کوں
دے سنگات لشکر کے دل بھیاب بڑے دبدبے سات بھیجیا شتاب
جو مشتاق ہو بھائی لیانے چلیا سگی بہان (بہن) کے تئیں بولانے چلیا
چچا (ن) کے نگر بیچ جیوں آئیا سو دیک اُس چچا جیو کر پائیا
ہزار آرزو سات دونوں ملے خوشی کے کلیاں ہر طرف تے کھلے
بولیا گھر کوں لیا سو ملے بھائی بہان بکس کوں بکس دے لئے جیو داں

ن سوا نپڑیا چچا کے نگر بیچ جا سو نیا سو گیا بیشں ہونے چچا (ح)

جو کچ دکھہ اتھا آپنے دل منے ستے کاڑ سینیاں میں تے تل منے

لگیا دل کوں ہم بہان ہم بھائی کی چو پھر کر جنمے بیٹ تے مائی کی

[دوبارہ جنم حاصل کیا]

گم یک سات الاک عشرت سنگات دعا لے چچا ہور چچانی کے ہات

نکل واں تے سنگات لے بھان کوں چلیا لِ کے سیف الملوک جان سوں

ننتے پنت تینو کنتھے کھو لیتے گماتے وقت ہور قصّے بولتے

[اپنا اپنا دکھڑا بیان کرتے] [راستہ]

سراندیل کے آئے جیوں وو نزیک اُمس پا جنا باپ خوش ہو ادیک

نکل گھر تے لاک انتظاری ستی سو دوڑیا وہیں بیقراری ستی

جگر گوشہ کوں اپنے جیوں پائیا چھتر کر اَپَس اس کے سر چھائیا

سینے سوں لگا اس پری چہر کوں اولینڈن لگیا مہر پر مہر کوں

بڑے دبدبے سات لیایا اُسے سو پھُل نیر سوں مکھ دھولایا اُسے

[گلاب]

جیوں آیا گیا سو رتن ہات میں لَوَا جیو اَیا تیوں ہوا ذات میں

ع ن ۔ جو پھر کر چلیئے اس طرف مائی کی (س)

ع ن ۔ سو سُن یو خبر خوش ہوا باپ ادیک (س)

ع ن نیَن کا سو کر نور پایا اُسے (س)

ملیا دل سوں سیف الملوک جان سوں — ہوا آسماں اُس جلی بھان کوں
حقیقت کوں اُس کے اپنے خوب آپ — دیا دہیرک اس جیوں دوین مائی باپ
رکھیا اُس ہتیلی کے پھوڑے نمن — ہو درمان اُس کا کیا دُکھ ہجن
کرم اُس کے حق حد تے پیلاڑ کر — سٹیا گرد یکدہر تھے سب جھاڑ کر
عزیزاں میں سب دے بڑائی اُسے — عنایت کیا پیشوائی اُسے

داستان ملاقی شدن ساعد

کہانی کہن ہار اس دہات کی — چلاتا ہے خوش بات ہر بات کی
کہ یک دیس سیف الملک شہ سوار — نکل آئیا بہار کھیلیں شکار
یکا ئیک بازار میں یک جواں — نظر تل پڑیا زار ہور ناتواں
مسلم ہے دلگیر ہور بے قرار — وجاہت منے عین ساعد کے سار
کیا یاد ساعد کوں اوس دیکھ کر (۱۴۱۰) انجھو لائیا دوک کے نین بھر
اپس میں اپے بھائیا سرد اساس — کیا آپ نے من میں غم بے قیاس

ع۱ن سٹیا کانٹے سینے میں تے کاڑ کر (س)

کہیا اپنے لوگاں کوں جا اس کوں لاؤ ۔۔۔ اپے آئے لگ گھر لجا بیلاؤ

اُسی دہات جا اُس بلا لائیے ۔۔۔ لجا ایک جاگے پہ بسلائیے

کہ جیوں اس مبارک سواری سوں پھیر ۔۔۔ جیوں آیا شتابی سوں اپنے مندھیر

کیا یاد آتیچ اوس جان کوں ۔۔۔ بولایا نزیک اس پریشان کوں

شفقت جو اس کی غریبی پہ آئی ۔۔۔ کہیا کوں ہے توں سو مج بول بہائی

سویں وو پریشاں جبل آہ مار ۔۔۔ ادٹھیا بول کریوں کہ اے کامگار

کہوں گا اگر میں میرے درد کوں ۔۔۔ تو طاقت نہ رہسے کسی مرد کوں

بھریا ہے سینا پور اس دکھ سنگات ۔۔۔ کہوں میں تجھے کھول کس مکھ سنگات

میرا یار اک شاہزادا اتھا (۱۴۲۰) وو ملتا تو ہنج دو کھ نہ ہوتا یتا

میں اُسکی جدائی تے لئے ہوں ہلاک ۔۔۔ جل اُس کے بدل ہیچ تلتل کوں راک

نہ جانوں کہ وو سور کس ٹھار ہے ۔۔۔ مج اُس باج عالم سب اندکار ہے

وو یا دوک سوں ہے یا کہ اقبال سوں ۔۔۔ نہ جانوں وو اچھتا ہے کس حال سوں

ن۔ بلا بھیجیا بیگ اوس جوان کوں ۔۔۔ نزیک بیسلا اُس پریشاں کوں (س)

ن۔ کہیا کاں تے آیا ہے توں اے جواں ۔۔۔ توں کان کا ہے کی مجکوں کچ دے نشاں (س)

ہے فرزند وو مصر سلطان کا — ہوں فرزند میں اس کے پردھان کا
بنکا ناؤں اُس کا ہے سیف الملوک — ہوں میں بے خبر اُسکے تئیں جھوک جھوک
میرا ناؤں ساعد وے بخت نئیں — کردں کیا کہ وو یار اس وقت نئیں
میں اپنا ملک سٹ ہوئے تیرا سال — نہ کس کوں ہیرے اوڈسے کا ملال
یکیلا ہوں اس شہر میں میں غریب — نہ کوئی مج اقارب نہ کوئی یاں حبیب
کہ پھرتا ہوں نت یاں دوکانے دوکان — نہ پیونے کوں پانی نہ کھانے کوں کھان
جو اپنی غریبی وو بولیا تمام (۱۴۳۰) سو وو شاہزادا او تم نیکنام
گلایا دروناسو ناتاب لیا — گلے لا اُسے آنکھ میں آب لیا
کہیا یوں کہ اے یار اب چھوڑ دوک — تیرا یار سو میں ہوں سیف الملوک
ہمارے نصیباں منے جیوں خدا — لکھا تھا سو انپڑائیا ووں خدا
ہمیں سر جفادے پھنکایا سو وو — سلامت سوں پھر لا ملایا سو وو
پھنکانے کے کام ہور ملانے کے کام — خدا باج بھی نئیں کسے اور فام
یو جیو اس کی قدرت پہ قربان ہے — کہ صاحب بڑا وو مہربان ہے

ع ن۔ سُن اے بات اٹھیا شاہزادا شتاب — گلے لیا اُسے روئیا بے حساب (س)

ملے دیک یک جیو کے دوئی یار — ہوا خوش سراندیل کا شہر یار
جو ساعد آوارا ہو دوک در دمیں — ڈوبیا تھا جو غربت کیرے گرد میں
سو حمام ہیں گرم لے جا اُسے — کیئے خوش دہلا انگ ہلکا اُسے
رنچھل خوب کسوت شہانی پہنائے — رنگارنگ مجلس نورانی بھرائے
منگا نقل بدست آرام سوں — دونو یار بیس آپنے فام سوں
پیالے لگے جھیلنے ذوق سوں — قصے لیا کہ ببانے سٹے شوق سوں
لول جان سیف الملوک جگ اوجال — بجدہو کہ ساعد کوں لاگیا ڈبنال
کہ مج تے بچھڑ توں بھریا کس وضا — کھڑیا آ تیرے سر او پر کیوں قضا
چھپا توں نکو مج تے تقدیر کوں — جکچ ہے سو کہہ کھول مج دہیر توں
گنی یار ساعد دیک اُس کا خیال — لگیا بھار بھانے کوں دل کا اُبال
غریبی کے باتاں لگیا بولنے — کنیتھا اودسے کا لگیا کھولنے
کہ اے شاہزادے جدہاں تے جو ہیں — چلیا بھانک کر تیری صحبت سوں ہیں
پھوٹیا جہاز حکم خدائی ہوا — تداں تے تجے مج جدائی ہوا
سو بے سدہو طوفان کے باؤ سوں — پڑیا یک جزیرے میں جاناؤ سوں
کیتاک بار کوں دیکھتا ہوں جو واں — سو چوندہیر چھایا ہے زور دھنواں

ہوایاں ہو اڑتے ہیں واں سانپ سب — لئے ہیں جزیرے کوں واں ڈھانپ سب
نہ اسمان دستانہ کیں دھر تری — چھٹی سیس تے پانو لگ تھرتھری
گگن سارا و نچے کیتک ڈونگراں — پڑے اسپہ بھسکارتے اجگراں
بیتا کچ وہاں دیکھیا ہیں عذاب — جو نیں اس عذاباں کوں حد ہور حساب
پڑیا جا بلایاں کے بھنورے منے — پڑیا جا کے لیے لیے جزیرے منے
بہت دن بہت ٹھار قاقے دیکھیا — کہیا جائے نا ایسے واقعے دیکھیا
برس دن ہوا آکہ اس شہر میں — ملے شکر بارے ہمیں ہور تمیں
وٹے[۱] کچ غنیمت مجے آج ہے — گدا میں تیرا توں میرا راج ہے
ولے اس پریزاد کا کھوج کیں (۱۴۶۰) توں اس حد تلگ اجھوں پایا کہ نیں
کہیں بی گلستاں ارم کا نشاں — کنا تجکوں سنپڑیا کہ نیں اے جواں
بزاں وو اتم جان سمرت گنبھیر — کھیا کھول اس دہات ساعد کی دھیر
کہ مج نج بنایا سو پروردگار — مج امید کا رُک سو لیایا ہے بار
لوبی کچ خوشی پائی یاں جائیگی — وہ دو دن کوں اس شہر میں آئے گی

---

۱ - بڑا کچ غنیمت سو جج آج ہے (س)

آمدن بدیع الجمال بہ سراندیل

سعادت کے جیوں دیس اُنگے آئے   بخت روشنائی سوں جھلکائے
سو لکھن و نتی دہن بدیع الجمال   بکا ایک یک دن خیالیں خیال
نپٹ دلربائی کے طناز سوں   لٹکتی اَپسیں اپیں ناز سوں
سراندیل کے راج کے گھر کوں آئی   سو گم ہوئی سو اس شاہزادی کوں پائی
سگی بھان کر جانتی تھی اول   بڑی کر اُسے مانتی تھی اول
بڑی دردمندی سوں غمخوار ہوی (۱۴۷۰) یکٹ دل سوں مل جا دسوں مارہوی
کہی اے سنگاتن تیے دیس توں   اتہی کس وضا ہور کس بھیس سوں
نکل اُس بلاکن تے کس دہات آئی   چھٹک اُس کے ہاتاں تے کس وضع پائی
سراسر مجے کہہ جو ٹک اہن پاؤ   دکھی دل کوں میرے سکھی کر بساؤ

عن مکھ اقبال چوندہیر تے دیکھلائیے۔ (س)

عن۔ بکا ایک یکدن بدیع الجمال   محبت سوں من میں خیالے خیال (س)

عن۔ سو جادوڑ چھاتی کوں لاگی اُسے (س)

سو وو شاہزادی اٹھی بول یوں | حقیقت سو اپنا کہی کھول یوں
کہ اے موہنی من کی صاحب جمال | جو تیرا محبت ہے مج سوں کمال
سدا یو محبت سو قائم اچھو | جھمکتا تیرا حسن دائم اچھو
جو میں ہات میں اس بلا کے ہلگ | گرفتار ہو کر جو تھی آج لگ
ایکا ایک اُس ٹھار پروردگار | نظر جو کرم کی کیا ایک بار
سو فریاد رس میری فریاد کوں | دیا بھیج یک آدمی زاد کوں
سو آبھار کاڑیا مج اُس ٹھار تے | ہوں شرمندی میں اُس کے اپکار تے
بتا کچ کیا مج پہ احسان وو | بتا کچ دیا مج کوں جیوں دان وو
جو تل اُس کی اترائی نا ہو لنے پاؤں | کہ جگ میں کیا وو بڑا اینک ناؤں
سُن اس بات کوں گئی بدیع الجمال | کہ آدم کوں آنے نہ تھا واں مجال
سو کس دہات اُس ٹھار وو آئیا | نہ تھی باٹ سو باٹ کیوں پائیا
عجائب یو لگتا ہے اس ٹھار مج | کنا کھول کر توں یو گفتار مج
کہی شاہزادی کہ اے موہنی | بڑی بات ہے یو نہیں کچ نہنی
کہیا مج تے جاسے نہ یاں اس وضا | کہونگی کنے کا اہے جس وضا
دونوں مل کے چل ایک گلشن میں جائیں | دو باتاں کریں وقت اپنا گمائیں

کہ ہر بات میں عشق کا راز ہے — سن اس راز کوں تعقل کہ تج ساز ہے (قابل)

کر اس دہات سیتی خبردار اُسے (۱۴۹۰) — لجانے منگی بیچ گلزار اُسے

جو واں یک فرح بخش گلزار اتھا — صفادار[۱ن] اتھا ہور ہوادار اتھا

اُسی ٹھار کر شاہزادا مقام — گمنہار تھا ذوق سوں صبح و شام

جنی مائی کوں لے ویں اپنے دنبال — چلی واں آپے ہور بدیع الجمال

سو چمپنے چمن گشت کرنے لگیاں (سگی ماں، پیچھے) — کلیاں چون چون گود بھرنے لگیاں

کہوں واں کے چمناں کوں میں کیوں چمن — کہ تھا[۲ن] ہر چمن صاف یکیک گگن (چن، چمن، آسمان)

بھر[۳ن] امرت سوں چمناں کے مانے تمام (آبحیات، درمیان) — جڑت کے اتھے حوض خانے تمام (جڑادی)

نبے بن برگ لہلہاتے اتھے (پودے) — کلیاں پر کلیاں بار آتے اتھے

پون جھولے کہا پھول کی ڈال ہل (ہوا) — سو پڑتے اتھے پھول ہر جھاڑ تل

مگر آ انبر کے چتارے تمام (آسمان، مصور۔نقاش) — چمن میں بچھائے تھے تارے تمام

۱ن۔ دنیا میں وہ گلزار اوتار تھا۔ (س)

۲ن۔ کہ ہر یک چمن تھا گگن کے نمن (س)

۳ن۔ جڑت کے نچل حوض خانے تمام — اتھے پور اس باغ میانے تمام (س)

اتھے بند شبنم کے یوں پات میں رتن خاص خوباں کے جیوں ہات میں
الٰہی کے ہو ذکر میں مست حال پنکھی غل اُچاتے تھے خوش ڈال ڈال
وو عاشق سو معشوق کے دھیان سوں منیا ہو اپس میں خوش الحان سوں
جیا خیال اس دہات گاتا اتھا جو ہر روکھ کوں حال آتا اتھا
پنکھی گم ہوئے تھے وو الحان سُن بہتا نیر بہتا نہ تھا تان سُن
سنی وو گلا جیوں بدیع الجمال گلی اُس گلے کے اوپر رکھ خیال
کہی یاں یو کس کا ہے نادر گلا کیا ہے میری روح کوں بتلا
گلا یو نہ ہوئے کچ بلا ہے گنبھیر کہ پانی کیا گال میرا سریر
روم روم مج ذوق سارا ہوا یہی روح کوں میرے چارا ہوا
کہی شاہزادے کی ماں تب اُسے یو نادر گلا اُس کسی کا دسے
جنے میری بیٹی کو لیایا اہے دے جیو دان سرنے بچایا اہے

ن۔ تھے پر بیس کے ذکر میں مست خیال (س)

ن۔ پیالے پی مُدرس کے متوال ہو آپس میں اپے سخت خوش حال ہو (س)

ن۔ جما عشق کا خیال من میں پچھل سو گاتا اتھا سوز سوں بے بدل (س)

جو دیکھے گی تو اسکوں دکھلاؤنگی نزیک اُس کے ڈیرے کے لیجاؤنگی
سو ویں آسرے تے دو چندر بدن دیکھن آئی سیف الملوک کے کدن
جو دیکھی نجھا خوب اُس کا جمال دیوانی ہو در حال ہوئی بینڈ ہال
پڑی اُس کے عشق کے دام میں ولے ٹک رکھی تھی اُپس فام میں
دل اُس کا لگیا تلملن تن منے کیا ٹھار عشق اس کیرے من منے
لگا جیو باطن میں اُس سات ویں چلے سیر کرتے ہلوں ہور گئیں
ولے شاہزادے کوں ان آئی سو دَرس دیکھ دل آپ سوں لائی سو
نہ تھی کچھ خبر مست تھا اپنے ٹھار اُپس میں اپیں کھینچتا انتظار
جیوں اس سات وہ چلبلی دل لگائی سو وو شاہزادی اسی وقت پائی
بلاویں نزیک اُس پری زاد کوں (۱۵۲۰) او تم دلربا سرو آزاد کوں
کہی یاد ہے یک حکایت مجے سینگی اگر توں تو کونگی تجے
سُنی ہوں کہ کوئی مصر میں بے نظیر ہے عاصم گنی سو نول شہ گنبھیر

ع ن بدیع الجمال اس سوں دل لائیکر تگا تن دو سنگات کی پائیکر (س)
ع ن کہ تھا مصر میں کوئی راجا گنبھیر سو عاصم کر اُس ناؤں تھا بے نظیر (س)

سبی کچ خدا اسکوں بخشا اتھا ولے اس کے تئیں کوئی فرزند نہ تھا
توجہ ولیاں سات دہرتا اتھا بہوت خیر عالم ہیں کرتا اتھا
کیتک دن پچھیں تے خدا اُس اُوپر نظر کرجو فرزند دیا بخت ور
سکٹ اپنا پرایا دیکھت وو سکھیا اُسے نانو سیف الملک کر رکھیا
جو تھا اُس کنے ایک دانا وزیر ہوا اُس کو فرزند یک بے نظیر
وو ساعد کر اُس کا رکھیا نانوں سو جو اپنے بڑے بزرگی کوں یک ٹھانوں وو
کیتک دیس کوں وو جو سیانے ہوئے (جوان) ہر یک علم میں خوب دانے ہوے (ماہر کامل)
سو دونوں پہ وو خسرو گن نداں (۱۵۲۰) ہزاراں شفقت سوں ہو مہرباں
بولا بھیج خلعت دے زربفت ایک دیا سو اتھی صورت ایک اُس ہیں نیک
کہ وو عین تیرتچ صورت اتھی (تیری ہی) دو نخ شہ پری کیچ مورت اتھی

۱۔ خبر بادشاہاں میں ہوی ٹھاؤں ٹھاؤں سو سیف الملک کر رکھیا نیک نانوں (س)

۲۔ اتھا ایک صالح کراس کا وزیر۔ (س)

۳۔ لگے پالنے دوکوں یک ٹھاؤں سو (س)

۴۔ سو یکدیس انکوں بلا بادشاہ محبت سوں ہور پیار سوں خوش نچھا

دیکھت شاہزادا وو صورت وہیں سو عاشق ہوا بالضرورت وہیں
چڑھیا جیوں اُسے عشق یکبار سر لے سنگین وتیاگ کا بہار سر
جدا ہوئیکر اپنے گھر بار تے نپٹ توڑلے جیو سنسار تے
اپے ہور ساعد سینا سخت کر برہ سوں کلیجے کوں صد لخت کر
جہاں در جہاں پھیرتا پھیرتا دریا بیچ پڑ ڈوبتا تیرتا
نہ جیندتا سمجھتا نہ سورج کی آنچ ادک بے خبر ہو بلایاں تے بانچ
تجے ڈھونڈ لیتا کہاں تے کہاں ہلاکی سیتی آئیا ہے یہاں
کیا یوں اُسے عشق تیرا اشتال (۱۰۴۰) نظر سو تیری بخت اس کے اتال
وو عاشق سچا ہے تیرا جھوٹ نئیں ذرا اس کے تو عشق تیں توٹ نئیں
جنے جیو دیا اس الہی کی سوں لگیا جیو باندیا ہے وو دل تسوں

ن۔ جدا اپنے گھر دار تے ہو بُسکر جسم تیرے تیں سر بسر ہوئیکر (س)

ن۔ اپے ہور ساعد سینا کرلے گھٹ لے وتیاگ بارہ برس تھے نپٹ (س)

ن۔ جفا سوستا کھیکلے دکھیتا (س)

ن۔ پرت میں تو اس کے ذرا ٹوٹ نیں کہ یو بات ہے ساچ کچ جھوٹ نیں (س)

کہ دیکھلاؤنگی کر تجے یک نظر — میں آتے براں آئی ہوں قول کر

خدا جانتا ہے اُسے قول تے — فراغت سوں ہوئی فارغ اس حال تے

دکھا ہر سند مو کہہ یکبار اُسے — بن آدہار ہے دے توں آدہار اُسے

مبرا ہو رمیری ہائی کار کہہ رواج — مہرواں ہو ہر طریق اوسپہ آج

یہی عرض میرا بڑا آج ہے — اگر بنس تو مجکوں بڑا لاج ہے

وو چندر بدن گن بھری ین کی — وو نرمل رتن حسن کے کہاں کی

خوش اس وہات سیتی اُٹھی بول کر — دیے جاب ایسی زباں کھول کر

کہ اے بھاگونتی سنگاتن میری (۱۵۵۰) مہروان دکھ سکھ کی ساتن میری

جو توں مج پہ اظہار یو راز کی — سرافراز کی مج سرافراز کی

ولے میں پری ہور وو سو بشر — گھڑی کیوں کہ دونو میں لیئی ہے انتر

یکایک یو انتر سٹون کاڑ کیوں — پڑوں بہار پردے کوں میں پہاڑ کیوں

اگر یو سنیں گے میرے مائی باپ — گلینگے حیا سوں وو آپس میں آپ

ع ن - چھٹک پائیکر بیں اسی قول سے تھے — خلاص اس بلا کی ہوئی ہول تھے (س)

ع ن - دیکھا ہر سند سوک اُسے ایک بار — نکر اس کے مگ تے مجے شرمسار (س)

ع ن - اپس کوں اُسے کیوں دکھوں یک نظر (س)

میرا حال رہ سے نہ کچ ٹھار تھے گذر سے نہ وو میرے آزار سے
وو جے[ن] بار کوں بھیج دیسیں نہ بھی میرا نانوں رسوں سوں لیسین نہ بھی
نکو ہو توں اس بات کے پے منے کہ ہر گز نہ آسوں نبیرے گئے منے
وو ظاہر تو یوں اعتراضی اتھی ولے دل سوں باطن میں راضی اتھی
سمج عقل سوں خوب اس کا خیال سو ماں ہور بیٹی لگے پھر دنبال
کہ اے شہری کار سٹ دغدغا نکو اپنے عاشق کوں دے توں دغا
نکو بھر دیڑ لاج تے گرم ہو کہ ہے پھول تے نرم توں نرم ہو
ہمن باج کوئی تجکوں ہمراز نئیں نہ کر سیں ہیں فاش لو راز کئیں
لجائینگی تج ایسے خلوت کے ٹھار جو کوئی نا اچھے باج پروردگار
دکھا یک نظر ٹک دیدار اُسے بن آدہار ہے وو دے آدہار اُسے
بہر حال پھسلا کے راضی کیان لگا عشق اُس سر تے تازی کیان
ہوئی دیکھ عاشق کی وو مبتلا نہیں جانتیاں تیو نچ کیتاں کلا

ن۔ ہو درہم ابس ہیں اپے کھینچ کر دوجے بار دیسیں نہ یاں بھیج کر (س)

وصال سیف الملوک و بدیع الجمال

جن اس باغ کی باغبانی کرے
یوں اس باغ کی گل فشانی کرے

کہ جیوں وو چھبیلی چنچل گلعذار
قرار آپنا چھوڑ ہوی بیقرار

او نالی، ہو عاشق کے دیدار کی
ستی لاج ہوئی یارنی یار کی

یکیلی تڑک[ن] جا ادہی رات کوں
اوچا اوس سنگاتن اوتم ذات کوں

کہی یوں کہ میں تو تیرے بول پر
جو تھی گانٹھ دل میں ستی کھول کر

گنواؤں تیتے دن کی کیوں آشنائی
کہ بج گی ہے عالم میں سب یوشنائی

پھروں کیوں نہ میں آج تج بات میں
کہ سنپڑی ہوں یاں خوش تیرے بات میں

جو دیکھوں اسے یک نظر آج میں
کہ ہوں اس کے درشن کی محتاج میں

نہ جانے ملن کوئی مل جائیں چل
اسے دور تے دیکھ پھر آئیں یہ چل

کہ نوں ہوشتالی ہے جب تے مجے
نہیں ذرہ آرام تب تے مجے

ن - سو پری لگی اس کے نیں جھٹپٹی
ادہی رات کوں دیں اکیلی اٹھی (س)

یو گت[ن۱] کیا چھپاؤں تج انگے اپال — کہ ہوی دیک بے سُد میں اس کا جمال
نجانوں اُسے کس گھڑی ہیں بجھائی — ہنیں نیند انکھیاں کوں تیری دوہائی
تسوں ہل کے میں گرچہ بیٹھی ہوں یاں — ولے دل میرا سیر کرتا ہے واں
لگی اُس کے دُنبال پڑ ہات پاؤں (۱۵۸۰) چلی لے اُسے ڈھونڈتی ٹھاوں ٹھاوں
جو عاشق کے ڈیرے کے نزدیک آئی — خبر ہوئے نا بیوں اُسے خوش بجھائی
سو بیٹھیا دیکھی مست اُس ٹھار اُسے — چڑیا ہے بدن (شراب) کا سو خوش لہار (نشہ) اُسے
نجلا اوپر مکھ برستا ہے خوش — لیاں انکھیاں نازوں ہنستا ہے خوش
لگے ہیں شمے (شمع) چوکدن (چوطرف) نور کے — جھمکتے[ن۲] ہیں رخسارے جیوں سور کے
اپن من ہیں جھلتا اتھا مست خیال — سو ڈھلکی ہے پکڑی کھیلیا ہے جمال
کھولے ہیں صفا کے کواڑاں تمام — دیوں جلوہ ڈیرے کے باڑاں تمام
کھلے ہیں رنگا رنگ چمن آسپاس — سو مہکتا ہے مہکار واں بے قیاس
ڈوبیا ہے سبی باغ خوش باس (بو) میں — سو دوڑیا ہے مہکار (خوشبو) آکاس (آسمان) میں

ن۱ ۔ جتا گو ندر کھتی ہوں اپس سنبھال — تو ہر گز رکھیا جاؤ تا نیں اپال (س)

ن۲ ۔ سو دستے ہیں رخسار جیوں حور کے (س)

نظر جو پڑیا یو تماشا محال ۔ سو اُس چلبلی کا ہوا ہور خیال
دیکھت یو تماشا بدیع الجمال ۔ (۱۵۹۰) ہو حیران آپسکوں نہ سکی سنبھال
متی ہو کہ وہاں یار کے پاس تے ۔ پڑی تھی جو پھولانکی جیوں اِس تے
نہ تھی کچھ خبر اُس کے تن کی اُسے ۔ زمیں سیج تھی اُس چمن کی اُسے
کھڑی تھی سو ویں سرد بھاکر اساس ۔ پڑی جا چمن میں ہو پھولانکی راس
جو سیف الملک عاشق تخت ور ۔ مدن مد کی مستی تے پایا خبر
یکایک سحر گاہ بے اختیار ۔ درونی تے ڈیرے کے نکلیا بہار
چلیا سیر کرنے کوں چمنے چمن ۔ سو وو شہپری نار چندر بدن
پڑی تھی سو دیکھیا نزک جا اُسے ۔ بدیع الجمال ہے کہ سمجیا او سے
اگرچہ نہ دیکھیا اتھا اُس اول ۔ ولے اُس کی بے مثل صورت پچھل
جو بی اُس کے نیناں میں بے اختیار ۔ پڑیا ویں زمیں کے اوپر بے قرار
جو دیدار کا شوق او بلیا ادیک ۔ (۱۶۰۰) دریں دیکھنے تئیں جو آیا نزیک
عجب نور کبرا اتھا مکھ پہ تاب ۔ کہ قربان اُس مکھ پہ لک آفتاب
بھریا نور اوس کا اتھا پور یوں ۔ او بلتے تھے اسماں کے سمدور جیوں
منور ہوئے تھے مکاناں تمام ۔ عرش ہور کرسی کے تھاناں تمام

ن ۔ رتن کے جھلکنے تھے کہاناں تمام (س)

سمن بیت بھری ہے او یک ناز تن   سہیلی کنول سوں ہے نازک بدن
دو رخسار روشن امولک ہلال   سو ہے نانو جس کا بدیع الجمال
کو نے تو بہوت میٹھی نار ہے   شکر ہور نمک کا جوں انبار ہے
زمیں آرسی نمنے تا قاف سب   جھلکتے تھے اس دہات ہو صاف سب
جو وستے اتھے لوگ پاتال کے   کہ جیوں موتیاں ڈھال نچ تھال کے
دیکھیا جیوں چندر اوس مونڈی کاڑ کر   سٹیا پیرہن اسمان کے پھاڑ کر
ستارے دیکھ اس کا نخھل نور سب   (۱۶۱۰) لئے ہات شرمندہ ہو چور سب
کلیاں سب چمن کے دیکھ اس بھان کوں   کیاں چاک اپنے گریباں کوں
جتے سرو واں کے ڈلنہار تھے   فدا اس کے قد پر وو سارے اتھے
دیکھ اس کے نین بن کے نرگس تمام   ہو بیہوش لڑتے تھے کھس کھس تمام
دیکھت اس کے پیچاں بھرے کنڈلاں   سب آئے تھے کل بر زمیں سنبلاں
یوں اس گل اندام کی خاص باس   بھنور ہو کہ پھرتا اچھے آس پاس
دیوانے ہو جھاڑاں کے پاتاں تمام   دعا سوں او چائے تھے ہاتاں تمام
کہ وو نار او تار کچ ہور تھی   نہ کچ ہور دو عین سمدور تھی
رستی دیک کر اس کوں عاشق گنبھیر   لگیا روو نے اسپہ چو پھیر پھیر
اطراف پھر پھر کر

نظاریاں کی پے میں ہوا ذوق سات   لگیا وارنے عشق کے شوق سات

دو دیداں کے انجھواں سوں مشغول کر (۱۶۲۰) چھنکنے لگیا شبنم اس پھول پر

جو وو شہپری باس آدم کی پائی   یکایک اٹھی ناز سوں دی جمائی

بنجھا دیکھتی ہے جو انکھیاں پسار   نزیک آکے بیٹھا ہے وہ دوستدار

گھونگٹ میں چھپا مکھ وہیں ناز سوں   ہلوں کھول ادہر نرم آواز سوں

کہی یوں تو واجب نہیں ہے تجے   جو نزدیک آکر نجھاوے مجے

ئیں[1] عورت شرم کی ہوں ہور مرد توں   نہ میں تجکوں جانوں نہ توں منجکوں

پنچ میں توں آدم ہے ہور میں پری   نہیں محرم آدم سیتی کئیں پری

سبب کیا اتھا آنے اس رات کوں   کنا[2] مجکوں تیئں کھول یو بات توں

وفادار او عاشق نامدار   جو معشوق تھے پائیا یو ادہار

سو خوش بے نہایت ہو پایا اُہس[3]   رگے رگ میں دوڑیا نوا رنگ رس

عــ۱ ـ مونث حیا کی ہوں ہور مرد توں (ح)

عــ۲ ـ کنا کھول مجکوں یو گفتار توں (ح)

عــ۳ چڑیا اُس کے من کوں اُسس پر اُسس (ح)

زباں کھول باتاں لگیا بولنے (۱۶۳۰) رتن جیو کے راز کے رولنے

کہ اے بے بدل موہنی جگ اوجال　　جو ہے ناںو تیرا بدیع الجمال

ترے ناںوں پر تھے ہوں بلہار میں　　سٹوں جیو کوں تج اوپروار میں

نظر کر میری دہیر جو امن پاؤں　　دیکھوں دید پر دید ٹک دکھ گنواؤں

کہ دھرتا ہوں سینے میں دکھ کٹر زہیں　　ہوا ہوں پریت آگ میں جل بھڑ زہیں

اتیا کچ بھریا ہے میرے من میں سوز　　جو سلگی انسوں لاک بھڑ کے ہر روز

انجھو مج نین تھے جو ڈلتے اہیں　　تیرے عشق کے واٹ اُبلتے اہیں

تیرے لئیچ بھرتا ہوں میں رات دیس　　لیا ہوں تیرے لئیچ وتیاگ بھیس

یقیں جان میں عاشق پاک ہوں　　تیرے عشق کا پاک بے باک ہوں

تیرے لئیچ بتا رنج دیکھیا ہوں میں　　جو دیکھیا نہیں کوئی دنیا میں کئیں

نہ یو کوچ آیا ہے مج دہیر تھے (۱۶۴۰) کہ نازل ہوا ہے یو تقدیر تھے

تیرے وصل کا دیک مج من کوں آس　　دیا ہے خدا بھیج مج تیرے پاس

نکو دیک آپس تھے بیگانہ مجے　　بھلا ہے جو اپنا گوانا مجے

بچن بول او عاشق اس دہات سوں　　ہوا اُس[ن] پہ قربان سب ذات سوں

ن۔ جو تسلیم کر چپ رہیا بات سوں (ح)

چتر چلبلی دہن بدیع الجمال — چھپا من میں رکھ یو محبت کمال

اُبلتے پرت کوں سو من میں جترو — بہانے سیتیں یوں اٹھی بول دو

کہ اے شاہزادے گنی بخت ور — اکیس من کے سو رات پر رکھ نظر

تو مج سات تو عشق لایا نہ دیک — تسوں عشق کیوں صاؤں میں یک یک

اگر تج سوں نسبت کچ اچھتی مجے — میں اپنا کر ہر وضع پاتی تجے

یکائیک تیری بات کوں کیوں منیاؤں — یکائیک تج سات کیوں من لگاؤں

پھریا ہے بہوت ملک توں توٹ کر (۱۶۵۰) مبادا نزا دل اچھے جھوٹ پر

سُنی ہوں بشر میں نہیں کچ وفا — تسوں جیو لیائی تو کیا ہے نفا

توں جا یانتے سنبھال لے آپ کوں — کہ ڈرتی ہوں میں اپنے ان باپ کوں

اگر کوئی دیکھیں گے یاں میرے لوگ — تو آزار اپڑائینگے دونوکوں ٹھوک

سلامت سوں مشکل ہے پھر بانچنا — سمج لے توں عاقل ہے تج کیا کنا

چُھپ ازماؤنے کوں کتی تھی ولی — درون میں اسے تھی ادک تلملی

ن ۔ کہ اے سامیاں گن بھرے بخت ور (س)

ن ۔ دلیک (ح ۔ س)

لگا رونے سیف الملک سن یو بات | نکل تن تھے گئی یتوں ہوا اُس حیات
غوطا کھائیا ویں منڈی ڈھال کر | سٹیا برہ اگن سوں اپس جال کر
ہوا ابر تھے سنگین دوک اُسپہ یوں | رکھے پاڑ کوں لاکے کاڑی پہ جیوں
رہیا جیو ہونٹاں منے آ او سے | ہو بے سد عقل سر چڑی جا او سے
دیک اپے حال موہن بدیع الجمال (۱۶۶۰) ہو من ہیں مسلّم پریشان حال
پچھانی کہ یو کچ تو بازی نہیں | حقیقی پریت ہے مجازی نہیں
او چائی نزک جا اُسے ہات سوں | گلے لاگتی جیو کے سو رات سوں
دیتی لک وضا سات جیو دان اُسے | سو تحقیق کر پائی ایمان اُسے
محبت جو جا گہ کیا دل منے | رکھی پاؤں یاری کے منزل منے
پلو سات انجو اُس کے پونچن لگی | بھروسا دے دہیرک سوں بولن لگی
کہ اے میرے من کے سنگاتی اتال | نہ کر دوک توں ہور نکو ہونڈ ہال[1]
توں عاشق میرا کر سچی پائی ہیں | یقین تج سوں ایمان جیو لیائی ہیں
وے کیا کروں نئیں مجھے اختیار | پریاں مج موکل ہیں کئی لک ہزار

[1] نکو دوکھ نلیس پھوڑ چھاتی اتال (ح)

نہ تدبیر ہے کچ جو حیلا کروں ‏ ‏ یکایک تسوں کیوں وسیلا کروں
میری ایک دادی سو ہے ایک ٹھاؤں (جگہ) ‏ ‏ شہر بانو اُس کا اہے نیک ناؤں
جو سیمیں ٹپن شہر ہے ایک گنبھیر ‏ ‏ وہ کرتی ہے واں خسروی بے نظیر
ہے ساروں (سب) کوں اس کا بڑا اعتبار ‏ ‏ کہ ہے سب قبیلے کی او نامدار
ولے جاں تلگ شہر کی باٹ (راہ) ہے ‏ ‏ وہاں لگ اگن (آگ) کاچ (ہی کا) یک گھاٹ ہے
سکت ہے جو بار اجہاں (ہوا، دُنیا) بھر سکے ‏ ‏ ولے نئیں یو قدرت وہاں پھر سکے
کہ دریا اگن (آگ) کی اُبلتی ہے واں ‏ ‏ زمیں گرم تانبا ہو جلتی ہے واں
کہی تیوں کرے گا جو اے جاں توں ‏ ‏ کئے تیوں ہے لک مج پہ احسان توں
بھلا ہے جو واں لگ اپے جائے توں ‏ ‏ کہ حال آپنا مدعا (مقصد دل) پائے توں
کہ انپڑیگی[1] وو تیرے احوال تئیں ‏ ‏ قبولیگی وو تیرے اقوال تئیں
کہ وو گن بھری بخت ور نیکنام ‏ ‏ کریگی تیرا کام ہر کیوں (کسی طرح) تمام
کہ دہرتی (رکھتی) ہے او دوست انسان کوں ‏ ‏ کریگی بہوت پیار تج جان کوں
جو تیری زباں تھے او روشن ضمیر ‏ ‏ سنیگی ترا قصہ یو دلپذیر

---

[1] یہ شعر وجدی کے لکھے ہوئے نسخہ میں نہیں ہے۔

تو ہر کیوں کرے گی تجے سرفراز — کہ ہے شاہبازاں میں توں شاہباز

ن تیری مائی ہور باپ کوں منگلے — ملایک کرے گی مجے ہور تجے

کہ دیہرتی ہے قدرت دو اسباب کا — ہو خوشحال توں وقت ہے لاب کا

ولے تج یکیلا کپر انیں ہے کام — جو ڈھنڈ کر سکے کاڑ اُس کا مقام

سلامت سوں انپڑائے تج میت کوں — دیونگی سنگات ایک عفریت کوں

نہ آزار ہوئے تیوں تیرے بال کوں — وہاں بھیج دیونگی تج لال کوں

۱ جکچ غم ہے دل میں سو توں کاڑ سٹ — گرد ورد کا مکھ پو تھے جھاڑ سٹ

ن تیرے تئیں وو شہزادی ہور اُسکی مائی — بہوت کچ سفارش کیاں مجکوں آئی

کیتے وضع سوں کر سفارش تیرا (۱۶۹۰) پڑی تھی گلے انت لینے میرا

ن ولے کوچ خاطر میں نالائی میں — تغافل میں سوں کر اپس بھائی میں

ن۔ میرے باپ ہو ماں کوں دے فریب — تیرے من کے مطلب کوں دیونگی زیب (ح)

۱۔ یہ شعر وجدی کے نسخہ میں نہیں ہے۔

ن جو او شاہزادی او تم ذات کی — اُپیں اپنی ماں مج سوں یو بات کی (ح)

ن۔ سو ہرگز نہ دی انت اُس سات میں — تغافل میں بھائی تھی وہ بات میں (ح)

ابھی توں نکو بول کچ اُن کے دہیر — خجل کر نکو گال میرا سر بر

کہیا شاہزاد امیرا کیا مجال — جو ٹھیلوں تیری بات اے جگ اُجال
رَد کروں

تیرا امر مج سر پہ جیوں تاج ہے — مجے تج طرف تھے رواج آج ہے
بڑا راج

بچن گھٹ کرے یوں ہوئے ایک دل — صبا لگ گمیں باغ ہیں دوئی مل
عہد

اُجالا ہوا جگ میں جیوں صبح کا — رہے لیٹ اپن ٹھار انجان جا

آوردن مادر شاہزادی بدیع الجمال را نزد سیفُ الملوک

علامت سوں نیک اختری کا ظہور — کیا جیوں جہاں میں جہانتاب سور

سو اُس کی سنگاتن سوں مل اسکی مائی — بھینتر اُس پریزاد کے ڈیرے آئی
اندر

دعا کر کہی یوں کہ اے گلعذار — عجب آج کا دیس ہے کامگار
دن

ن۔ کئے دو توں مل عہد یوں استوار — صبا لگ گمے باغ میں ایک ٹھار (ح)

ن۔ جو برکت ہوا دیں شبستان جا (ح)

ن۔ صبا اُس دلارام کے گھر کوں آئی (ح)

غنیمت ہے یو فرصت آرام کر توں کل شرط کی تبو پنچ اب کام کر

کہی شرط کل کی بجا لیاؤں نا تیرا ورہں اُسس آج دکھلاؤں نا

نکو ٹھیل دے توں میری بات اُتال میرا دودپی ہے سو کر توں حلال

جو بیٹی میری بہان تیری اہے توں اُس تھے سگی میری بیٹی اہے

کلیجا کتے سو میرا توں ہے آج سچ ایمان مج جیو کیرا توں ہے آج

توں آج اُس دکھی یار کوں یاد کر دکھا درس تیرا اُسے شاد کر

جدائی تو نیں کچ ہمن تین میں توں یک نام کر لے دنیا دین میں

کہونگی تجے تو بدیع الجمال جو اس بیوا کوں کرے گی نہال

منت میری خاطر میں لیا ہر سند کہ رہگا تیرا ناوُں ازل تا ابد

جیوں اس بات پر تھے چھوٹی گدگلی سو راضی ہوئی وہ چنچل چلبلی

محبت منے دیک اُس کا خیال قبولی وو کئے بتوں بدیع الجمال

جما کر خوشی من کے سو رات کی کئے گرم مجلس خوش اُس رات کی

کدورت سوں جیوں آرسی پاک ہو اثر سات سر سوں طربناک ہو

سو چاروں ملے خوش ہو ویں ایک ٹھار سو بیٹھے لطافت سوں مجلس سنوار

اد یک گرم صحبت سو خوش سات ہوئی ٹلیا دیس باتاں میں سو رات ہوئی

ڈوبیا سور مہتاب آیا نکل — برسنے لگیا صاف چندنا نچھل

ستارے جھمکنے لگے ٹھار ٹھار — چھپا جا کے ظلمات میں اندکار

اوجالا ہوا صاف یوں چوکدن — زمین کوں مگر لائے تھے گھس چندن

صفادار اس بزم کے نور سے تھے — جھمکتے اتھے شمع خوش دور تھے

ہر یک ٹھار پر شمع کی روشنائی — جکا جوت سو چوکدہن جگمگائے

منگائے نچھل مست رنگیں شراب — (۱۷۲۰) صرایاں بھرے پاچ کیاں بجیاب

بھرانے لگے پیالے یاقوت کے — سٹے میانے بادام لیاقوت کے

وو گنونت شہزادی ہور اسکی مای — ادہی رات لگ وقت اپنا گمای

رضا لے چلیاں واں تے اپنے مندہیر — ہوئی یاں خوشی زیاست دونوکوں پھیر

اثر بھید من میں ہوئے مست خیال — وو سیف الملوک ہور بدیع الجمال

جو دیکھن لگے خوب اکیس کوں ایک — انکھیاں میں رہے کھوب اکیس کوں ایک

کہ تھے ایک تے ایک صاحب جمال — متی ہو محبت کے او جگ اوجال

ہلوں ہلت میں ہات لینے لگے — چمے لگ محبت سوں دینے لگے

بدن دو طرف تھے جو آیا اوبل — ہوئے محو آپس میں آپیں پگل

عن: بدن پاک دو دہر اُبلنے لگیا — بکس کا سو یک دل پگھلنے لگیا (ح)

ہوے سُد گنوا بے خبر دو جنے — سُتے مل کے دیں یک بچھانے منے

ولیکن اُنن میں نہ تھا کچ خیال (۱۰۳۰) کہ تھے پاک دامن ہیں دونوں کمال

جکوئی پاک عاشق ہے باول نہیں — وو سنگین ہے کچ اوتاول نہیں

یقیں جان توں عشق جاں پاک ہے — طلب نفس کا اُس انگے خاک ہے

صبا جو رین میں تھے پیدا ہوا — جو مشرق کدن تھے ہویدا ہوا

چھپا چاند جا سور کی تاب تھے — یکایک اُٹھے جاگ وو خواب تھے

چلے اپنے خیماں میں جھٹ پھانک ہو — رہے دونو دو دہبر تھے دو آنک ہو

سو سیف الملک رات کے ذوق سات — کلینے لگیا اس وضع شوق سات

کہ کیا کچ مبارک تھی رات آج کی — مگر حور آئی تھی معراج کی

عجب فیض پایا ہیں اس رات میں — کہ معشوق آیا تھا مج ہات میں

مجے عشق کا مست انپڑیا شراب — سُتا تھا میرے گود میں ماہتاب

یہی ذوق جیتا ہوں لگ بس مجے (۱۰۴۰) یہی رنگ بس ہے یہی رس مجے

ع ن ۔ ادنو پاک دونوں جنے ایک حال (ح)

ع ن ۔ کہ ہے آج اُتس پہ اُتس مجے (ح)

چڑیا تن کوں کس (قوت) دل کوں اُمس (ہمت) ہوا   بڑا جس (قوت) ہوا منج بڑا جس ہوا

فرستادن بدیع الجمال سیف الملوک را

در شہر سیمیاپٹن

جو[لہ] اُس باوری (دیوانی) کا پری زاد کوں   لگیا باؤ (ہوا) اُس سرو آزاد کوں
چڑی عشق کے خوش ہنڈولے منے   پڑی جا محبت کے جھولے منے
ہوئی جیوں کہ لیلی سو اس لال کی   بھنور (بھنورا) ہو کے اُس پھول کی ڈال کی
پریشانگی میں لگی پھیر نے   لگی برہ (ہجر) دریا منے تیر نے
غُطے (غوطے) بے سُدی (بیہوشی) ہو جو کھانے لگی   سو حیرت میں پڑ رنگ پھرانے (بدلنے) لگی
دیوانی ہوئی سد چھُٹی (ہوش گنوائی) ذات کی   لگی خوب صحبت اثر رات کی
جو پائی خبر پھر کتیک بار کوں (نے کا)   خبردار ہوئی جوں صبا (صبح) ٹھار کوں
سگی اپنی دادی کوں تب یاد کر   ربی نام (خدا کا نام) لے نامہ بنیاد (شروع) کر

لہ۔ نوٹ:۔ ذیل کے گیارہ اشعار نواب سالار جنگ بہادر کے کتب خانے کے صرف ایک نسخہ میں ہیں اور آغا حیدر حسن صاحب کے پاس کے نسخہ میں جو جدی کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔

کری خوش عبارت سوں تحریر یوں (۱۷۵۰) لکھی عشق تازہ کی تقریر یوں

جو ہر بول پر او پگل نیر ہوئے — پگل نیر ہو آپنے دہیر ہوئے

لکھی ہر سطر سو سطر سحر کی — اُس اوپر ال دیں مہر کی مہُر کی

نپھل گن بھری شہ پری بے مثال — سو لکھن چتر دہن بدیع الجمال

ادب کی روش سوں سراپے حساب — لگی اپنے ہاتاں سوں دادی کوں جاب

بلا کر کہی ایک عفریت کوں — میرا امیت ہے ایک اس میت کوں

لیجا کاڑ سیمیں ٹپن لگ شتاب — ملا میری دادی سوں ہور لیا جواب

کہہ اُس شہر بانو کوں میرا سلام — جکچ مدعا ہے سو اُس کا تمام

لیکر آو لے اپنے خاطر منے — کہ آیا ہے دو آس کر تج کنے

وو فرمائی تھی تیوں نچ عفریت سو — ملک زادے کن آئیا دوڑ دو

کہیا اے جگا جوت نوری نہال (۱۷۶۰) منجے بھیج دی ہے بدیع الجمال

تجے اپنی دادی کن انپڑاؤ کر — خبر انپڑیا سو ترت لیاؤ کر

چل آتوں میرے سات یک تل منے — تج انپڑاؤنگا اس کی دادی کنے

ن۔ وو عفریت فرمان بردار دیں — چلیا اُس کے من میت کے ٹھار دیں (ح)

نظر راکھہ سیف الملوک بر قضا — سراندیل کے شہ سے لینا رضا

وو ساعد کتے سو ننھے بھائی تھے — دو شہزادی ہور اُس کیری بائی تھے

دعا منگ لے عفریت کی پیٹھ پر — چڑیا جو کہیا او انکھیا موچ کر

جو سیف الملوک جیوں انکھیاں مونچیا — وو عفریت ویں واں تے حملہ کیا

اُڑایا کبوتر کر اُس جان کوں — چلیا ہور لگیا جا کہ اسمان کوں

النگ آگ کا گرم سمدور گھاٹ — پکڑ راست سیمیں ہٹن دہیر باٹ

جیوں اُس شہر کیرے نزیک آئیا — انکھیاں شاہزادے کوں کھولو کہیا

اُتاریا جو اس شہر میں جا اُسے (۱۷۰) عجائب دسیا واں تماشا اُسے

دیکھیا جیوں انکھیاں کھول سیف الملوک — سولاگے عجب واں کے بربست لوگ

پریاں کا چ غوغا ہے در ہر مکاں — نہیں آدمی زاد کا کیُں نشاں

زمیں واں کی دستی ہے جوتی تمام — کہ کنکر نہ تھے واں تھے موتی تمام

ع ۱۔ سگفتہ ہو سیف الملوک لال وہیں — سراندیل کے شہ سے درحال ویں (ح)

ع ۲۔ رضا لیکے ہمت سوں دل دھیٹ کر — چڑیا جا کے عفریت کی پیٹ پر (ح)

ع ۳۔ پون ہو لگیا جا خوش آسمان کوں (ح)

سکل کوٹ چوگرد بھنگار کا / برستا ہے واں نور کرتار کا
مرصع کے چوندہیر تھے بھانچ اسے / رکھے ہیں ازل تھے نگر بانچ اُسے
بندے ہیں جہچا اُسپہ الماس کا / منڈپ اوسپہ تانے ہیں آکاس کا
سونے کی ہے چوندہیر اونچی دوار / جڑت کے کنگورے اوپر ٹھار ٹھار
لگیا ہے بڑا باغ اُس آس پاس / صندل عود اگر کے بیرک بے قیاس
ہراک ٹھار امرت کی تاثیر کے / بہتے ہیں نخیل کا لوے نیر کے
دیے ہیں ہریک ٹھار ڈیرے بلند (۱۰۸۰) / تناباں مرصع کے میخاں کوں بند
نہ تھا شہر عالم میں اس دہات کیئں / ہوا دیک شہزادا حیران وہیں
لگیا فکر کرنے جو اُس ٹھار پر / کہ خیما شہر بانو کا ہے کیدھر
دیا اُس کوں عفریت جیوں آ نشان / سو نزدیک شہزادا آیا پچھان
اکھنڈ پاچ کا واں دیکھیا ایک تخت / اُس اُپر ال اوماولی نیک بخت
شگفتہ ہو بیٹھی ہے خوش داب سوں / کھڑیاں ہیں پریاں سب ال آداب سوں

ن۔ کھلے ہیں چمن در چمن بے قیاس (ح)

ن۔ موتیاں کا

مکلل ہے کسوت منے نور کی　　تجلی دیپے مکھ اوپر سور کی
او عاشق چلنہار عفریت سات　　کھڑیا سامنے جا روشن ریت سات
انگے ہو کیا شاہزادہ سلام　　سو دیتی علیکی پھر او نیک نام
کہی توں سلام آنہ کرتا منجے　　تو کرتی بلا عذر ٹکڑے تجے
کہ دیواں و پریاں کوں اس ٹھار پر (۱۷۹۰) سکت نئیں ہے آنے کی یوں بے جگر
اتھا سخت تیرا کلیجہ بڑا　　جو آکر میرے سامنے توں کھڑا
سوویں آکہا شاہزادا او سوں　　کہ منج تے ہوا ہے گنہ بخش توں
بدیع الجمال اُس لکھی سو جواب　　دیا ہات میں جا کر اس کے شتاب
پڑی سر بسر جواب وو کھول جیوں　　رُخ اُس کی طرف کر اٹھی بول یوں
دیکھی حرف در حرف مشغول ہو　　سو خاطر میں اپنی کھلی پھول ہو
وو مطلب اُسے خوش موافق لگیا　　یو عاشق او معشوق لائق لگیا
دیک اس کے کد ہن مہر وانی ہیں آئی　　نزک بیلا ہمز بانی میں آئی
سکل صورت اُس کی نجھانے لگی　　ادک فرح پر فرح پانے لگی

ن جو اُس جاب کوں کھول پڑنے لگی　　ہنایت کوں اس کے انپڑنے لگی (ح)

کہ ع۱ توں کون ہے ہور کدہر کا اہے | جو عشق اس سہیلی سوں دہرتا اہے

تیری ذات آدم دِسے وو پری (۱۴۰۰) | تسوں جفت کیوں ہووے وو گن بھری

کہ ہے وہ چنچل پدمنی آتشی | تج آتش سوں گمنے کوں کیوں ہوئی خوشی

کیوں اُس نار سوں ہو سکے جفت توں | کہ دیکھیا اہے یو مگر مفت توں

میری جان کوں بہوت مشکل دسے | کتا کیوں وو تج یک تن یک دل دسے

سنی ہوں پریاں تھے مجے یاد ہے | بڑا بےوفا آدمی زاد ہے

وفا آدمی زاد میں کچ نہیں | جہاں کچ وفا نیں وہاں کچ نہیں

میں ع۲ کس دہات بر لیاؤں تیرا مراد | کہ منج دل کو لگتا نہیں اعتماد

سنیا شاہزادہ جو اس بات کوں | اٹھیا بول اُس وقت اس دہات سوں

اگن عشق کی پھیر اس بات تے | اُٹھی سلگ کر اُس جلے ذات تے

کہ اے بختور مائی گن گیان کی | توں سمدر سچلی ہے عرفان کی

اچھو عمر دنیا میں تیرا دراز | کہ ع۳ توں فی الحقیقت ہے آدم نواز

ع۱۔ کہی تو کہاں کا ہے خاکی نہاد | جو دہرتا ہے اُس نار سوں اتحاد (ح)

ع۲۔ سو کس دہات اے مرد خاکی نہاد | ترو دسوں بر لیاؤں تیرا مراد (ح)

ع۳۔ کرو رحم الہی تجے سرفراز (ح)

نکچ توں کہی سو مجے سچ کہی
ولے سُن کہتا ہوں تجے میں سبی

لگیا ہے مرا دل اوسوں صبح و شام
بھری ہے میری ذات میں او تمام

اگر پوچھنی ہے تو منج بالے بال
بدیع الجمال ہے بدیع الجمال

میں اُس نار کا پاک عاشق ہوں کر
بجا ہے ڈہنڈورا تو آکاس پر

او تم ذات او نار آتش نہاد
ٹھنڈی منج لگی آب تھے بی زیاد

نہ کچ منج میں ہور اس منے فرق ہے
یو تن اس کی پیرت منے غرق ہے

بجیا ہے میرا ہانک ملکے ملوک
بدن کا متا میں ہوں سیف الملوک

میں وو آدمی ہوں جو سب تھے اوّل
دیووں جیو اُس شہپری کے بدل

جم اُس موہنی کا وفادار ہوں
سدا جیو سوں اُس کا خریدار ہوں

بہوت دوکھ دیکھیا ہوں میں اُسکے تئیں
جنگل[۱] گھاٹ کوئی نئیں نہ دیکھیا سو میں

پھریا ڈونگراں ڈونگراں دور کے
کیا دوڑ لئی گشت سمدور کے

کہ اُس کے بدل میں جفا سیں لے
جیا جالیا ہور سینا پیس لے

پھریا سر لے میں دوکھ کے ڈونگراں
کیا تل اوپر سات میں سمدوراں

۱ـ جنگل جاکویل ہو سو ڈہونڈیا ہوں میں (ح)

بہوت مارکاں پیچ کے دیکھیا — تماشے تماشے جگہ دیکھیا
میرے درد دکھ کوں نہایت نہیں — میرے اودسے کوں جو غایت نہیں
توں ہی تیوں سینگی میرا درد اگر — عجب کیا جو جاوے سینا ترخ کر
غریبی مری کچھ لبسرنے کی نئیں — حکایت میری بیگ سرنے کی نئیں
بچن بولتا ہور روتا اتھا — بھرا رنگ تغییر ہوتا اتھا
جو یاد آئی وو دہن سو ہو چرخ ویں — ہوا بے خبر پھر سینا ترخ ویں
دیکھی شہر بانو کہ سختیچ یو — (۱۸۳۰) ہوا ہے گم اس کے پریت پیچ یو
سمج لی اُسے عاشق پاک کر — ہوا ہے برہ کھرگ تھے چاک کر
کہی جو بھلا اُس کے حق پر اتال — جو واقف ہوا اس کو کروں میں نہال
نزیک آپنے پیار سوں ویں بلائی — بہوت مان دے تخت پر بیلائی
کہی غم نکو کر توں خوشحال آچھہ — کھلیا تازہ جیوں پھول کا ڈال آچھہ
کہ ہر کیوں کرونگی تیرا کام میں — دلاؤنگی تج او دلارام میں
کھلاؤنگی غنچہ تیرے آس کا — دپاؤنگی تارا تج آکاس کا

عن ۔ کہی بعد ازاں یوں کہ اے غم زدے — ہنٹ ہات اپس بیخودی کے نہ دے (ح)

لگاؤنگی مرہم تری ریش (زخم) کوں — ملاؤنگی تج سوں تیرے خویش کوں

جنی ماں ہو فرزند پائی اُسے — دے اس دہات (طرح) تقوی (قوت) جلائی اُسے

بجد (ہمہ تن مصروف) اُس (کی طرح) کی ہوئی کارسازی منے — چیت (دل) اُس کی رکھی فرازی منے

طلب سارے دیواں کوں کر ایکبار — (۱۴۴۰) جما (جمع) کر نے فرمائی سب ایک ٹھار (جگہ)

تمام اپنے لشکر حشم بہار سوں — مل اس تملاتے جلنہار سوں

ہوا کے اوپر دو طرف باند صف — چلی ویں گلستاں ارم کی طرف

نزک گلستاں ارم کے جیوں آئی — سو یکیٹھار شہزادے کوں بیلائی (بٹھلائے)

چلی (ن) شہر میں آپ خوشحال سوں — ملی جا کہ فرزند شہبال سوں

بستہ بردن دیوان سیف الملوکؑ را
پیش بادشاہ دریائے قلزم

جہاں جانیاں جس نگہبان ہے — نہ اُس کی کدہیں ذات کوں زیان ہے

عجب کچھ سمایا (سماں) ہے اس ٹھار کا — عجب کھیل کچھ یاں ہے کرتار (خدا) کا

ن ۔ اپیں اپنے دل ہور اقبال سوں — چلی ملنے فرزند شہبال سوں (ح)

کہ جس ٹھاؤں او عاشق نیکنام ایکیلا رہیا جو اتھا کر مقام
سو وو ٹھاؤں اوتار کچ ٹھار تھا جنت کے گلستان کے سار تھا
کھلے تھے کیتک جنس کے پھول واں بوکے بن نہ تھی ناؤں کوں ہول واں
ڈبے تھے چمن سبز سر پھول میں (۱۴۵۰) کتے جنس کی باس ہر پھول میں
پون باج واں کوئی مالی نہ تھا کسی پھول تھے بن وو خالی نہ تھا
کہیں رائی چنپا کہیں سیونتی کہیں موگرہ ہور کہیں رینوتی
کہیں یاسمن ہور مدن بان کئیں کہیں تاج سُرخ ہور ریحاں کئیں
کہیں لال ہور کیں رنگیلے گلال کہیں پھول صد برگ کے بے مثال
کیتک اس منے پھول کیتے کلیاں دیکھیں تو نین کوں اٹھیں گد گُلیاں
کہیں تختے انگور کے بے بدل کئیں انجیر و انار شیریں نچھل
کہیں سیب ہور کئیں انناس خوب کیتک جنس کے میوے خوش باس خوب
کئیں اخروٹ، بادام، پستے نفیس کہیں جوز چلغوزہ ستے نفیس
خوش ایسے اچنبے گلستان میں لگیا سیر کرنے اپن دھیان میں
ٹھنڈی کچ ہوا واں کی جیوں اُسکوں بھائی (۱۴۶۰) سو یک جھاڑ تل خوش اُسے نیند آئی
قضارا او اسفند کیرا پرا جو اُس شاہزادی کوں لیکر اڑا

رکھا جو اتھا قید کر بند سوں — جو نینداس کی باندیا اتھا دند سوں [دشمنی سے]

دو کھی اُس پرے کا بڑا بھائی ہو — مسلم سنک آرام تھے ہات دھو [بالکل، چین]

طلب کر پریاں کوں سو کئی لک ہزار — کیا سب کو تاکید یوں بے شمار

کہ مارِیا جنے بھائی کوں میرے کوئی — سو وو آدمی باج دُوسرا نہ ہوئی [بغیر، دوسرا]

ڈھونڈو جا کے مشرق تے مغرب تلگ — کرو تل اوپر ملک یکدہر تے جگ

تفحص سیتی ہر سند پاؤ اسے [تلاش] — میرے پاس جیتا پکڑ لیاؤ اُسے

چلیاں ویں پریاں ڈھنڈ لیتیاں اُسے — سو پھرنے لگیاں پوچھتیاں ہر کسے

اُن میں تھے کیتک پریاں پاپیاں — ملک زادے کے حق پہ او دہائیاں

یکایک آیاں اُسی بن منے (۱۸۷۰) سنا اُس کوں پایاں اسی بن منے

نزیک آ تمام اُس کوں کیتا ہشیار — کہیا کوں ہے توں تیرا کون ٹھار

نہ تھا اُس بیچارے کے تئیں فام کچ [کرکے، معلوم] — یکایک کھڑیا سر پہ آ کام کچ

سمج یوں پچھانیا کہ سب یو پریاں — اسی ٹھار کیاں ہوئینگی سندریاں

جکچ تھا قصا آپنا سر بسر [قصہ] — کہیا اس پریاں دھیر نا جان کر

وہیں وو پریاں اُس اُپر ٹٹ پڑیاں — ہوا کے اوپر لے اُسے ویں اُڑیاں [سے]

چلیاں گلستان ارم تے النگ — پچھونڈے بندیاں زور ور زور تنگ

پڑی اُس کے گردن پہ جیوں یو بلا | نہ سہہ سک جفا تلملا تلملا
کہیا شاہزادا یو کیا حال ہے | یو کیا قہر ہے جو مج اُپر [اوپر] ال ہے
دیاں جاب [جواب] سب وو پریاں یوں اُسے | توں سنپڑیا ستم پوچھتا ہے کسے
پَرا جو موا ہے تیرے ہات سوں | لگیا ہے فکر اس کیرے [کے] بھائی کوں
وو دریائے قلزم کیرا [کا] راج [راجہ] ہے | شہاں میں بڑا سو وہی آج ہے
ہیں اُس کے فرمان بردار سب | تجے ڈھونڈتے تھے ہر یک ٹھار سب
لجاتے ہیں تجکوں اُسی پاس اتال [اب] | بخانے تیرا کس وضا ہوئے حال
بہرحال اُس لیگیاں راج پاس | سو دیک راج اُسے تند [غصہ] ہو بیقیاس
او ماتم زدا جیوں اُسے دیکھیا | سو ٹکڑے کرو کر اشارت کیا
کہیا[ن] بیگ جلاد کوں مار اُسے | وو جلاد نا مار کر پیار اُسے
کہیا[ن] اُس شہنشہ کوں اِن ہات جا | کہ اس مارنا خوب نئیں اس وضا
سو رکھیں جیوں اُس کے تئیں بند کر | جو جھر جھر عذاباں تھے یو جائے مر

عن ۔ اٹھا ایسے میں پر دہان اس کا گنبھیر | بوجھا آگ اُس کا ٹھنڈا کر سر بیر (ح)
عن ۔ کہیا یوں کہ اے خسرو جن وانس | دنیا میں بڑی اک بلا ہے یو جنس (ح)

اسے مارنا خوب نئیں ایک بار — عذاباں سوں رکھنا اسے ایک ٹھار
جو جھر جھر اپس میں اپیں صبح و شام (۱۸۹۰) دیوے چھوڑ دقت سوں جیوڑا تمام
اگر مارتے ہیں تو ایکیچ بار — وہیں جیو دیکر سو مرتا ہے ٹھار
کہے تیوں بند اُس سزاوار ہے — ولے کیا رضا شہ کی اسٹھار ہے
جو جلاو تھے شہ سنیا یو بچن (عن) — سو فرمائیا تیوں چ کرنے جتن
رکھیا (عن) شاہزادے کوں جیوں بند میں — بہر یاد وک بندے بند کے پیوند میں
بڑا درد اُس عاشق پاک کوں — ہوا بند میں اُس دردناک کوں
لگیا رُونے ہور سینا پھاڑنے — سکت نئیں جو واں تے اپس کاڑنے (نکال)
دھسے بخت (قسمت) پھر اس پہ دند کیے (دشمن کی طرح) سار — سو مرنے کے کارن ہوا اختیار
خدا باج بھی اُس نہ تھا کوئی نزک — کرے (عن) یاد اُس شہپری کوں ادک
دکھوں تے اپس میں ہوا یوں ملول — نہ تھا آدمی کا کچ اُس میں اصول

عن ۔ سن اس بات کوں وو غضبناک دیں — سینے کوں غضب نے کیا پاک دیں (ح)
عن ۔ نہ مار اُس رکھو کر کہیا بند میں — رکھے بند میں سو رہیا دند میں (ح)
عن ۔ لگیا تلملن گھابرا ہوا دیک (ح)

پڑیا دور جیوں آپنے خویش تے سو تازا کیا ریش (زخم) کوں نیش (نشتر) تے

نہ کچ فہم اس ہیں نہ کچ گیان (عقل) تھا اُسے قُوتِ (غذا) معشوق کا دھیان تھا

جو وو ماولی گن بھری بے نظیر سو لکھن ونتی (نیک بخت) شہر بانو گنبھیر

سو اُس پاک عاشق جلنہار کوں گرفتار ہو تلملن ہار کوں

رکھے ٹھار پر ہیچ کر جان سے خوشی بے نہایت اپس آن لے

ملی جا کے جیوں (ہی ہے) اپنے فرزند کوں نپھل نور دیدے خردمند کوں

ہوا اما (ماں) کوں دیک شاہ یوں شاد ماں جو گل گُل ہو کیتا (کرتا) دُعا آسماں

او تز بات میں وو تھنڈی ہیٹ کی کہی حال اُس جان کے بنیٹ (دوستی) کی

سو کرسی اوپر بیلا (بٹھا) بات (کرنے) کوں کئے شاد شہبال کی ذات کوں

کہی حال سیف الملوک کا تمام سنائی قصا اس کے دوک (دکھ) کا تمام

سو شہبال او سات (وو ساعت) اُس تل منے محبت پکڑ آپ (عزت اوبال) نے دل منے

کہیا اپنی ماں کوں کہاں ہے وو جوال دیکھن (دیکھنے) اُس کوں تپتا (ترپتا) ہے میرا پران (جان روح)

کہی شہربانو میں اُس جوان کوں سو آتے وقت سات (دنیا سنگات آپنے) لے آئی ہوں

فلانے چمن میں رکھی ہوں اُسے یکایک ڈری (خوف کی) لیا نے تج کن اُسے

کہ آدم ہو وو آدمی سو کہیں کسی وضع ہمنا سنپڑتا (ملتا) نہیں

مبادا اگرے گا توں اُسکوں ہلاک　　بہت یک ہیرے دل منے تھا یو دہاک (خوف)

سو درحال شہپال شہ بختور　　پریاں کوں دیا بھیج اُس لیاؤ کر (لانے کے لئے)

بولا بھیجیا بھیج کیبتک پری　　سو جا اُس گلستان میں گنُ بھری

جو اتریا اتھا شاہزادا جہاں　　وہاں جائیکر دیکھیائے وہاں

دیکھے ڈھنڈ چمنے چمن ٹھارے ٹھار　　نپائے کہیں سو لگیا خار خار (کھٹکا)

کہیاں شاہ شہپال کو جائیکر (۱۹۲۰)　　کہ وو جان وسنائیں (نظر آتا ہیں) اسٹھار پر (اس جگہ)

فکر زاد (فکرمند) ہو پھر کہ آتے براں (وقت)　　کہیا یک پر اسامنے ہوکے واں

کہ دیکھیا ہوں میں خوب اُس جان کوں　　نچھل حسن کے اُس اوتم بھان کوں (خوب سورج)

پری یک جماعت کی (گروہ کے ساتھ) جاتی اتھی　　ہوا پر اُڑا اُسس (اُسے) لجاتی اتھی

شگفتا نہ تھا (بحال) سخت دلگیر اتھا　　ولے میں نہ پوچھیا سو تقصیر اتھا

سُن اس دہات (طرح) اُس جواں کے حال کوں　　کہے آئے کر تیو (اسی طرح) چخ شہپال کوں

سو شہپال بن شاہ رخ جیوں بو بات　　سنیا سو لگیا تلملن دہات (طرح) دہات (طرح)

جو تھا شاہ خوشحال جیوں پھول کھل　　سٹیا سوچ آپیں ہوا وین خجل (ان نے سو یو بات سن کر)

کمر شہر بانو کی بیٹی وہیں　　پریشانگی دل میں بیٹھی دہیں

جو اس حال تے دہن بدیع الجمال　　خبر پائی سو سُد (ہوش) گنوا ہوی نڈھال

پڑی بہیں اوپر جو نہ تھا تاب اُسے سو چھڑکیاں پریاں ہو کہہ گلاب اُسے
کیتک بار کوں پھر جو ٹک ہوش پائی سو اٹھ کر ہلوں اپنی دادی کن آئی
کہی اے سکی کیا کروں میرا تا ال کہ دستا ہے اُس باج جینا محال
میرا جیو تھا سو وہی بہو تھا کہ اُس بہو پر لئے مرا جیو تھا
اُسے واں بیکٹ چھوڑ کی آئی توں سنگات اپنے کی نا اُسے لائی توں
کتی کس وضع کام توں ہائے ہائے کہ یاں نیں رکھی فام توں ہائے ہائے
کری کام اِتا نہ پورا کری دہتورا دِسے مجکوں دیوانا کری
دیوانی ہوں ہیں وو دیوانا کہاں وو دانشوری کا ہے دانا کہاں
کدہر گئی وو روشن ضمیری تری یو کس دہات کی دستگیری تیری
ادہر لگ میرے لیا کہ امریت کوں پھر آکر لیکر گئی توں اس ریت کی
اگر ہوسے تو پھر تج سوں ہونا یو کام ہنیں تو مرا کام ہے یاں تمام
جیوں اس دہات دو چلبلی بول اٹھی چھپے راز کوں آپنے کھول اُٹھی
سو لک دہات دلگیر ہو ماولی ہوئی ویں پگل نیر وو ماؤلی

ع۔ پریشان مج دے دہتورا کری (س)

چلی آپ نے پوت شہبال کن | جکا جوت او خسروی لال کن

کہی اے میرے من کے بن کے نہال | کہ یو کام تجسوں ہے نسبت اِتال

یکایک جو یا نتے ہوا غیب وو | سو تج شاہ کوں ہے بڑا عیب یو

ترے ملک ہیں تے ہے قدرت کسے | جو یوں کاڑ چوری لجاویں اُسے

ہر ایک دہات سوں کر تو پیدا اُسے | تفحص ستی ہر سند پا اُسے

کہ عاشق ہے اس کی بدیع الجمال | مبادا ہووے اُس کے تیں پائمال

مگر شاہ دریائے قلزم کے لوگ | عداوت سوں سورا کیتے ہیں یو روگ

کہ اس کے جیویں مار کر بھائی کوں (۱۹۵۰) سراندیل کے راج کی جائی کوں

یکیلا ابیں کاڑ لیا یا اِتھا | سو ما باپ سوں لیا ملایا اتھا

اُسے مکر سوں دند کر اودندی | کیا آج تج تے مجھے شرمندی

توں فرزند ہے گر مرے پیٹ کا | تو یاں نیٹ کر وقت ہے نیٹ کا

مہروان ہو اُس دردمند پر | توں اپناچ کر جان فرزند کر

ن سُنی شہربانو جو اُس کے بچن | پشیمان ہو آئی شہبال کن (س)

ن - نہ دیکھی کدھیں کام ایسا محال - (س)

ن - اسے توں اپے آج ما باپ ہو | کہ تج بن نہیں کوئی ما باپ سو (س)

کر اس وقت پر اس کی حق یاوری — دکھا آج جگ میں تیری داوری
میرے من کوں سنتوس سوں پور کر — یو شرمندگی مج تے توں دور کر
کہ نادان بالی بدیع الجمال — تیرا جیو ہے ہور تیرا ملک و مال
اُن اپسیں جو ہونا کیتی ہوئینگی — وہی پیو ہو ناکیتی ہوئیں گی
جہاں تھے کھڑیا آج یو کام یوں — توں کہہ تا تجے ہووے آرام کیوں
لگا عشق اُس جان کا پھر اُسے (۱۹۶۰) مسلم دیوانا کرے چہر اُسے
انگے سر تے جیو توڑ لے آپنا — وو کونلا سینا پھوڑ لے آپنا
دنیا بیچ یوں بول رہ جائے گا — خلق کوچ کا کوچ کہہ جائے گا
کر استھار پر سعی توں آپ ہو — ترت اُس بچارے کوں ماباپ ہو
سو شہبال شہ فتح کے کھڑگ کا — دلاور نپٹ باگ کے ورگ کا
فتح کے دیامے پہ لکڑی کوں ٹھوک — چلیا لاٹ کا ٹھاٹ سنگات لوک
غصالا ہو شمشیر کوں ہات لے — سرب دل کوں سب اپنے سنگات لے
سلح ہور سنجوت سوں سر بسر — پریاں ہور دیواں کوں مستید کر
یکا ایک جاگے پہ تے جیوں ہلیا — جیوں اسمان بادل کے دل سوں چلیا
مبادا نوی کر زمیں بہار سوں — ہوا پر رہیا آپنے بہار سوں

جو دیکھے دل اُس شاہ کے کوٹ کے　　سو بحکیے ملک عرش کے گوٹ کے
دکھیت سلح سنجوت کا لک لکاٹ　　گیا سور کیرا سینا پھاٹ پھاٹ
یکایک نظر جیوں پڑیا وو ہجوم　　ہوئے گھابرے کھلبل سب نجوم
اُٹھیا غل جہاں کا تہاں بے قیاس　　گئی یو خبر شاہ قلزم کے پاس
کہ شہبال بن شاہ رُخ بادشاہ　　دلاور جہانگیر انجم سپاہ
تیری سب ولایت کوں پامال کر　　وو آتا ہے تیرے اوپر چال کر
سنیا شاہ قلزم جو اس بات کوں　　دیا بھیج حاجب کوں اسدہا سوں
کہ آنا تمھارا ہوا کیا سبب　　مرے من کوں لگتا ہے بہوتیچ عجب
کسی کوں نہ تھا آج لگ یو مجال　　جو مج ملک اُپرال کر آئے چال
خلاصا جو کچ ہے سو کہہ کھول کر　　شتابی سیتی بھیج دیو بول کر
کہ خوبی نہیں کچھ تمیں آئے سو　　شتابش یو الغار کر دہائے سو
خبر اس وضا کی لے حاجب شتاب　　جو حاجب انتہا لیونے کوں جواب
سو شہبال شہ خسرو بے نظیر　　دیا جاب حاجب کوں یوں گر گنبھیر
کہ تم جو گلستاں ارم سے جسے　　پکڑ لیائے ہیں بھیج دیو وو اُسے

ع۱؎۔ سنگات اپنے لے بے نہایت سپاہ (س)

جو وو آدمی ہے مرے پیار کا — نہیں کوئی دنیا میں اُس سار کا

مروت سوں دیو ئیگے تو جاؤں گا — وگرنیں تو تمنا پہ چل آؤں گا

ویں یکدہر تے دریائے قلزم کوں جال — کرونگا تمن سب کے تئیں پائمال

دیے باج اُسے یاں تے ہلسوں نہیں — کہ گاڑیاں ہوں رن تھانب ٹلسوں نہیں

دو حاجب جویں اُس وہات پایا جواب — کہیا آپنے شہ کوں یوں جا شتاب

رکھیا ہے جسے توں نپٹ بند سوں — اُسی آدمی زاد کے دند سوں

اَدک گرم ہو تج پہ آیا اہے (۱۹۹۰) اُسے بھیج دیو کر کوایا اہے

وگرنیں تو منگتا ہے لڑنے تسوں — سرب دل سوں اپنے جھگڑنے تسوں

بہت لشکر آیا ہے اُس کے دنبال — یکایک اُسے یاں تے جانا محال

سُن اس بات کوں شاہ قلزم وہیں — نہ لیا تاب پھر ہو کے برہم وہیں

کہیا جا کے اِنبار یوں بول اُسے — کہ آیا ہے توں دھنڈ لیتا جسے

سلامت سوں وو نیں ہے اِسٹھار پہ — کہ بہتے دن ہوئے اُس جیوں مار کر

ع ن۔ ہوا ہے دو آدم تو

ع ن۔ وو کر چال آیا ہے تیرے اوپر — کتا ہے اس کوں اُسے دیوگر (س)

ع ن۔ کہ سمجھا ہوں میں خوب اس کا خیال (س)

توں اپنے سَرب دَل سوں جا یاں تے بھاگ　　نہیں تو تجھے میں کروں گا ہلاک
(تمام لشکر)

نہ ہو اُس کے پَپے چھوڑ دے یو خیال　　جیوں آیا ہے توں جا بوتن یاں تے سنبھال
(درپے — جس طرح — اسی طرح)

نکر تیز اَپس اس شتابی ستی　　نہ ہو تند جا یک رکابی ستی

پَہَرَا اَا نہ ہو چھوڑ دے شاند توں　　عداوت نہ لے منج تے یاند توں

نکو کھول فتنے کے موندے کو اڑ　(۲۰۰)　نکو توں ستم منج کوں بہار کاڑ
(بند — دروازے — نکال)

کہ ہوں آفت روزگار آج میں　　جو نکلوں سَرب دَل سوں بہار آج میں
(تمام فوج — سے — باہر)

تو یکد ہیر تے ویں خرابی کروں　　دیدے کے اوپر فتح یابی کروں
(ایک دم — دشمن)

غصے سات اس وہات کہہ بھیج دیں　　ہوا مستعد بیگ لڑنے کے تئیں
(جلد)

جنگ کردن شہبال با شاہ قلزم و خلاص نمودن سیف الملوک

کہنہار یوں قصہ حرب کھول　　کہے اُس وضا سوں زبان جِب کھول
(کہنے والا — جنگ)

کہ شہبال بن شاہ رخ بے نظیر　　جو حاجب تے کڑوے سینا بول پھیر
(ایلچی — جواب میں)

نپٹ زہر سوں تلخ کر دہات کوں　　لیا پیچ جیوں اژدہا ذات کوں
(بالکل — بل — اپنے آپ)

ہوا تند ہور تیز اد ک آگ تے　　غصالا ہو کر اژدہا باگ تے
(زیادہ — غصہ — بھرا ہوا — شیر)

اوچایا شطت کا علم اس وضا — جو حیراں ہوا خلق آیا کر قضا
اوچا دل پہ دل خوش چپار استا — کیا ہر طرف تے صف آراستا
ہوئے جمع جنگی ہزاراں تمام — قوی دست خونخوار شیراں تمام
یکیک جان یک کوٹ بے برز جیوں — لئے ہات میں فتنے کے گرز جیوں
کئے رخ دندے پر جو ہر ٹھار تے — زمیں بیس گئی تھی اسی بھار تے
غضبناک ہو جیوں اگنے دل ہوئے — کلیجے پہاڑاں کے پھٹ جل ہوئے
ترائی نفیریاں سو جیوں بر غماں — ہوا گھابرا جو کہ پڑ آسماں
سلح پوش پولاد کے کوٹ جیوں — بڑا شور سمدور کی لوٹ جیوں
اُتالے ہو آفت بھرے عزم سوں — کھڑے آ کے میدان میں رزم سوں
بھیایا وُجوں قہر کا شور سات — شطت کی اگن سلگ اوٹھی زور سات
اُٹھیا غل جہاں کا تہاں مار مار — قیامت زمیں پر ہوئی آشکار
جھلک دیک بجلیاں سی تردار کے — اوڑے فاختے سخت سنسار کے
جو دو راج دو دھر تے برہم ہوئے — گگن سات ہیبت تے درہم ہوئے
غصے کا جو بارا اٹھیا زور سوں — پڑیا اُس کے لشکر پہ جا قہر سوں
سٹیا اُس کے لشکر کوں جاں تاں بکھیر — لگیا توڑنے تول سوں گھیر گھیر

جو دوڑ اُس کے صف پر دلیراں بڑے — تو بکریاں اوپر جا کے شیراں پڑے

سٹے خاص ہور عام کوں کاٹ کاٹ — جو کسکوں نہ سمجھا انھا باٹ گھاٹ

دلیراں جو شہبال کے پائے بَل — سو فوجاں کوں یکدہر تے اسکے کُھندل

سٹے دہڑ پوتے یوں منڈیاں کاٹ کاٹ — نہ تھی باٹ جانے کسے واں تے نھاٹ

جو دریا لہو ہو اُبلنے لگیا — گگن اُس پہ کشتی ہو چلنے لگیا

سَراں تیر تے لُہو کے سمدور تے — جو دستے اتھے بُرٹ بُرٹے دور تے

دَہڑاں سب تپٹ بوح کے لوٹ مار — تھے ڈبتے نکلتے نہنگاں کے سار

بلایاں کے باناں کوں جیوں آگ لائی (۲۰۳۰) زمیں ہور زمانے کوں ویتاگ لائی

غضب پر غضب کا جو بارا ہوا — سو ایسا بڑا کچ دہولارا ہوا

دنیا غیب ہوی اُس دہولارے منے — گنوا آتا گیا دیس اندہارے منے

لیا گرد جا ڈہانپ اسمان کوں — دہنواں سانپ ہو نگلیا بہاں کوں

سو دریائے قلزم کوں ہیبت چھوٹی — زمیں کے تلے گائے اڑرا اٹھی

بڑا رَن پڑیا سخت رگڑا ہوا — کہیں ئنے سو نادر یو جھگڑا ہوا

ہو دیواں کے ہاتاں کے برہم تمام — گیا اوٹ دریائے قلزم تمام

فتح پائے شہبال کے لوگ سب — کئے چور شمشیر سوں ٹھوک سب

چڑے پیٹھ ہور جا کہد یڑے وہیں ۔ سو حلقا ہو چوندہیر بیڑے وہیں
جو قدرت کے بل سوں ادک فتح پائے ۔ پکڑ شاہ قلزم کوں درحال لیائے
نظر اس پہ شہپال کی جیوں پڑی ۔ سو ارواح اُس راج کی جیوں اڑی
بولا کر نزیک اُس اٹھیا بول یوں ۔ کہ اے بے کٹر ناجواں مرد کیوں
توں اُس جان کوں مار ضایع کیا ۔ سو دیک جیو اس کا کیونکر لیا
کہ اوتار تھا جگ میں او نیکنام ۔ وفادار اتھا آدمیاں میں تمام
تجے چھوڑ ہرگز نہ دیسوں اتال ۔ کروں گا ملا دھول میں پائمال
کہ سنپڑیا ہے توں آج مج ہات میں ۔ توں سچ بول جھوٹا نہ ہو بات میں
اُسے کیا کیا مار کر کان سٹیا ۔ یکایک غصا اُس پہ تج کیوں چھٹیا
رنجایاں عذاباں دے کس دہات سوں ۔ دکھایا توں کس دہات کے گھات سوں
جو وو منجکوں یاد آتا اہے ۔ تو سینا مرا اپھاٹ جاتا اہے
گلے پڑ لگیا یوں ہلم دنبال ۔ سو وو راج ہے تیوں کھا کھول حال
کہ وو جان تیرا جو میتا اہے ۔ مو انئیں کہ اجنوں وو جیتا اہے
اسی کے بدل میں منگایا اتھا ۔ جو بھائی کو میرے وو ماریا اتھا
غصا تھا سو بند میں رکھیا ہے نہ مار ۔ سلامت سوں ہے وو جتن اک ٹھار

جو تج تے رضا ٹک اگر پاؤں میں | تو لیا اس کوں درحال دکھلاؤں میں
ولے تو ج شہ کو روا یوں نہ تھا | یک آدم کے تئیں مج دو کھانا نہ تھا
میرے سب پری ہور دیواں کوں مار | کیا نیست نابود ویں ایک بار
ہیٹیلا ہو میرے اوپر ہٹ پکڑ | کیا شہر ہور ملک میرا اُوجڑ
جو یو بات خاطر ہیں آیا اُسے | گلے عذر خواہی سوں لایا اُسے
کہا یوں قضا آگھر یا ناگہاں | نہیں مارنے دم سکت کس یہاں
اوبل کر گیا دو طرف تے اوبال | نہ کر فکر دل میں توں ہرگز اپال
بولا بھیج اُس میری من ہیت کوں (۲۰۶۰) محبت سوں کر تازہ پھر ریت کوں
جو توں ہور ہمیں سیر تے پھر شاد ہوئیں | عزیزی میں بھایاں کیرے ناد ہوئیں
یکایک کھلے بخت کے جیوں کواڑ | سو لیائے اُسے بند میانے نے کاڑ
دکھیا جیوں او دیدار شہبال کا | کھلیا سر تے ویں پھول جیوں ڈال کا
پڑیا آئیکے شاہ کے چرن پر | کھیا یوں کہ اے خسرو بحر و بر

ذرا؛ ابھی؛ موزوں؛ ب: ت؛ قسمت؛ لگا یا؛ غصہ؛ نکل؛ اب؛ دل؛ دوست؛ رسم؛ نئے سرے؛ قرابت؛ بھائیوں؛ کے مانند؛ دروازے؛ قید؛ میلے سے نکال؛ ب: ت؛ شگفتہ ہوا نئے سرے؛ جوتے؛ ب: ت پاؤں

ب: ت۔ جو یو بات سُن مہر آیا اُسے (س)

ب: ت۔ نظر جو پڑی اُس پہ شہبال کی | ضعیفی گئی اس کے سب حال کی (س)

بڑے بخت (قسمت) میرے دیکھیا آج تج　　بھگی (بھری) بازواں لگ خوشی آج مج

گیا سب میرا غم تیرے دہیر (وجہ) تھے　　کہ جیو (جان) دے بچایا (بچایا) مجے سیر (پھر سے) تھے

جو اخلاص (محبت) میرا او سیا تجکوں خاص　　کیا خوش مجے بند (قید) میں تے خلاص (رہا)

ہوا[1] ذوق اسی بات تے اُس زیاد　　سو پایا اُسے اپنے فرزند کے باد (نثار)

او چالے (اٹھا) کے چھاتی کوں لایا (لگایا) وہیں　　کہ او تار کچ ہے کہ پایا وہیں

فضیلت[2] میں ازما کے دیکھین (دیکھنے) لگیا　(۲۰۷۰)　بچیچ پوچھیا سو وو بولن (بولنے) لگیا

ہر ایک بات پر اُس کی حیراں ہوا　　کھلیا سر تے تازہ گلستاں ہوا

کتے[3] (کئی) لک خوشیاں دل منے آن کر　　کیتک دیس (دن) اُس شہ کوں بہو (عزت) مان کر

دے[4] اس کا ملک اس روانا کیا　　اپیں آپ نے ملک جانا کیا

اُٹھیا فتح کے جیوں دمامے (نقارے) کوں ٹھوک　　ہوئے شاد تر لوک میانے کے لوگ

---

[1] شہ اس بات تے ذوق پا بے شمار (س)

[2] جو دیکھیا فضیلت میں اُس آزما　　فضیلت کے تھا اوج کا دو ہما (س)

[3] خوشی دل منے لاک لاک آن لے　　ادک شاہ قلزم کوں بھومان دے (س)

[4] خوش اُس کے ملک کوں روانہ کیا (س)

فلک رخش (گھوڑا) ہور ان تَل آئیا زمانا لے غاشا اگے دھائیا (رہا)

چلیا آپنے شہر میں نبیٹ (استقلال) سوں لے سیف الملوک لال کوں پیٹیں (سوں)

بلند عرش لگ یو اوازا (شہرہ) ہوا زمیں آسماں سرتے (پھر سے) تازا ہوا

خلق سب گلستاں ارم کا تمام ہو خوشحال پایا انند (آرام) خاص و عام

بدیع الجمال آپنے من (دل) منے کھلی جیوں کلی پھول کی بن (چمن) منے

اوتم (نیک) شہر بانو گنی (عقلمند) حق گذار (حق شناس) رو ما روم (رُواں رُواں) پائی خوشی بے شمار (بے قیاس) (۲۰۸۰)

کتی لگ وضا (وضع) ذوق کے حال سوں دعا اپنے فرزند شہبال کوں

کہی یوں کہ اے شاہ آفاق گیر فدا ہر گھڑی تج پہ جیرا (جاں) ہیریر

جو کنولی سہیلی بدیع الجمال ہے پتلی تیرے نین (آنکھوں) کی جگ اُجال

کتے دہات (طرح) سوں بے نہایت (انتہا) سرائی (تعریف کی) سوویں خواستگاری (شادی کا پیام) کے باتاں چلائی

کہی اے تجلی میرے نین کے کہ آرام مج جیو (جان) نا بین سکے

جو بیٹی ہے تیری بدیع الجمال سو سیف الملک سوں ملا توں اتال

دو سیف الملک جان روشن ضمیر سمد (سمندر) گیان (عقل) کا عاشق بے نظیر

دو ایکس (ایک) کوں یک (کے ایک) دونو عاشق ہیں پاک سو باطن میں ہیں عشق سوں چاک چاک

اونو دونو یک ہو و ناساج (سجتا) ہے دنیا دین میں یو بڑا کاج (کام) ہے

سوشہبال ماتے سنیا یو جو بات (۲۰۹۰) قبولیا وہیں لاک خوشیاں سنگات
ماں سے ۔ قبول کیا۔ راضی ہوا

کتخدائی سیف الملوک و بدیع الجمال

مدد فیض جوں آسمانی ہوا — زمیں ہور زمانا نورانی ہوا

سعادت کے تازی ملے ایک ٹھار — سو پرگٹ کیا ذوق کیرا ابھار
نیک بخت ۔ گھوڑے ۔ جگہ ۔ ظاہر ۔ کا

خوشی کے کھلے پھول پھانبٹے تمام — کئے شکر جیباں ہو کانٹے تمام
شاخ ۔ زبان ۔ خار

ملک فال دیکھ عرش پر غل اوچائے — فرح پا وہیں میزبانی گنائے
دعوت

خبر یو ترت جگ میں جانے لگیا — زمیں کا نکل گنج آنے لگیا
جلد ۔ خزانہ

خبر پائے دریا کے موتی تمام — رتن کھان میانے کے جوتی تمام
ہیرے ۔ معدن ۔ چمکدار

تری ہور خشکی تے پڑ بہار سب — سوشہبال کے آئے دربار سب
مین

ہر یک چرخ تل صرف ہونے لگے — تجلیاں میں گھل گھل پرونے لگے
کام میں آنے

نگر سب گلستان ارم کا تمام — ہوا صاف جیوں جام جم کا تمام
شہر

پرے ہور پریاں جگ کے سارے ملے (۲۱۰۰) بھرائے مجالس ولے در و لے
زنانے ۔ تمام ۔ محلہ محل ۔ محلہ محل

پریاں چلبلیاں کا کس بھاساز سوں — لگیاں ناچنے مل کے یوں ناز سوں

پنکھے پتنگ جڑت کے صد جگمگاٹ لگیا ہو و نے چوکدن تم تماٹ
پریاں بے بدل تہیاں سو دہاٹیاں تمام جو اہیر کے کاس بھایاں تمام
دہن تنگ تر مانگ باریک تر شبے قدر تے بال تاریک تر
ہوئی مست مجلس خوش آواز سوں دیوانی کیاں پاتراں ناز سوں
ڈھلکنیاں، ملیاں ڈومنیاں لولیاں شکر شہد شیریں تے مٹھ بولیاں
یکس ایک تے ایک ترنیاں اہیں سو کرتار کیاں مور ہرنیاں اہیں
سو پر پیچ زلفاں کوں دیک گال پر کنڈل گھال بیٹھیا بھجنگ مال پر
پڑے بال کالے سو جاں تاں تلے سو جیوں ناگ لڑتے ہیں پاواں تلے
نجانوں کہاں کوڑ منتر سکیاں (۲۱۱۰) پدم پاؤں ناکس کے جنتر سکیاں
لگیاں ناچنے تیں جو صدرے صدر تر پنے لگیاں خوش جدہر کا اُدہر
جو گت لے اُٹھے منڈلے پھر تمام سٹے ہوش جاگے پوتے گھر تمام
مندل کاڑ مندل بجانے لگے گیتاں کاڑ پکر باں سولیانے لگے

ن۔ جو یکدہیر نھٹے ریخ مجلس تمام سٹے ہوش بیٹھے ہی کھس کھس تمام (س)
ن۔ جو تپہ اُٹھے منڈلے بے نظیر ہوئے بادل آسماں کے گل کے نیر (س)

جنتر کار سوزاں او چائے ہلوں — سوں مجلس کوں مستی میں لیائے ہلوں
جو[۱] کھولن لگے نغمے ہر ٹھار تے — ہلیاں سن چتر پو تلیاں ٹھار تے
کیتیاں[۲] جو اتھیں تان پر تان کیاں — رہیں ڈال ہنپک سور آسمان کیاں
سزاوار شاہی کوں یو ساز وار — ہنرمند جو سارے ہور رازدار
دیک اس بزم کا خوش سہا او و نور — لگے بھیجنے مرحبا چاند سورج
جو مجلس کوں کھانا کھلانے پہ آئے — صفا خوش کندوریاں سو لیا لیا بچھائے
کندوریاں شہانے سو لک جنس کیاں — (۲۱۲۰) رنگا رنگ شیرنیاں ہر اک جنس کیاں
رکھے شیرنیاں لائیکر ٹھار ٹھار — گگن او نچے راسّاں نہ کیں اس شمار
جو پھل نیر سوں ہات سب کے دھولائے — کندورے کھلانے بجا بیلائے
رنگا رنگ لک جنس کیاں نعمتاں — جو ہر ایک نعمت میں کئے لذتاں
سو آسمان بادل کوں سنگات لے — چندر سورج کے جام دو ہات لے
کمر باند خوش ہو اپیں آبدار — نظر ساری مجلس پہ رکھ ٹھار ٹھار
جل امرت لیا لیا پلانے لگیا — پلا پیاس بھر بھر چلانے لگیا

۱۔ جو نغمے سنیاں خوش چتر کار تھے (س)

۲۔ جو تاراں تے بارا بہیا تان کا — رہیا ڈال نکھ مور اسمان کا (س)

خلائق وہلے درو ہلے خاص و عام | کندورے تے فارغ ہوئے خوش تمام
جڑت کے طبق ہر یک اسماں تھے | بھر اُس میانے تنگٹے پیباں پان کے
عنبر ہور خوشبو کدم پھول مال | پھرانے لگے جان صاحب جمال
جہاں لگ اتھیاں جگ میں پھل پان پات (۲۱۳۰) | جہاں لگ جو گنبھیر ہنو اڑیاں
سوبوں خرچ تل شہ کے آئے وہیں | جو یک پان ہور پھل او برپا نہیں
منور کیئے انجمن کوں تمام | زبرجد کے شیشے زمرد کے جام
مدن مست ساقی چھبیلے جواں | ادک چھند بھرے خوش رنگیلے جواں
مدن مدپیالے بھرا ساز سون | کھڑے آکے مجلس منے ناز سوں
پھرانے لگے دور پر دور خوش | کئے ساری مجلس کبرا طور خوش
عجب وو رنگیں مد اثر دار تھا | متا باس تے اس کے سنسار تھا
نقل ناز کا لیا چکھانے لگے | سو بکد ہر تے سب کوں چھانے لگے
پیالے جواہر کے بھرنے لگے | متی ہو کہ جاناں سو گرنے لگے

ن - چتر ساقی امرت بھرے وا نچکے | صراحیاں لے ہاتاں منے پاچ کے (س)
ن - رنگیں مد پیالے میں بھر ساز توں | بھرائیں لگ دور خوش ناز توں (س)
ن - چتر یا دیک اثر من میں جھلنے لگے | متی مجلسی ہو کہ ڈہلنے لگے (س)

سو پڑتے تھے جاں مد کے بند توٹ کر زمیں ناچتی تھی وہاں اوٹھ کر

ہوئے تھے متے کئی نہ تھے ہوشیار (۲۱۴۰) جکوئی ہیوے وہ کیوں رہے ہوشیار

کئے بخش ساریاں کوں یکدہیر تے ہوئے شاد سب اس جہانگیر تے

الٰہی جو معشوق عاشق اوپر کرم کر ملاتا ہے یک تل بہتر

جلوہ دادن سیف الملوک و بدیع الجمال

تجلی سوں جلوے کی جیوں رات آئی سو دیں غیب تے فیض لک دہات پائی

جو شب قدر کوں بھی نہ تھا فیض تیا سرانا سکوں میں سراؤں جتا

مراداں جو دہر تے تھے جگ دل منے سو پائے اسی رات یک تل منے

نظر ہوئی عنایت کی سبحان تے اترنے لگی رحمت اَسمان سے تے

نحیل روپ کیاں چلبلیاں شہریاں اوتم ذات اوتم گیان کیان گن بہریاں

بدیع الجمال اچپلی نار کوں ڈوبایاں زر نیئے میں جھبکار سوں

جو جلوہ دلانے ہویاں مستعد محل جلوے کارن کیاں مستعد

جواہر کے منڈوے سو چھایاں تمام (۲۱۵۰) مرصع کے پردے بندایاں تمام

ہر یک محل صوفیاں منے رنگ رنگ جڑت کے رچے لیا کے چھپر پلنگ

بلبلاں خوش ہو ماباں و بایاں تمام[1] ‖ شو آروس کے پاس آیاں تمام

دتیا اُس گھڑی جاں ہوی بیبر تے ‖ کھلے تخت گوتیاں کے یکد ہیر تے

اوتم ڈومنیاں مل پلانے لگیاں ‖ سہیلے شہانے سو گانے لگیاں

نول جاں سیف الملک بختور ‖ اُمس سات آ بیٹھیا تخت پر

نبی ہور سبے لوک پلانے لگے ‖ شو آروس کے تیئں سرانے لگے

سعادت[2] کے ساعت ہویدا ہوا ‖ سو قاضی مسیحا ہو پیدا ہوا

لیا شو کیرا ہات اپن ہات میں ‖ خوشی[3] سوں پڑیا عقد اس سات میں

دعا سر کیا جیوں خوش آئین سوں ‖ ملائک کئے ختم آمین سوں

ملے شہ کے چوندہیر سب گوتیاں (۲۱۶۰) لگے وارنے شو او پر موتیاں

چلے[4] جلوے کے محل میں شو کوں لے ‖ کواڑاں سو اقبال کیرے کھلے

---

[1] - ادک ذوق پر ذوق پایاں تمام (س)

[2] - جو ساعت شرف کا ہویدا ہوا (س)

[3] - پڑیا عقد رحمت بھری سات میں (س)

[4] - جو سیف الملک برج اقبال کوں ‖ چلے محل میں لے کے اُس لال کوں (س)

کھڑی مشتری ناز کا ساز کر — سورج جگمگاتا سو اسمان پر
مشاطا ہو زہرا اتر آئی بیگ — چمک نور کا لیا کہ جھمکائی بیگ
نجھل نور کا لیا کہ پردا بندائے — شو آروس دو نوکوں لیا بسیلائے
جو پردے میتے ہات ہلنے لگے — سو لک دہات پھولاں اُچھلنے لگے
مگر غیب تے جگنے دو نور کے — مل اُڑتے اتھے کھول پنکھ سور کے
دے جلوا مشاطا جو نروال ہوئی — سو بھوگی نول شہ کی واں چال ہوئی
بنی پر ہزاراں درود بھیج ویں — چلیا لیکہ آروس کوں سیج ویں
دیکھیا نور کا اُس نجھل نور تے — زیادہ اتھے نور کے پور تے
جو جلوے تے فارغ ہوئی خلق سب (۲۱۷۰) چلیا شو لے آروس کوں سیج تب
دیکھیا موکھ جیوں شو نے آروس کا — کھلیا سر تے جیوں پھول فردوس کا
چیڑی خوب محبوب دیکھ ہات میں — رجھانے لگیا بات کر بات میں
سٹیا ہات جیوں اسپہ طناز سوں — لگی شرم کر لاجنے ناز سوں
سو چھاتی کوں چھاتی لگا حال سات — ہوا لٹ پٹ اُس نور کی ڈال سات

۱؎ سو آیا اوبل سمد سنتوش کا (س)

رلیاں ہیں نپٹ چھند سوں لائیا — جو بن قبہ نور دو پا ئیا

جھٹا پٹ لگی ہونے دو ہی ہیں — ڈوبے سیس تے پگ تلک پی ہیں

ادہر مد پلا کر کیا مست اسے — ہوئی مست دیکھ بیں کیا دست اسے

جکا جوت موتی پڑیا دیک ہات — بندیا خوش اسی وقت الماس سات

پچھل خوب یاقوت کے بیشمار — یوں اس ڈہال موتی تے نکلیا بہار

جو الماس تھا سو رہیا لعل ہو — (۲۱۸۰) لگیا ڈھلنے او لعل تب ڈہال ہو

کہ ظاہر ہوا لعل کی بیل یوں — ملیاں سب سہیلیاں ہو یاں خوش جیوں

زیادا خوشی ہوئی یوں مائی کوں — ادک بھی خوشی ہوئی اس بھائی کوں

پھرا کر گنائے خوشی سیر تے — دیے خلعتاں سب کوں یکدہیر تے

ہوئے خلق تازے سو جیوں نو بہار — کہ پھل ہور پاتاں کوں آیا ہے بار

کہ تا ہور پری شہر کے سب بولائے — ہر یک جنس کے نعمتاں سب کھلائے

کہ شو نے خوشی سر تے تازی کیا — کہ اس نار سوں پھر کہ بازی کیا

لگیا باس نازک جو اس پھول کا — کھلیا رنگ اس خوب مقبول کا

ہلوں بھی اترنے لگی ناز میں — سو چھند بند کرنے لگی نیاز میں

ریجانے لگی شو کوں خوش نین کھول — پھولانے لگی یوں میٹھے بول بول

کبھی شو کوں کر مست ہم شان ہو (۲۱۹۰) کبھی گود میں لیٹ انجان ہو

کبھی لگ سینے شہ تول جان کے — ادہر سوں انپڑ دے بیڑیاں پان کے

کبھی شہ گلے ہات کنٹھ مال بھائے — کبھی شوق سوں گد گلیاں کر ہنسائے

کبھی بھوگ سنگرام خوشحال ہوئے — سو قرباں کد ہیں شہ کے اپرال ہوئے

دونوں میں کول عشق بازی لگی — دو بازی مٹھی حق کے تازی لگی

ہوا جگ میں مشہور ہر ٹھانو یو — بسی لگ دنیا میں رہیا ناںو یو

شگفتا ہو شہبال شہ نیک نام — اُٹھس پا کھلایا خزانے تمام

بھوایاں دہگاں جگ کے سُد جائے تبوں — لگیا بانٹنے مال من بھائے تبوں

کسے نور تن ہور کسے موتیاں — کسے ہت کڑک ہور پدک جوتیاں

کسی کوں جڑت کے اوتم کنٹ مال — کسی کوں جڑت کی پٹی جگ اوجال

کسے ذات تیزی کسے مست ہست (۲۲۰۰) کسے خوب تحفے کسے خوب بست

کیا دان بے مثل یک دہیر تھے — دیا خلعتاں سب کوں یوں سیر تے

کہ مہماں سب کوں کیا سرفراز — کیا خوش کتے لک وضا سوں نواز

رضا لے جو مہمان داراں چلے — دعا شاہ کوں کر ہزاراں چلے

تتیا کوچ شہ تے سکل دان پائے — جو گھر ہور عمارت سُنے کی اوچائے

ڈبی تھی سُنے میں زریں جاں تہاں (سونے) — کہ ایسا سخی بے بدل ہے کہاں (لاجواب)
سنگار اُس پھکی بزم کوں دینہار (سنوارنے والا) — دیوے زینت اس وہات سوں ٹھار ٹھار (طرح)
جو گنبھیر شہبال دانا نریک — کیتک دن شو آروس کوں رکھ نزیک (دلہن)
منگیا بھیجنے اُس کے ما باپ پاس (ماں) — دیا خوب بُتاں جو تھے اپنے پاس
چندر سور سے درجکاں کئی ہزار (جواہر) — جواہر بھرے صندوقاں بے شمار
کیتک جنس کے خوب باندی غلام (۲۲۱۰) کیتک پاتراں جلد نادر تمام (نایاب)
مکلل جڑت کی عماری گنبھیر (جڑاوی) — کرایا تُرت مستعد بے نظیر (جلد)
دعا پر دعا کر گلے لائیکر (لگاکر) — شو آروس کوں اس میں بسلائے کر (دولہا، دلہن، بٹھا)
تجمل ستی خسروی ریت کے (رواج) — چڑا پیٹ اوپرال عفریت کے (پشت)
بڑے غلغلے سوں روانا کیا — عجب کاج جگ میں یو دانا کیا (کام)
نظر میں دسیا سارے عالم کوں یوں (دکھا) — سلیمان شو عاروس بلقیس جیوں (دولہا، دلہن)
جو اپڑے سراندیل کے راج پاس (پہنچے، لنکا) — مہاراج گنبھیر سر تاج پاس
سو آسا منے خسروی داب سوں (دبدبے) — ملیا جیونکہ آفتاب مہتاب سوں (جیسے)
بڑی شان سوں لائیا شہر میں — ہوا آشکارا یو چوندھیر میں (سارے عالم)
ملا شاہزادی سوں آ بھائی وو — دیکھت بھائی کوں خوش گلے لائی وو (لگائی)

حرم میں قبیلے کوں شہ کے تمام ۔۔۔ سو کہہ بھیجیا بندگی ہور سلام
نیکے (خوب) یار ساعد وفادار سوں ۔۔۔ ملیا خوش سینے لائیا (لگایا) پیار سوں
خوش یک دہر تے ساریاں کوں شادی ہوی ۔۔۔ وو شادی بڑی کیقبادی ہوئی
کیتک دن وہاں ماندگی (تھکاوٹ) دور کر ۔۔۔ سینا ذوق لئی (بہت) سمد سوں پور (بھرپور) کر
سمج خوب ساعد دو کہیا ریکے دہات ۔۔۔ چلایا ہلوں خواستگاری کی بات
سو او جگپتی راجا راضی ہوا ۔۔۔ جکچ دغدغا (کھٹک) تھا سو ماضی (کیا گزرا) ہوا
سمج فال جیوں خیر کے کام سوں ۔۔۔ پڑیا خوب ساعد کے آنام سوں
کیا خوش ہو شہ میزبانی شروع ۔۔۔ بدہاوا بڑا خسروانی شروع
جو دہم دہامے (نقارے) بجانے لگے ۔۔۔ غماں (نغمۂ عیش) سب نکل بہار (باہر) جانے لگے
نفیریاں کی آواز سن ٹھار ٹھار ۔۔۔ نکل دولتاں غیب تے آئے بہار
صدر پر صدر شاہ کے بخت تے ۔۔۔ اُتر آئے اَسمان کے تخت تے
جو زُہرا بھی ہور مشتری گاہنار ۔۔۔ کئے گرم مجلس کوں آ ٹھار ٹھار
جو جاں لگ گلاونت (گانے والے) تے واں بھرے ۔۔۔ تمام آپ لنے طائفاں سو کھڑے
اُچانے (اٹھانے) لگے اس وضا تمتماٹ (شور) ۔۔۔ جو تر لوگ کا واں بھریا آ کہ ہاٹ (بازار)
جھنکنے لگے زعفرانی سُر آ ۔۔۔ کہرا زعفراں ہور سمدور آ

لگے میلنے پھول اسمان تے	ملک خوش چندر کے دو گلدان تے
محلاں میں شہ کے گھنہار تھا	جو فردوس کا باؤ عطار تھا
سراندیل سارا ہوا نو بہار	بھریا باس خوشبوئی کا ٹھار ٹھار
سرافراز اُس شہ تے ساعد ہوا	سو خوش ہو زمانا جو ساعد ہوا
قضا دوڑ قاضی ہو آیا وہیں	گھڑی دیک خوشی کا سمایا وہیں

سعادت کی ساعت میں خوشحال یوں (۲۲۴۰) پڑیا پھول کا عقد اوس ڈال سوں

ہوا شاد سیف الملک کا پراں	ملے جیوں او شہزادی ہور یو جواں
کیتک دن تو نو بھائی کوں راج واں	نہایت کوں انپڑے دیک اُنکا جواں
چلے مصر کے ملک کوں پھر شتاب	سمیٹ مال دہن واں تے لے بیحساب
ہوا تھا جو کاڑی نمن سوک سوک	جو عاصم نول شہ دو کھی جھوک جھوک
سنیا جیوں خبر اپنے فرزند کی	یکایک خوشی ہور آنند کی
بڈھا ڈھونگ تھا سو ہوا پھر جواں	پھو گیا ہور آیا رگے رگ پراں
لے ارکان دولت کوں سب ایک بار	دہیں غم کے حجرے تے نکلیا بہار
گلے لا کیا پوت کوں گل تسوں	گیا سامنے ہور ملیا پوت کوں
دسے بھومان ایمان کر پائیا	خوشیاں سوں بلا شہر میں لائیا

دیا آپنی بادشاہی اُسے (۲۲۵۰) سلاماں کئے سب سپاہی اُسے

لگیا کرنے سیف الملک راج (حکومت) خوش — ہوئی عرش کرسی وو معراج خوش

خدا اُس کے من (دل) کی دیا جیوں مراد — دیوے ہر طلب گار کا ووں مراد

کہاں آسماں ہور کہاں دہر (زمین) تیری — کہاں آدمی ہور کہاں شہ پری

کہاں لال سیف الملک جگ جمال — کہاں موہنی دہن بدیع الجمال

کہاں جان ساعد کیتے بے نظیر — کہاں اواوتم شاہزادی گنبھیر

خدا یوں ملانے جو آتا اہے — سو اس دہات سوں لاملاتا اہے

لکھ اس دہات سوں داستاں بے (نظیر) — رسالہ لطافت بہر یا دلپذیر

جو لکھنے نہ سک دو رسن (زبان) کا قلم — سو پاندا (تھک) ہو پڑتا انتھا دمبدم

بجھاں (بغور) دل کے انکھیاں سوں دیکھیں منے — تو ہر ایک بیت اس سفینے منے

جکا جوت محبوب ہے بکرد ار (۲۲۶۰) میرے فکر پردے تھیں نکلی بہار

دیوے دوں جو جلوا عروسی منے — جو سد تارے انبر (آسماں) کے جوسی منے

ملائک سو بالائے چرخ بریں — کہیں اس سفینے کوں دیک آفریں

رتن پار (موتی ہیرے) کے بے بدل مشتری — مرے جوہراں کا ہوا مشتری (خریدار)

کہ میرے چتر (چالاک) شہ نول لال تھیں — بلند اُس کے گنبھیر اقبال تھیں

نہ کیں ایسے جوہر ہیں جھلکار کے   نہ کس کہاں (معدن) ہیں ہوئیں سنسار کے
کہ نکلے ہیں نادر ہو جوہر مرے   جتا مول اس کا سراؤں سرے
دیکھے یو جواہر جکا جوت جیوں   ستارے پھگی ہو رہے بہوت جیوں
ہر ایکیس کوں ہے قرب دہن (دولت) مال کا   مجھے قرب اس جواہراں لال کا
کہ چوراں تے اُس مال کوں ہے دغا   ولے اس جواہر کوں نئیں دغدغا
کہ حالی وو خرچے تو خالی ہووے   ولے یو کدہیں (کبھی) کوں نہ خالی ہووے
جو سلطان عبداللہ انصاف کر   میرے جوہراں پو تے دل صاف کر
دیوے داد میرا بہوت مان (عزت) پانوں   اُمس (ہمت) دور تھے تا گریبان پانوں
کہ یو شاہ میرا خریدار ہوئے   تو تازا میرا طبع گلزار ہوئے
کہ غمگین ہوں میں سخت سنسار تے   دہروں دغدغے لاک اس آزار تے
پریشانگی ہیں جمیا خیال میں   لے آیا ہوں ایسے رتن (موتی) ڈہال ہیں
جو بہوگی نول شہ سیتی فرح (خوشی) پاؤں   تو اس تھیں رتن خاص ڈہنڈ ڈہنڈلیاں (دُر)
اگرچہ ہوں شہ کے بندیاں میں حقیر   ولے شعر کے فن میں ہوں بے نظیر
کہ سونہہ کھول یوں ہیں کہوں کیا ابیں   گواہی دیویں شعر ابیں نا چھپیں (چھپ نہیں سکتے)
بہر حال یو نظم الہام سوں   کیا میں نول شاہ کے نام سوں

برس یک ہزار ہور پنج تیس میں (۱۰۳۵) (۲۲۸۰) کیا ختم یو نظم دن تیس (یعنے ایک ماہ) میں

جو عارف وجو داں نزاکت شناس   صفا اُس تھیں حاصل کریں بے قیاس

پڑہیاں کوں تو سب آوے یو کام کوں   دیوے ذوق ادک (ادک) خاص ہور عام کوں

لکھنہارا (پڑھنے والے) یو لاب (فائدہ) پر لاب پائے   سدا سرخروئی کیرا (کا) آب پائے

مبارک اچھو (ہو) شاہ کوں یو مدام   بحق محمدؐ علیہ السّلام

مبارک گھڑی میں کیا میں تمام

محمدؐ نبیؐ پر ہزاراں سلام

۱، عوامی [illegible] ۔

۲، [illegible]

۳، [illegible] ۔

۴، [illegible] علی [illegible] ۔ [illegible]

[illegible] ۔

١. عنوان - [illegible] -

٢. [illegible] -

٣. [illegible] -

٤. [illegible] [illegible] على [illegible] - [illegible]

[illegible] . ١ . ٢ . [illegible] -





